احکام

شعائرِ حسینی

و پیغامات

حضرت آیت اللہ العظمیٰ

مرجع جہانِ تشیع فقہ اہل بیت عصمت وطہارت

الشیخ حافظ بشیر حسین النجفی (دام ظلہ الوارف)

مترجم :

سید نذر عباس حسنی نجفی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام .... شعائر حسینی
تالیف .... آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین النجفی
اُردو ترجمہ .... سید نذر عباس حسنی نجفی
تعداد 1000
اشاعت اول 2011ء
ناشر .... مؤسسہ انوار النجفیہ
....

بسم الله الرحمن الرحیم

السلام علیٰ الحسین

و علیٰ عَلِیّ بن الحسین

و علیٰ اولادِ الحسین

و علیٰ اصحابِ الحسین

فہرست

۱	انتساب	۸
۲	اظہارِ تشکر	۹
۳	عرض ناشر	۱۱
۴	حسینی شعائر کے قیام و احیاء کے بارے میں آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ کا خطاب	۱۹
۵	پہلا گروہ:	۴۰
۶	دوسرا گروہ:	۴۱
۷	تیسرا گروہ	۴۵
۸	گریہ و بکاء:۔	۴۶
۹	پہلا راستہ:۔۔۔۔	۴۸
۱۰	دوسرا راستہ:۔۔۔۔	۴۸
۱۱	اہل بیت علیہم السلام کے نام پر پیسہ خرچ کرنا:۔	۴۹
۱۲	زیارت عاشورہ:۔	۵۰
۱۳	زیارتِ عاشورا میں موجود لعنت:۔	۵۰

۱۴	قمہ اور زنجیر زنی:۔	۵۲
۱۵	محرم اور شعائرِ حسینی کے حوالے سے	
	آیت اللہ العظمٰی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا خطاب	۶۶
۱۶	پہلی رائے:	۶۶
۱۷	دوسری رائے	۶۸
۱۸	تیسری رائے	۶۹
۱۹	پہلی قسم: (دشمنانِ حسینؑ)	۸۱
۲۰	دوسری قسم: (جاہل شیعہ)	۸۳
۲۱	آیت اللہ العظمٰی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا	
	محرم کی آمد پہ قوم کے نام پیغام	۸۹
۲۲	آیت اللہ العظمٰی الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ	
	کا خطباء اور مبلغین کے نام پیغام	۹۸
۲۳	عزاداری کی انجمنوں، ماتمی دستوں اور خدامِ حسینؑ کے نا	۱۰۶
۲۴	مختلف موضوعات پر عزاداری کے متعلق پوچھے گئے سوالات	۱۱۲
۲۵	شعائرِ حسینی کی تاریخ اور فعالیت	۱۱۳
۲۶	گریہ اور عزاداری کا قیام	۱۱۶

۲۷	مجالس، انجمنیں اور ماتمی جلوس	۱۲۳
۲۸	سیاسی مسائل کو عزاداری میں شامل کرنا	۱۲۷
۲۹	ماتم اور زنجیر زنی	۱۲۹
۳۰	قمہ زنی	۱۳۱
۳۱	انگاروں اور آگ پر چلنا اور اپنے آپ کو اذیت پہنچانا	۱۵۲
۳۲	مجسمہ سازی، تصویریں اور ڈرامائی صورت	۱۵۶
۳۳	سیاہ لباس پہننا اور گریبان چاک کرنا	۱۶۹
۳۴	مجالس اور جلوسوں میں خواتین کا مردوں کو دیکھنا	۱۷۰
۳۵	خطیب اور ذاکر حضرات	۱۷۲
۳۶	جنابِ زینبؑ کے متعلق روایت	۱۷۷
۳۷	حضرت امام سجاد علیہ السلام کا سید الشہداءؑ کو دفن کرنا	۱۸۴
۳۸	مراقدِ مقدسہ کے متعلق احکام	۱۸۵
۳۹	وقف اور تولیت	۱۹۴
۴۰	نذر و نیاز	۱۱۹
۴۱	یومِ عاشوراء کے وقت کا دورانیہ	۲۰۳
۴۲	شبِ عاشور اور روزِ عاشور کے اعمال	۲۰۸

۴۳	زیارت	۲۱۱
۴۴	امام بارگاہ اور مساجد وغیرہ میں محفلوں اور جشن کا انعقاد	۲۱۵
۴۵	طبل، بگل اور آلات موسیقی کا عزاداری کے دوران استعمال	۲۲۵
۴۶	خاکِ شفا	۲۲۹
۴۷	بعض روایات	۲۳۱
۴۸	یومِ عاشورہ سے متعلق بعض حوادث	۲۵۲
۴۹	اسیرانِ کربلا	۲۵۷
۵۰	قیام حسینی کے اہداف و اسباب	۲۵۹
۵۱	شعائر حسینی کے مخالفین کے بارے میں رائے	۲۶۶
۵۲	زیارت عاشورہ	۲۷۳
۵۳	زیارت کے لئے پیدل جانا	۲۸۳
۵۴	برصغیر سے آئے ہوئے سوالات	۲۸۹

انتساب

میری یہ کاوش ....

جلے خیموں کی راکھ کے پاس ....

اندھیری رات میں اٹھتی ہوئی ....

سسکیوں کے نام ....

بھائیوں کے بکھرے لاشوں کے درمیاں ....

پابندِ رسن گزرتے ہوئے ....

نہ ضبط ہونے والی آہوں کے نام ....

زہرا(س) کو پرسہ دینے والوں ....

اور ماتم کے لیے بلند ہونے والے ....

تمام ہاتھوں کے نام ....

زنجیر و ماتم سے ....

اپنے ہی خون میں ڈوب کر ....

بہتی ہوئی آنکھوں ....

لرزتے ہوئے ہونٹوں ....

اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ ......

میرے مرحوم بھائی تقی حسین کی گونجتی ہوئی .....

یا حسینؑ ....یا حسینؑ ......

کی صداؤں کے نام ....

سید نذر عباس حسنی

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا قلم نہ جانے کب سے زہر میں ڈوبے تیروں کو دشمنوں کے کمانِ دہن سے شعائرِ حسینی کو نشانہ بناتا ہوا دیکھ رہا تھا ....کانوں میں انگلیاں دبائے یزیدزادوں کی منحوس اور گھٹیا ترین آوازوں کو عزاداری کے خلاف اُبھرتا ہوا سن کر اندر ہی اندر غم وغصے سے آگ بگولا ہو رہا تھا.........نواسۂِ رسول ؐ کی مدد ونصرت میں صحراءِ قرطاس پر اپنی شہہ رگ کا خون بہانے کے لئے تڑپ رہا تھا، مگر........ ....ناتوانی ،ناتجربہ کاری اور بے بضاعتی اسے اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے سے روکے بیٹھی تھی ،انہی حالات میں روز وشب زندگی کی بساط کھینچ رہے تھے پس اِسی دوران اِک دن میرے قلم کی نظریں آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین نجفی صاحب کی کتاب ”الشعائر الحسینیة ومرا سیم العزاء “ پر پڑیں تو دیرینہ خوابوں کو کسی حد تک شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے اس کتاب کا عربی زبان سے اُردو میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

پس میرا قلم اُن تمام افراد کے سامنے جبینِ شکر جھکائے ہوئے ہے کہ جنھوں نے اِس کتاب کے ترجمہ میں اُس کی انگلی پکڑ کر سفید ورق کے لق ودق صحراء پر چلنے کا سلیقہ سکھایا اور ہر ٹھوکر پر اسے سہارا دیا اور دشمنوں کے حملوں سے شعائرِ حسینی کو بچانے کے لئے لفظوں کی ڈھال عطا کی اور حملہ کرنے کے لیے معانی کے اسلحہ سے لیس کیا۔

میرا قلم اِن تمام افراد کا بھی شکر گزار ہے کہ جنھوں نے اس کی محنت کو لوگوں تک پہنچانے میں اس کی مدد کی۔

خصوصاً سماحۃ الشیخ محمد عبد الغنی الصباغ، میرے بھائی سید ذوالقرنین رضا، برادرِ عزیز سید مرتضیٰ شاکر، جناب عقیل عباس جعفری اور جناب سید دلاور زمان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرا قلم پیشانی پہ ہاتھ رکھے تاحیات کھڑا ہے...

والسلام

سید نذر عباس حسنی

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على خير خلقه خاتم الانبياء و المرسلين ابى القاسم محمد و اله الطاهرين المظلومين و اللعنة الدائمة على اعدائهم و ظالميهم الى يوم الدين۔

"احيوا امرنا رحم الله من احيا امرنا ودعا الى ذكرنا"

یعنی: ہمارے امر کو زندہ کرو خدا اس پر رحمت نازل کرے جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا اور ہمارے ذکر کی طرف بلایا۔

بے شک مختلف اصناف اور تمام طریقوں سے انجام دیئے جانے والے شعائرِ حسینی ہی اس مقدس حسینی انقلاب کی رمز و علامت ہیں کہ جس کو سید الشھداءؑ نے بنی امیہ کی صورت میں موجود گمراہ اور کافر حکومت کے خلاف برپا کیا کہ جس نے ظاہر بظاہر فسق و فجور کا ارتکاب کیا اور کفر و الحاد کا اعلان کیا اور

اسلام کو درگور کرنے اور مٹا دینے کے ارادے ظاہر کیے۔

پس سید الشھداءؑ نے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح،امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے اور لوگوں کو ہدایت کے راستہ پر لانے کے لئے اپنے مقدس قیام کا اعلان فرمایا۔

سید الشہداءعلیہ السلام نے فرمایا:

"...... و انا ادعوکم الی کتاب الله و سنة نبیه صلی الله علیه و آله وسلم فان السنة قد امیتت و البدعة قد احییت فان تسمعوا قولی اهدیکم سبیل الرشاد......"

یعنی:"......اور میں تم کو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں بے شک سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت زندہ ہوگئی ہے پس اگر تم نے میری بات سنی اور مانی تو میں تمہیں ہدایت کے راستے کی رہنمائی کروں گا......"

شعائرِ حسینی ہی امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کو باقی اور مستمر رکھنے کا ذریعہ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ روایات میں ان کے قیام اور انعقاد کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور اس بارے میں بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

پس امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”من ذکرنا عنده ففاضت عیناه ولو مثل جناح الذباب غفر اللہ ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر“

یعنی: جس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے چاہے مکھی کے پر کے برابر ہی آنسو نکل آئیں تو اللہ تعالی اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”کان علی بن الحسین علیهما السلام یقول: أیُّما مؤمن دمعت عیناه لقتل الحسین علیه السلام حتی تسیل علی خدیه بوأه اللہ بها فی الجنة غرفا یسکنها احقابا“

یعنی: میرے بابا علی بن حسین علیہما السلام فرمایا کرتے تھے کہ امام حسینؑ کے قتل پر جس مؤمن کی آنکھوں میں آنسو آئیں اور اس کے رخساروں پر بہنے لگیں تو اللہ تعالی اسے اِس کے بدلے جنت میں مکانات عطا کرتا ہے کہ جس میں وہ مدتوں رہے گا۔

ریان بن شبیب کہتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ:

یا ابن شبیب ان کنت باکیا لشیء فأبك للحسین بن

علـی عـلیهـما السلام فانه ذبح کما یذبح الکبش وقتل معـه مـن اهـل بیتـه ثـمانیة عشر رجلا مالهم فی الارض شبیهـون و لـقـد بـکت السماوات السبع و الارضون لقتله

....

یاابـن شبیـب ان بـکیـت علی الحسین علیه السلام حتـی تصیر دموعك علی خدیك غفر الله لك كل ذنب اذنبته صغیرا کان او کبیرا، قلیلا کان او کثیرا

یاابـن شبیـب ان سـرك ان تـلـقـی الله عزوجل ولا ذنب علیك فزر الحسین علیه السلام

یاابـن شبیـب ان سرك ان تسکن الغرف المبنیة فی الـجـنة مع نبی صـلـی الله علیه وآله وسلم فالعن قتلة الحسین علیه السلام

یـا ابـن شبیـب ان سـرك ان یـکون لك من الثواب مثل مـا لـمـن استشهـد مع الحسینؑ فقل متی ذکرته یا لیتنی کنت معهم فافوز فوزا عظیما

یاابـن شبیب ان سرك ان تکون معنا فی الدرجات

العلی من الجنان فاحزن لحزننا و افرح لفرحنا و علیك بولایتنا فلو ان رجلا احب حجرا لحشره الله معه یوم القیامة (بحار الانوار جلد 44 صفحہ 286)

یعنی: اے ابن شبیب اگر تم کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسین بن علی علیہما السلام پر گریہ کرو پس ان کو اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان کے اہلبیت کے ایسے اٹھارہ افراد مارے گئے جن کے مثل دنیا میں کوئی نہیں ہے پس ان کے قتل پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں نے گریہ کیا........

اے ابن شبیب اگر تم نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا یہاں تک کہ تمہارے آنسو تمہارے رخساروں پر جاری ہوگئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہوں کو بخش دے گا۔ چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

اے ابن شبیب اگر تمہارے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرو کہ تمہارے ذمے کوئی گناہ نہ ہو تو تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔

اے ابن شبیب اگر تمہارے لئے یہ بات باعثِ سرور ہے کہ تم محمد و آل محمد علیہم السلام کے ساتھ جنت میں تعمیر شدہ مکانات میں رہو تو امام حسین علیہ السلام

کے قاتلوں پر لعنت کرو۔

اے ابن شبیب اگر تمہیں یہ بات فرحت بخشتی ہے کہ تم کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہونے والوں کا ثواب ملے تو جب کبھی تمہیں ان کی یاد آئے تو تم یہ کہو: ''اے کاش کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور عظیم کامیابی حاصل کرتا۔''

اے ابن شبیب اگر تمہیں یہ بات خوشی دیتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ جنت کے عالی مراتب میں رہو تو ہمارے غم میں غمی اور ہماری خوشی میں خوشی مناؤ اور تمھارے اوپر ہماری ولایت ومودت واجب ہے پس اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو قیامت کے دن خدا اسے اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔

اِن روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جن سے شعائرِ حسینی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور خدا کے تقرب اور مذہبِ اہل بیت علیہم السلام کی صورت میں موجود حقیقی اسلام کی حفاظت کے سلسلہ میں ان شعائر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا حالات اور اسباب جیسے بھی ہوں ہمیں جتنی بھی قیمت ادا کرنی پڑے ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم شعائرِ حسینی کو برپا کریں ان کا دفاع کریں اور اس سلسلہ میں بالکل پیچھے نہ ہٹیں۔

زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان شعائرِ حسینی اور ان کے انجام دینے

کے طریقوں میں جدت، وسعت اور اضافہ ہوا ہے لہذا ان جدید امور میں شرعی نکتہ نظر کو جاننے کی ضرورت پیش آئی جبکہ دین کے نام پر ظاہر ہونے والی بعض نام نہاد تحریکیں ان شعائر کو ختم یا پھر ان میں کمی کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ پس عوام کی ایک بڑی تعداد نے اس بارے میں اور شعائرِ حسینی سے متعلق دوسرے مسائل کے بارے میں اپنی شرعی ذمہ داری کو جاننے کے لئے آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین النجفی صاحب سے رابطہ کیا۔

چند سال پہلے ایک ادارے نے ان سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی لیکن جب یہ سوالات اور آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین النجفی صاحب سے پوچھے گئے مسائل مزید بڑھے تو ہم نے موالیانِ حسینؑ تک ان کو پہنچانے کے لئے اسی کتاب میں مزید ان جدید سوالات اور فتووں کا اضافہ کیا کہ جو آیت اللہ العظمی .... سے بعد میں پوچھے گئے تھے اسی طرح ہم نے ان سوالات کو بھی اس کتاب میں شامل کیا ہے کہ جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے شعائرِ حسینی یا واقعہ کربلا کے ساتھ ہے جیسے واقعہ کربلا میں موجود بعض شخصیات، روایات کی سند اور مفہوم، وقف، نذر و نیاز اور ماتم وغیرہ کے بارے میں پوچھے گئے فتوے کہ جن کا تعلق شعائرِ حسینی کے ساتھ ہے۔

ہم نے آیت اللہ العظمی ...... کے فتووں کو ان کے موضوع کے اعتبار سے

مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے تاکہ ان کو پڑھنا اور سمجھنا آسان ہو سکے اور اسی طرح ہم نے کتاب کو مزید مفید بنانے کے لئے آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین النجفی صاحب کے شعائرِ حسینی کی اہمیت اور بعض نظریات کے بارے میں چند خطابات کو بھی کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس کتاب کو آیت اللہ العظمیٰ کے چند بیانات سے بھی مزید زینت بخشی ہے کہ جو انھوں نے محرم الحرام کی آمد پر مؤمنین، خطباء، ذاکرین اور حسینی انجمنوں و ماتمی دستوں کے نام صادر فرمائے تھے۔

خداوند متعال سے دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کو مفید قرار دے اور ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں شعائرِ حسینی کا احیاء اور قیام کرنے والوں کے زمرہ میں قرار دے اور ہمیں امام حسین علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔

وما توفیقنا الا باللہ علیه توکلنا والیه المصیرو الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی سیدنا محمد و آله الطاهرین۔

اداره مؤسسة الانوار النجفية

نجف اشرف (عراق)

حسینی شعائر کے قیام واحیاء کے بارے میں
آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ
کا خطاب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه خاتم الانبياء و المرسلين ابى القاسم محمد وآله الطاهرين المنتجبين و اللعنة الدائمة على اعدائهم و ظالميهم وغاصب حقوقهم الى يوم الدين۔

اما بعد :قال الله تبارك و تعالى "من يعظم شعائرالله فانها من تقوى القلوب"(سورة الحج آیت۳۲) صدق الله العلى العظيم و بلغ و صدق رسوله الصادق الامين و نحن على ذلك من الشاهدين و الشاكرين و الحمد لله رب العالمين۔

یہ دن (محرم الحرام) ہمیں اس پُر درد واقعہ اور سب سے بڑی مصیبت اور

آفت کی یاد دلاتے ہیں کہ جس کا اثر پوری کائنات پر یکساں ہوا، کہ جس نے دودھ پیتے بچہ کا سر بھی سفید کر دیا، کہ جس کے رونما ہونے کے بعد دنیا میں ہر آنے والی بڑی سے بڑی مصیبت و آفت بھی معمولی نظر آتی ہے کیونکہ کوئی مصیبت بھی سانحہ کربلا کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس مصیبت نے روتی آنکھوں کو زخموں میں تبدیل کردیا، اس سانحہ کو تاریخ نے تو صدیوں پہلے ہونے والے واقعاتِ کربلامیں لکھا ہے لیکن اس کا درد والم واثر قیامت تک باقی رہے گا، اس مصیبت پر بارشوں کی طرح آنسو بہتے ہیں، اس مصیبت کے سبب روشن دن میں سورج کو گرہن لگ گیا اور ایسا کیوں نہ ہو اس سانحہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے حزین اور ماتم زدہ کر دیا، اس کی وجہ سے اللہ کی کتاب تنہا رہ گئی، یہ مصیبت ہمارے مظلوم امام حسین علیہ السلام، ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے گھرانے پر اس طرح ٹوٹی کہ اس کا اثر بلند و بالا آسماں تک پہنچ گیا، زمیں و آسماں اس مصیبت پر خون کے آنسو رونے لگے، حیوانا ت اور مچھلیوں نے نوحہ خوانی اور گریہ وزاری شروع کر دی، سات آسمانوں پر ملائکہ نے ماتم کیا، دریاؤں اور سمندروں نے فرشِ عزا بچھا لیا، فلک کی گردش رک گئی، اور ایسا کیوں نہ ہو اللہ کے رسول کا جگر گوشہ کربلا کی تپتی ریت پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، منافقوں اور باغیوں کی تلواروں نے اس کے اعضا کو بکھیر دیا اور رسولؐ زادیوں کو

قید اور پابندِ رسن کردیا ،اے واقعہ کربلا تو نے خاندانِ رسالت پر قتل و غارت گری کی آگ گرم کر دی ،رسولؐ کی بیٹیوں کو قید اور رسیوں میں پابند کر دیا اور رسولؐ کی وراثت کو لوٹ مار کا مال بنا دیا ،پس وہ کون سا جگر ہے جو اس مصیبت کی وجہ سے پارہ پارہ نہ ہو؟ وہ کون سا دل ہے جو غم والم سے نہ پھٹے ؟وہ کون سا سینہ ہے کہ جس میں درد کی ٹیسیں نہ اٹھیں؟ وہ کون سا انسان ہے جو ٹوٹ کر نہ بکھرے؟ ہائے یہ روزِ کربلا ہے کرب اور بلا کا روز ،اے میرے مظلوم آقا حسین علیہ السلام، خدا ان آنکھوں کو اندھا کردے جو تیرے غم میں نہ روئیں ،اے میرے مظلوم آقا، اے وہ کہ جس کو تن وتنہا ، وطن سے دور، مسافرت کے عالم میں قتل کر دیا گیا، نہ کوئی آپ کی مدد کرنے والا رہا، نہ کوئی آپ کی پکار کو سننے والا، بس آپ کے گرد تمہارے جوان بیٹوں، بھائیوں اور تھوڑے سے اصحاب کے لاشے بکھرے رہ گئے ، اے میرے مظلوم مولا آپ کے پاک وطاہر لاشے پر آزاد کردہ غلاموں کی اولا د نے گھوڑے دوڑا دیئے ۔

امام حسین علیہ السلام کے مقدس قیام کا مقصد امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اس فساد ولا دینی کی اصلاح کرنا تھا جس کو گمراہ اور جابر حکمرانوں نے مسلمانوں کے درمیان پھیلا رکھا تھا،ان حکمرانوں نے دین میں تحریف اور تبدیلی کے لئے کمر باندھ رکھی تھی فساد اور بے راہ روی کو پوری دنیا میں پھیلانے کے

در پے ہو چکے تھے، یہ حکمران ظاہر بظاہر اور علی الاعلان فسق و فجور، شراب نوشی اور گھٹیا سے گھٹیا حرکت کا ارتکاب کرتے تھے۔

جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی وصیت میں فرمایا ہے کہ جو انھوں نے مدینے سے نکلنے سے پہلے لکھی تھی پس مولاؑ فرماتے ہیں کہ:

.... وانی لم اخرج اشرا ولا بطراولا ظالما وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی اريد ان أمر بالمعروف وانهی عن المنكر واسير بسيرة جدی وابی علي ابن ابی طالب فمن قبلنی بقبول الحق فالله اولى بالحق ومن رد عليّ هذا اصبر حتى يقضی الله بينی وبين القوم وهو خير الحاكمين (بحار الانوار جلد 44 صفحه 329)

یعنی: میں نے نہ تو شر پھیلانے کے لئے خروج کیا ہے اور نہ ہی میرا خروج فضول و بے مقصد ہے اور نہ میں نے ظلم کرنے کے لئے خروج کیا ہے۔ میں تو اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے نکلا ہوں، میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے نانا رسولؐ اور اپنے بابا علیؑ کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں۔ پس جس نے مجھے حق سمجھتے ہوئے قبول کیا تو اللہ ہی صاحب حق ہے اور

جس نے میری اس بات کو ٹھکرایا، تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دے اور خدا ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

یزید ملعون ایسا شخص تھا کہ جو بالکل خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا تھا، پس جب مدینہ کے والی اور حاکم نے امام علیہ السلام کو بلایا اور ان سے بیعت طلب کی تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنّا اھل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومحل الرحمۃ وبِنا فتح اللہ وبنا ختم ویزید رجل فاسق، شارب الخمر، قاتل النفس المحرمۃ ومعلن بالفسق ومثلی لا یبایع مثلہ ولکن نصبح وتصبحون وننتظر وتنتظرون اینا احق البیعۃ والخلافۃ؟" (بحار الانوار جلد 44 صفحہ 325)

یعنی: ہم اہل بیتِ نبوت ہیں، ہم رسالت کی کانیں ہیں، ملائکہ کا ہمارے ہاں آنا جانا رہتا ہے، ہم ہی خدا کی رحمت کے نزول کا مرکز و مقام ہیں، خدا نے ہم سے (خلقت کی) ابتدا کی اور ہمارے ذریعے ہی (اس دنیا کا) اختتام کرے گا، جبکہ یزید فاسق، شراب خور، بے گناہ انسانوں کا قاتل اور ظاہر بظاہر و اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرنے والا ہے اور مجھ (حسین بن علیؑ) جیسا اس

(یزید)جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔لیکن ہم بھی صبح کریں گے اور آپ بھی، ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور تم بھی انتظار کرو(دیکھیں گے)کون بیعت اور خلافت کا زیادہ حقدار ہے۔

ایک مقام پر امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فلعمری ما الامام الا الحاکم بالکتاب، القائم بالقسط، الدائن بالدین الحق، الحابس نفسه علٰی ذات الله"(بحار الانوار جلد 44 صفحه 335-334،روضة الواعظین صفحه 173،الارشاد جلد 2 صفحه 39)

یعنی: مجھے اپنی زندگی کی قسم امام فقط وہی ہو سکتا ہے کہ جو اللہ کی کتاب سے فیصلہ کرے،عدل قائم کرے، دینِ حق پر عمل کرے اور اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

اہل بصرہ کے نام اپنے خط میں امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وانا ادعوکم الی کتاب الله و سنت نبیه فان السنة قد امیتت و البدعة قد احییت فان تسمعوا قولی اهدیکم سبیل الرشاد"(بحار الانوار جلد 44 صفحه 340)

یعنی:میں تم کو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کی طرف دعوت دیتا

ہوں بے شک سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت عام ہوگئی ہے پس اگر تم لوگوں نے میری بات قبول کی تو میں تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کروں گا۔

یہ بات واضح رہے کہ یزید قطعی طور پر ایمان نہیں لایا تھا اور اس کی حالت یہ ہو چکی تھی کہ وہ اعلانیہ طور پر اپنے کفر و الحاد اور فسق و فجور کا اظہار کرتا تھا۔ سبط ابن جوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جب یزید کے دربار میں لایا گیا تو اس نے امام حسین علیہ السلام کے ہونٹوں پر چھڑی ماری اور درج ذیل اشعار پڑھے کہ جن سے اس کی اسلام سے دشمنی واضح ہوتی ہے:

لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاء ولا وحی نزل

یعنی بنی ہاشم نے حکومت (کے حصول کے لئے نبوت) کا کھیل کھیلا تھا پس نہ تو کوئی خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح دوسرے اشعار میں یزید ملعون کہتا ہے:

لما بدت تلك الحمول و اشرقت

تلك الرؤس علی ربا جیرون

نعب الغراب فقلت قل اولا تقل

فقد اقتضیت من الرسول دیونی

یعنی: جب جیرون کی سرحد پر لدے ہوئے اونٹ اور وہ سر ظاہر ہوئے۔ تو کوے نے کائیں کائیں کیا پس میں نے کہا تو کہہ یا نہ کہہ میں نے رسولؐ سے اپنے بدلے چکا لئے ہیں۔

یزید کا یہ اشعار پڑھنا واضح طور پر اس کے کفر پر دلالت کرتا ہے پس وہ کس طرح مسلمانوں کا خلیفہ ہوسکتا تھا۔

لہٰذا سید الشہداء علیہ السلام، کا انقلاب و قیام لوگوں کے سامنے یزید ملعون کی حقیقت اور اس کے بناوٹی، کھوٹے اور کھوکھلے اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے تھا تا کہ اسلام کو تحریف و تغییر، جعل سازی اور تبدیلی سے بچایا جا سکے۔ پس سید الشہداء علیہ السلام، کا مقدس انقلاب و قیام دین اور سید المرسلینؐ کی شریعت کو باقی رکھنے اور اس کے احیاء کے لئے ضروری اور حتمی تھا۔

عاشورا کے سانحہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور امام حسین علیہ السلام کے قیام و انقلاب کے درمیان وحدت اور دونوں کے مقاصد میں اتحاد کو واضح کر دیا، رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کے خلاف محاذ کھڑا کیا اور امام حسین علیہ السلام نے دین میں انحراف اور تبدیلی کے خلاف قیام کیا۔

پس دین میں تبدیلی اور انحراف کی تحریک منافقین نے شروع کی

اور اس کے آثار سقیفہ میں ظاہر ہوئے اور یہ تحریک یزید کی حکومت کی صورت میں اعلانیہ طور پر سامنے آگئی اور منافقین اور سقیفہ کے سالہا سال سے پروان چڑھنے والے پودے پر یزید ملعون جیسے فاسق و فاجر خلیفہ کی صورت میں پھل نمودار ہوا ۔لہٰذا امام حسین علیہ السلام کا قیام اور مقدس انقلاب منافقین، سقیفہ، یزیدیوں اور ہر اس شخص کے خلاف تھا کہ جو ان کی پیروی کرتا ہے،ان کے دستر خوان کی بچی ہوئی ہڈیاں کھاتا اور ان کی حمایت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالمین امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے لوگوں کے جانے ،ان کے غم میں ماتم اور عزاداری کرنے اور واقعہ کربلا کی یاد منانے سے ڈرتے ہیں۔

پس حسینی شعائر اور مراسم عزاء ایسے معانی، مفاہیم،جذبات اور ابھرتی ہوئی ایسی تحریکوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آئمہ علیہم السلام سے مروی روایات میں دیکھتے ہیں کہ آئمہ علیہم السلام عزاداری کے قیام، احیاء اور انعقاد پر بہت زور دیتے ہیں پس اس بارے میں چند روایات درج ذیل ہیں :

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے باباؑ فرمایا کرتے تھے کہ:

" ایما مؤمن دمعت عیناه لقتل الحسین بن علی

دمعة حتی تسیل علی خده بوّأ ہ اللہ بھا فی الجنة غرفا یسکنھا احقابا، وایماموٴمن دمعت عیناہ حتی تسیل علی خدہ فینا لاذی مسنا من عدونا فی الد نیا بوأہ اللہ بھا فی الجنة مبوأ صدق وایّما موٴمن مسہ أذی فینا فدمعت عیناہ حتی تسیل علی خدہ من مضاضة ما اوذی فیناصرف اللہ وجھہ الا ذی اوذی و آمنہ یوم القیامة من سخطہ والنار''(کامل الزیارات باب 32 ج1)

یعنی :امام حسین علیہ السلام کے قتل پر جس موٴمن کی آنکھوں میں آنسو آئیں اوراس کے رخساروں پر جاری ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے مکانوں میں سکونت عطا کرے گا، ہمارے دشمنوں کی طرف سے دنیا میں ہم کو پہنچائی جانے والی اذیت کی وجہ سے جس موٴمن کی آنکھوں میں آنسو آجائیں اور اس کے رخساروں پر جاری ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بنے ہوئے مکانوں میں سکونت عطا کرے گا،اور ہماری محبت کی وجہ سے جن کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کے دکھ وتکلیف میں جس موٴمن کی آنکھوں میں آنسو آئیں اور رخساروں پر جاری ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے تکلیف ختم کر دے گا اور اپنے غضب اور جہنم سے امان عطا کرے گا۔

مسمع بن عبد الملک کردین المبصر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے کہا: **یا مسمع انت من اهل العراق أما تأتي قبر الحسين عليه السلام ؟**

قلت : لا انا رجل مشهور عند اهل البصرة و عندنا من يتبع هوى هذا الخليفة و عدونا كثير من اهل القبائل من النصاب و غيرهم و لست آمنهم ان يرفعوا حالي عند ولد سليمان فيمثلون بي ،

قال لي :أفما تذكر ما صنع به ؟

قلت : نعم ۔

قال : فتجزع ؟

قلت: أي والله واستعبر لذلك حتى يرى اهلي أثر ذلك عليّ فأمتنع من الطعام حتى يستبين ذلك في وجهي

قال: رحم الله دمعتك يخافون لخوفنا و يأمنون اذا آمنا،أما أ نك سترى عند موتك حضور آبائي لك و وصيتهم ملك الموت بك و ما يلقونك به من البشارة

أفضل و ملك الموت أرق عليك و أشد رحمة لك من الأم الشفيقة على ولدها ،

قال: ثم استعبر واستعبرت معه ،

اے مسمع تم عراق کے رہنے والے ہو، کیا تم امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے نہیں جاتے؟

تو میں (مسمع) نے کہا: میں نہیں جاتا، میں بصرہ کا مشہور و معروف آدمی ہوں اور ہمارے ہاں ایسے بہت سے لوگ ہیں کہ جو خلیفہ کی ہوا وہوس کی پیروی کرتے ہیں اور اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنے والے قبیلوں اور بعض دوسرے قبائل میں ہمارے دشمن بہت ہیں اور میں ان سے محفوظ نہیں ہو ں وہ میرے بارے میں سلیمان کے بیٹے (خلیفہ) کو بتا دیں گے اور میری لاش کی پامالی کریں گے اور مجھے مثلہ کردیں گے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ہوا کیا تم اس کو یاد کرتے ہو؟

میں (مسمع) نے کہا: جی میں یاد کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر کیا تم روتے بھی ہو؟

میں (مسمع) نے کہا: خدا کی قسم بہتے آنسوؤں سے ان پر گریہ کرتا ہوں

یہاں تک کہ میرے گھر والے مجھ پر اس کے اثر کو محسوس کرتے ہیں پس مجھ سے کھانا نہیں کھایا جاتا یہاں تک کہ میرے چہرے پر یہ بات واضح دکھائی دیتی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تمہارے آنسوؤں پر رحمت نازل کرے اور ان پر کہ جو ہمیں مشکل میں دیکھ کر خوف زدہ ہوجاتے ہیں اور ہمیں محفوظ دیکھ کر امان محسوس کرتے ہیں۔ بیشک تم عنقریب اپنی موت کے وقت میرے آباؤ اجداد کو اپنے پاس حاضر دیکھو گے کہ جو ملک الموت کو تمہارے بارے سفارش کریں گے اور تمہیں ان سب چیزوں سے افضل بشارت دیں گے۔ جو رحم و کرم کسی شفیق ماں کے دل میں اپنے بیٹے کے لئے ہوتا ہے ملک الموت اس سے بھی زیادہ نرمی اور شفقت سے تمہارے ساتھ پیش آئے گا۔

مسمع کہتا ہے پھر اس کے بعد امام علیہ السلام گریہ کرنے لگے اور میں بھی ان کیساتھ رونا شروع ہوگیا پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

"الحمد لله الذی فضلنا علی خلقه بالرحمة وخصنا اهل البیت بالرحمة، یا مسمع ان الارض و السماء لتبکی منذ قتل امیر المؤمنین رحمة لنا، وما بکیٰ من الملائکة اکثر، وما رقأت دموع الملائکة منذ قتلنا، وما

بکیٰ احد رحمة لنا ولما لقینا الا رحمة الله قبل ان تخرج الدمعة من عینیه فاذاسالت دموعه علی خده فلو قطر ة من دموعه سقطت فی الجهنم لأطفأت حرها حتی لایوجد لها حر وان الموجع قلبه لیفرح یوم یرانا عند موته فرحة لاتزال فی قلبه حتیٰ یرد علینا الحوض، وان الکوثر لیفرح بمحبنااذا ورد علیه حتیٰ انه لیذیقه من ضروب الطعام مالا یشتهی ان یصدر عنه ـ.........

(کامل الزیارات باب ۳۲ج۷)

یعنی: حمد وثنا ہے اس پروردگار کی کہ جس نے ہمیں اپنی مخلوق پر رحمت کے ذریعے فضیلت عطا کی، اور ہم اہلبیت کو رحمت کے ساتھ خاص قرار دیا، اے مسمع جب سے امیر المومنینؑ قتل ہوئے ہیں زمین و آسمان ہمارے لئے ہمدردی کے اظہار میں روتے ہیں فرشتے ہم سے زیادہ کسی پر نہیں روئے، جب سے ہم (اہل بیت) قتل ہوئے فرشتوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے (یعنی نہیں رکے) خدا ان آنسوؤں پر آنکھ سے نکلنے سے پہلے ہی اپنی رحمت نازل کرتا ہے کہ جو ہمارے ساتھ ہمدردی اور ہمارے مصائب پر نکلے، پس جب اس کے آنسو رخساروں پر بہتے ہیں تو اگر ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ بھی جہنم میں گر جائے تو اس کی

تپش کو بجھا دے گا یہاں تک کہ اس میں حرارت باقی ہی نہ رہے گی،اور جس کا دل (ہمارے مصائب پر) دکھتا ہے وہ اپنی موت کے وقت ہمیں دیکھ کر اتنا خوش ہوگا کہ یہ خوشی اس کے دل سے زائل نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس حوض کوثر پر آئے گا اور بیشک جب ہمارا چاہنے والا حوض کوثر پر آئے گا تو حوض کوثر بھی اس سے بہت خوش ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے اتنی انواع واقسام کا ذائقہ دے گا کہ جن کا کوثر سے صادر ہونا متوقع نہیں ....(کامل الزیارات باب ۳۲ج۷)

ابی ہارون المکفوف کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: مجھے مرثیہ کے شعر سناؤ۔تو میں نے ان کی خدمت میں اشعار پڑھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:نہیں ایسے نہیں بلکہ تم مجھے اس طرح سے نوحہ و مرثیہ سناؤ کہ جس طرح تم امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس پڑھتے ہو۔

ابی ہارون کہتا ہے کہ میں نے پڑھنا شروع کیا:

"امرر علی جدث الحسینؑ فقل لاعظمه الزکیة"

یعنی:حسینؑ کی قبر پر جاؤ،اور اُن کی پاک و طاہر ہڈیوں سے کہو۔

ابی ہارون کہتا ہے کہ جب میں نے یہ پڑھا تو امام علیہ السلام نے گریہ

شروع کردیا اور میں یہیں خاموش ہوگیا۔

پس امام علیہ السلام نے فرمایا: پڑھتے رہو۔پس میں نے مزید پڑھا۔پھر امام علیہ السلام نے دوبارہ فرمایا: مجھے مزید سناؤ۔تو میں نے یہ شعر پڑھا:

" یا مریم قومی فاندبی مولاك

وعلی الحسینؑ فاسعدی ببکاك"

یعنی: اے حضرت مریمؑ اٹھو اور اپنے مولا (حسینؑ) کا نوحہ پڑھو اور امام حسینؑ پر اپنے گریہ سے سعادت حاصل کرو۔

ابی ہارون کہتا ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام گریہ و زاری کرنے لگے اور پردہ کے اندر خواتین کے شدید گریہ اور آہ و فغاں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

پس جب خواتین خاموش ہوئیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جو امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر شعر پڑھے اور دس آدمی رونے لگیں تو اس کی جگہ جنت میں ہے، پھر فرمایا: جو امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر شعر پڑھے اور نو آدمی رونے لگیں تو اس پر جنت واجب ہے۔پھر فرمایا: جو امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر شعر پڑھے اور آٹھ آدمی رونے لگیں تو اس پر جنت واجب ہے..... پس اس طرح سے امام علیہ السلام ایک ایک آدمی کم کرتے گئے یہاں تک کہ

رونے والوں کا عدد ایک تک پہنچ گیا پس امام علیہ السلام نے فرمایا: جوشخص بھی امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر شعر پڑھے اور اگر ایک آدمی بھی گریہ کرتا ہے تو اس کے لئے جنت ہے۔ پھر فرمایا: جوشخص امام حسین علیہ السلام کو یاد کر کے روئے اس کے لئے جنت ہے۔

ریان بن شبیب کہتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ :

یا ابن شبیب ان کنت باکیا لشیء فأبك للحسین بن علی علیه السلام فانه ذبح کما یذبح الکبش وقتل معه من اهل بیته ثمانیة عشر رجلا مالهم فی الارض شبیهون ولقد بکت السماوات السبع و الارضون لقتله ....

یابن شبیب ان بکیت علی الحسین علیه السلام حتی تصیر دموعك علی خدیك غفر الله لك كل ذنب اذنبته صغیرا کان او کبیرا، قلیلا کان او کثیرا

یابن شبیب ان سرك ان تلقی الله عزوجل ولا ذنب علیك فزر الحسین علیه السلام

یابن شبیب ان سرك ان تسکن الغرف المبنیة فی الجنة مع نبی و آله صلی الله علیه وآله وسلم فالعن قتلة الحسینؑ

یا بن شبیب ان سرك ان یكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسینً فقل متی ذكرته یا لیتنی كنت معهم فافوز فوزا عظیما

یابن شبیب ان سرك ان تكون معنا فی الدرجات العلی من الجنان فاحزن لحزننا و افرح لفرحنا و علیك بولایتنا فلو ان رجلا احب حجرا لحشره الله معه یوم القیامة (بحار الانوار جلد 44 صفحه 286)

یعنی: اے ابن شبیب اگر تم کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسین بن علی علیہ السلام پر گریہ کرو پس ان کو اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان کے اہلبیت کے ایسے اٹھارہ افراد مارے گئے جن کے مثل دنیا میں کوئی نہیں ہے پس ان کے قتل پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں نے گریہ کیا........

اے ابن شبیب اگر تم نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا یہاں تک کہ تمہارے آنسو تمہارے رخساروں پر جاری ہوگئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہوں کو بخش دے گا چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

اے ابن شبیب اگر تمہارے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ

سے اس طرح ملاقات کرو کہ تمہارے ذمے کوئی گناہ نہ ہو تو تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔

اے ابن شبیب اگر تمہارے لئے یہ بات باعث سرور ہے کہ تم محمد وآل محمد علیہم السلام کے ساتھ جنت میں تعمیر شدہ مکانات میں رہو تو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرو۔

اے ابن شبیب اگر تمہیں یہ بات فرحت بخشتی ہے کہ تمہیں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہونے والوں کا ثواب ملے تو جب کبھی تمہیں ان کی یاد آئے تو تم یہ کہو "اے کاش کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور عظیم کامیابی حاصل کرتا۔"

اے ابن شبیب اگر تمہیں یہ بات خوشی دیتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ جنت کے عالی مراتب میں رہو تو ہمارے غم میں غمی اور ہماری خوشی میں خوشی مناؤ اور تمھارے اوپر ہماری ولایت ومحبت واجب ہے پس اگر کوئی شخص کسی پتھر سے محبت کرے تو قیامت کے دن خدا اسے اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ان المحرم شهر كان اهل الجاهلية يحرمون فيه القتال فاستحلت فيه دماؤنا و هتكت فيه حرمتنا و سبي فيه ذرارينا و نسائنا و اضرمت النيران في مضاربنا

وانتهب ما فیها، ولم ترع رسول الله حرمة فی امرنا، ان یـوم الـحسینؑ أقرح جفوننا واسبل دموعنا واذل عزیزنا بـارض کـرب وبلاء واورثنـا الکـرب و البلاء الـی یوم الانـقـضاء، فعلی مثل الحسینؑ فلیبك الباکون فان البکاء علیه یحط الذنوب العظام"

یعنی: محرم ایسا مہینہ ہے کہ جس میں جاہلیت کے زمانے والے بھی جنگ کو حرام قرار دیتے تھے اور اسی مہینے میں ہمارا خون بہایا گیا، اسی مہینہ میں ہمارے احترام کو پامال کیا گیا، اسی مہینے میں ہمارے بچوں اور خواتین کو قید کیا گیا، ہمارے خیموں کو آگ لگا دی گئی اور ان میں موجود ہر چیز کو لوٹ لیا گیا اور ہمارے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت وعزت کا بھی لحاظ نہ کیا گیا۔ یوم حسین علیہ السلام نے ہماری آنکھوں میں پھوڑے بنادیے، ہمارے آنسوؤں کو جاری کردیا، اور ہمارے عزیزوں کو کرب و بلا کی زمین پر ذلیل ورسوا کردیا اور ہمیں قیامت تک کے لئے کرب والم اور بلا ومصیبت کو وراثت میں دے دیا۔ پس حسین علیہ السلام جیسے مظلوم پر رونے والوں کو رونا چاہیے بیشک امام حسین علیہ السلام پر رونا بڑے بڑے گناہوں کو بخشوادیتا ہے۔

پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کان ابی اذا دخل شهر المحرم لا یری ضاحکا و کانت الکآبة تغلب علیه حتیٰ تمضی عشرة ایام فاذا کان الیوم العاشر کان ذلك الیوم یوم مصیبته و حزنه و بکائه و یقول هو الیوم الذی قتل فیه الحسین علیه السلام (بحار الانور جلد44 صفحه 284)

یعنی: جب محرم کا مہینہ شروع ہوتا تو کوئی بھی میرے بابا کو ہنستا ہوا نہیں دیکھتا تھا اور غم و الم اور رنجیدگی ان پر چھائی رہتی تھی (اسی حالت میں ان کے) دس دن گزر جاتے اور جب دس محرم کا دن ہوتا تو یہ ان کے مصائب، حزن وملال اور گریہ وزاری کا دن ہوتا پس وہ فرماتے: یہی وہ دن ہے کہ جس دن امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

یہ اس بارے میں وارد ہونے والی بے شمار روایات میں سے چند روایات تھیں کہ جو شعائرِ حسینی کی اہمیت، ان کے قیام اور ان کی فضیلت کو واضح کرتی ہیں لیکن اس سلسلہ میں اتنی زیادہ روایات کی موجودگی کے باوجود کچھ ایسے افراد بھی ہیں کہ جو شعائرِ حسینی کے قیام میں حائل ہوتے ہیں اور لوگوں کی نظروں میں ان کی قدر و قیمت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان افراد کو تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا گروہ:

یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ یا تو وہ اسلام کے علاوہ کسی اور دین مثلا عیسائیت، یہودیت، مجوسیت، ہندو مذہب وغیرہ کے ساتھ منسلک ہیں یا پھر ان کا کسی بھی عقیدہ اور مذہبی تحریک سے تعلق نہیں۔ پس یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا قیام، خروج اور برپا کردہ انقلاب حکومت کے حصول اور ظالم و جابر حکمرانوں کے خاتمے کے لئے تھا۔ پس امام حسین علیہ السلام نے بنی امیہ کے خلاف ان کے تاج وتخت کو ختم کرنے اور ان کی ظالم حکومت کو اپنے انقلاب کے طوفان میں بہا دینے کے لئے قیام کیا تھا۔ اگر چہ امام حسین علیہ السلام وقتی طور پر بنی امیہ کی حکومت کو ختم نہ کر سکے لیکن انھوں نے اس کام کے لئے راستہ ہموار کردیا اور دنیا کے مختلف خطوں میں حریت پسندوں، مظلوموں اور کمزور کر دیئے جانے والوں کے لئے عزت وآزادی کے حصول کا دروازہ کھول دیا۔

پس امام حسین علیہ السلام کا قیام اس گروہ کی نظر میں ظالم و جابر حکمرانوں اور بنی امیہ سے حکومت چھیننے کے لئے تھا۔ اسی نظریہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بنی امیہ نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اور ان کو اپنے اہل بیت و اصحاب سمیت قتل کردیا اور ان کی خواتین اور بچوں کو قید کردیا تاکہ وہ اپنی حکومت کو بچا سکیں۔

دوسرا گروہ:

دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام سے دشمنی اور بغض کی وجہ سے انھیں خطا کار اور گناہ گار قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ امام حسین علیہ السلام کے قیام کے شرعی جواز سے انکار کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے حکم اور یزید ملعون کی صورت میں موجود مسلمانوں کے خلیفہ کے خلاف خروج کرنے والا اور بغاوت کرنے والا سمجھتے ہیں۔ پس یہ لوگ ظاہری طور پر اسلام اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی امام حسین علیہ السلام کو خطا کار اور اپنے زمانے کے خلیفہ کے خلاف خروج کرنے والا شمار کرتے ہیں اور اسی قسم کے خیالات کا اظہار آلوسی نے بھی اپنی تفسیر کی جلد 26 صفحہ 73-72 میں اس آیت کی تشریح میں کیا ہے:

" فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم "(سورہ محمد آیت 22)

یعنی: کیا تم سے بعید نہیں کہ اگر تم صاحب اقتدار بن گئے تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور قرابتداروں سے قطع تعلق کرو گے۔

اسلام کے دعویدار حکمرانوں اور سیاستدانوں کے علاوہ اس گروہ میں ابن

تیمیہ جیسے نام نہاد علماء بھی شامل ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک قدر و منزلت کو جاننے کے باوجود بھی امام حسین علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ بالا فتوے دیتے ہیں۔

اسی دوسرے گروہ میں قاضی ابن شریح لعنتی بھی شامل ہے کہ جس نے فتوی دیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام (نعوذ باللہ) اپنے نانا کے دین سے خارج ہو گئے ہیں اور یزید (ملعون) ہی صاحب شریعت ہے۔ ہمارے اس دور میں تو اس گروہ کی طرف میلان رکھنے والے اور اس میں شامل لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مثلاً وہابیت کے تمام پیروکاروں کے نظریات یہی ہیں۔

پس یہی گروہ حسینی انقلاب کے خلاف محاذ آراء ہے اور شعائر حسینی کے احیاء، قیام اور ان کی ترویج و اشاعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کے وسائل اور طریقے استعمال کرتا ہے۔

اس گروہ کی شعائر حسینی کے خلاف سرگرمیاں ہمارے لئے عجیب نہیں بلکہ ہم اس گروہ سے اس کے علاوہ کسی اور چیز کی امید نہیں رکھتے کیونکہ ''برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس سے ابلتا اور نکلتا ہے''۔ یہ لوگ سقیفہ کی اولاد اور اس کی تعلیمات کے پیروکار ہیں کہ جو سقیفہ رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد غدیر کی شکل میں موجود اصلی اسلام اور حق کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کی بنیاد ہے۔

یہ گروہ اپنے شر، کمینگی، اور رذالت میں پہلے گروہ سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ پہلا گروہ اسلام کے حق ہونے کا اعتقاد ہی نہیں رکھتا لہذا وہ امام حسین علیہ السلام کی امامت کا سرے سے ہی قائل نہیں جب کہ یہ دوسرا گروہ امام حسین علیہ السلام کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

" الحسن والحسین امامان قاما او قعدا"

یعنی: حسنؑ اور حسینؑ دونوں امام ہیں چاہے قیام کریں یا (اسے ترک کر کے) بیٹھ جائیں۔

"الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة"

یعنی: حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اور ان کے علاوہ ایسی بہت سی احادیث کو اپنی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں کہ جو واضح طور پر امام حسین علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرتی ہیں اس کے باوجود بھی جب امام حسین علیہ السلام نے یزید کے خلاف قیام فرمایا تو اس گروہ نے امام علیہ السلام پر کفر کا فتوی لگا دیا۔ جبکہ پہلا گروہ مسلمان نہ ہونے اور شعائرِ حسینی کا مخالف ہونے کے باوجود اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے بنی امیہ کے خلاف اس وجہ سے قیام فرمایا کہ بنی امیہ نے لوگوں کے

اموال، ناموس اور عزتوں کو لوٹنے اور ان پر ظلم وستم کرنے کو اپنا وتیرہ بنا رکھا تھا لہٰذا امام حسین علیہ السلام نے حکومت کو چھیننے اور لوگوں کو اس ظلم و جور سے نجات دلانے کے لئے قیام فرمایا۔ جبکہ دوسرا گروہ بنی امیہ اور یزید ملعون کے جرائم پر پردے ڈالتا اور اس کے گیت گاتا ہے۔

پس جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام اور ان کے مقدس انقلاب و قیام کے خلاف کھڑا ہوتا ہے وہ دوسرے گروہ میں شامل ہے۔

تیسرا گروہ

اس گروہ میں وہ افراد شامل ہیں کہ جو شیعہ اور اہل بیت علیہم السلام کا محبّ ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے قیام کے برحق اور صحیح ہونے اور یزید ملعون کے کافر، گمراہ ہونے اور مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی شعائر حسینی کے بالمقابل آ کھڑے ہوتے ہیں اور مختلف وسائل کے ذریعے شعائر حسینی، گریہ، مجالس عزاء کے قیام، مجالس پر پیسہ صرف کرنے، مجالس میں خدمات سر انجام دینے، ماتم، قمعہ، زنجیر زنی، زیارت امام حسین علیہ السلام کرنے اور امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں اور ان پر ظلم کرنے والوں پر لعنت کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔

میری نظر میں یہ تیسرا گروہ گزشتہ دونوں گروہوں سے زیادہ نقصان دہ ہے، پہلے گروہ سے زیادہ نقصان دہ ہونا بالکل واضح ہے، اور دوسرے گروہ سے زیادہ نقصان دہ اس وجہ سے ہے کہ دوسرا گروہ (نعوذ باللہ) امام حسین علیہ السلام کو خطا کار شمار کرتا ہے اور ان کے قیام اور مقدس انقلاب کے برحق ہونے کا قائل نہیں ہے۔ جبکہ یہ تیسرا گروہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی امامت پر ایمان رکھتا ہے ان کے قیام کو بھی برحق سمجھتا ہے اور یزید ملعون اور بنی امیہ کو بھی کافر سمجھتا ہے لیکن اس کے باوجود شعائر حسینی کے قیام سے منع کرتا اور

اس میں کمی اور تبدیلیوں کا مطالبہ کرتا ہے۔

دوسرا گروہ تو اسلام اور امام حسین علیہ السلام کے خلاف علانیہ طور پر مدمقابل آکر برسر پیکار ہے، لیکن یہ تیسرا گروہ اسلام، مسلمانوں اور شیعوں کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کئے جا رہا ہے پس یہی وہ گروہ ہے جس پر منافقین کا لفظ صادق آتا ہے۔

میں بعض نکات اور نظریات کی طرف اشارہ کرتا ہوں کہ جن کے ذریعے سے یہ لوگ شعائر حسینی کی مخالفت کرتے ہیں۔

(1) گریہ و بکاء:۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام پر جتنا رولیا ہے اتنا ہی کافی ہے ہم چودہ سو سال سے امام حسین علیہ السلام پر رورہے ہیں، گریہ کر رہے ہیں لیکن رونے کا ہمیں کیا فائدہ ملا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم رونے دھونے کو چھوڑ کر اس کام میں مشغول ہو جائیں کہ جو اس سے بھی اہم ہے اور وہ اتحاد بین المسلمین اور مسلمانوں کا کافروں اور ملحدوں کے خلاف ایک صف میں کھڑا ہونا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

”واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقو“

یعنی: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

پس میں اس گروہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں وہ روایات نظر نہیں آتیں کہ جو مجالس عزاء کے قیام اور گریہ و بکا کی بہت تاکید و تائید کرتی ہیں اور ان میں سے بعض کو ہم نے ذکر بھی کیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کا مقدس انقلاب اور قیام ہی حقیقت میں دین کو انحراف اور گمراہی سے بچانے والا محافظ ہے اور امام حسین علیہ السلام کے قیام کی وجہ سے ہی اسلام قائم ہے، یہی قیام حقیقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

اپنے اعتقادات اور اپنی خاص دینی رسوم کو اتحاد بین المسلمین کے خاطر چھوڑنے والے سے میں سوال کرتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے ساتھ اتحاد کی خاطر اپنے بعض عقائد کو چھوڑ بھی دیا تو کیا یہ لوگ شیعوں کے مسلمان ہونے کا اعتراف کریں گے؟ یاد رکھو وہ کبھی بھی ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کریں گے وہ ہمیں گمراہ اور کافر شمار کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے ہمارے ساتھ تعلقات کو بہتر بھی بنالیا اور ہمارے لئے ادب و احترام کے الفاظ بھی استعمال کرنے لگے تو وہ ہمیں کافر کے بجائے مسلمان تب بھی نہیں کہیں گے۔

کسی فرقہ کسی گروپ یا کچھ اشخاص کو راضی کرنے کے لئے اپنے اعتقادات میں کسی چیز سے بھی پیچھے ہٹنا جائز نہیں ہے۔ حقیقی اسلام ان شعائر حسینی اور ان ہی جیسے دوسرے اعتقادات کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اصلی اسلام وہی ہے کہ جس کو اللہ

تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اور آپؐ نے اس اسلام کو غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی تمام مسلمانوں کے لئے ولایت و امامت کے اعلان کے ساتھ مکمل فرمایا، یہی وہ حقیقی اسلام ہے کہ جو آئمہ علیہم السلام سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔

جب ہم جانتے ہیں کہ وہاں دو مختلف اور ایک دوسرے کے الٹ راستے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اتحاد ممکن نہیں :

پہلا راستہ:۔۔۔۔

اہل بیت علیہم السلام اور غدیر کا راستہ ہے کہ جو امیر المومنین علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

دوسرا راستہ:۔۔۔۔

یہ راستہ منافقین اور سقیفہ کا راستہ ہے کہ جس نے اہل بیت علیہم السلام کو چھوڑ کر غدیر کی صورت میں موجود اصلی اسلام کو ٹھکرا دیا اور منافقین کی یہ تحریک آج بھی ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوھاب کے پیروکاروں کی صورت میں موجود ہے۔ پس میں اس تیسرے گروہ سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم ابن تیمیہ اور سقیفہ کے راستے پر چلنے والے ہوتو اس بات کا اعلان کردو، علانیہ طور پر اس پر عمل کرو، سجدہ گاہ خاک شفا پر سجدہ کیوں کرتے ہو؟ بس کہہ دو کہ ہم شیعہ نہیں ہیں۔

اور اگر تم غدیر کی صورت میں موجود حقیقی اسلام کے پیروکار ہو تو تمہارا سقیفہ سے تمسک کیوں ہے؟

تم کیسے سقیفہ کی صورت میں موجود کفر کو اللہ کا دین سمجھتے ہو؟ حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔

اور اگر تم وحدت ہی کو پکار تے ہو تو فقط وحدت مسلمانوں تک ہی کیوں محدود ہے؟ تم کیوں نہیں وحدتِ انسانیت اور اتحاد بین الناس کا نعرہ لگاتے؟

تم جن مسلمانوں کے ساتھ وحدت چاہتے ہو وہ لوگ غدیر والے حقیقی اسلام کو ماننے والے مسلمان نہیں بلکہ وہ سقیفہ کے پیروکار ہیں اور اللہ کی طرف سے جو حکم غدیر خم میں آیا تھا اس کو انہوں نے ٹھکرا دیا ہے۔

بہر حال یہ وہ گروہ ہے جن کے بارے میں مجھے اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کو تفرقہ ڈالنے، شیعوں کو کمزور کرنے اور ان کے عقائد کو خراب کرنے کے لئے بہت مال و دولت ملتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم تمام اس طرح کے افراد سے محتاط رہیں۔

(2) اہل بیت علیہم السلام کے نام پر پیسہ خرچ کرنا:۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجالس عزاء، ماتمی جلوسوں، شعائرِ حسینی اور امام حسین علیہ السلام اور باقی آئمہ کے زائرین کی خدمت کے لئے پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے

بلکہ اس پیسہ کو فقیروں اور غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا چاہیے۔

ان لوگوں کا مقصد فقط شعائرِ حسینی کو رکوانا ہے ان لوگوں کو فقیروں اور غریب افراد کی کوئی فکر نہیں ہے یہ تو بس اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے غریب افراد کا نام استعمال کرتے ہیں۔

(3) زیارت عاشورہ:۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ زیات عاشورہ کو نہ پڑھا جائے کیونکہ اس کی سند ضعیف اور غیر معتبر ہے۔

میں ان لوگوں سے کہوں گا: تم کو نہ تو روایت کے ضعیف ہونے کا مطلب معلوم ہے نہ اس کے صحیح ہونے کا اور نہ ہی اس کے قوائد وضوابط کے بارے میں تم کو علم ہے، اور نہ ہی تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے کہ جو علمِ درایۃ، علمِ رجال، فقہ، اصول اور اس کے علاوہ اس مقصد کے لئے درکار دوسرے علوم کے جاننے والے ہیں کہ جو ضعیف روایات کو صحیح ومعتبر روایات سے تمیز دے سکتے ہیں۔

پس یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا معنی انہیں خود بھی معلوم نہیں ہے اور اپنے اس رویہ سے امام معصوم کی بات کو رد کرتے ہیں کہ جن سے یہ روایت مروی ہے۔

(4) زیارتِ عاشورہ میں موجود لعنت:۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ زیارتِ عاشورا میں لعنت بھی ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ جو امام علیہ السلام کے اسلوب و اخلاق کے منافی ہے، چاہے مدِّ مقابل کافر، ملعون اور ناصبی ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یا تو زیارت عاشوراء کو ترک کر دیا جائے یا پھر کم از کم اس میں سے لعنت کو ہی نکال دیا جائے۔

میں ان لوگوں سے کہوں گا: کہ لعنت اور برائت ہمارے دین میں ضروری اور ہمارے اعتقادات میں سے ہے حتیٰ کہ کلمہ توحید **(لا الـه الا اللـه)** بھی برائت پر مبنی ہے لہٰذا جائز نہیں کہ ایک جز کو تو لے لیا جائے اور دوسرے جز کو چھوڑ دیا جائے، کلمہ توحید دونوں اجزاء کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتا کہ جن میں سے ایک تولّا اور دوسرا برائت و تبرّا ہے لہٰذا **(لا اله)** کہنے کے فوراً بعد **(الا اللہ)** کہو تو تب ہی کلمہ توحید مکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح آئمہ علیہم السلام سے تولّا و مودّت تب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب ان کے دشمنوں اور ان پر ظلم کرنے والوں سے برائت و تبرّا کا اعلان کیا جائے۔ پس تولا و مودت اور لعنت و برائت دونوں ہی زیارت عاشورہ میں موجود ہیں اور محمدؐ و آل محمدؑ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں کو صرف راضی کرنے کے لیے ان دونوں کو ہم دین سے نہیں نکال سکتے۔

پس جیسا کہ معلوم ہے کہ قرآن مجید میں بھی خدا وند ذوالجلال نے کئی

مقامات پر ظالموں، جھوٹوں اور انبیاء و اولیاء کے دشمنوں پر لعنت اور ان کی مذمت کی ہے۔

(5) قمعہ زنی اور زنجیر زنی:۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ قمعہ اور زنجیر زنی انسان کو ضرر اور نقصان پہنچاتے ہیں اور اپنے آپ کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے لہٰذا قمعہ، زنجیر زنی، ماتم اور گریہ کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سب امور انسانی جسم اور نفسیات پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

پہلے تو میں اِن لوگوں سے کہوں گا کہ نجف کے حوزۂ علمیہ میں یا دنیا میں موجود دوسرے حوزات میں آ کر پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر دیکھیں کے کون سا ضرر اور نقصان شریعت میں حرام ہے؟ کیا وہ ضرر بھی حرام ہے جو انسان کو کامیابی کے حصول، اپنے یا اپنے گھر والوں یا عوام کے لیے عزت و خوشحالی اور سعادت حاصل کرنے اور کسی بھی عقلائی غرض کے لئے پہنچتا ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قمعہ اور زنجیر زنی میں ہلاکت کا احتمال و امکان ہوتا ہے لہٰذا یہ جائز نہیں ہیں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو موت و ہلاکت کے خطرہ میں مبتلا کرتے ہیں حالانکہ جہاز کے گرنے اور ان میں سوار افراد کے جان بحق

ہونے کا احتمال موجود ہے لیکن آج تک کبھی کسی عاقل نے ہوائی سفر کی مذمت نہیں کی۔

معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتا ہے کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جانے کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے، پس امام علیہ السلام ان زائرین کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"......... اللھم ...... فارحم تلك الوجوه التی غیرتها الشمس" (کامل الزیارات باب 40 جلد2)

یعنی:........میرے اللہ...........ان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جن کو سورج (کی تپش) نے متغیر کردیا ہے۔

زائرین نہ جانے کتنی تکلیفیں اٹھا کر زیارت کے لئے پیدل جاتے ہیں حتی کے گرمی کی شدت سے ان کے چہروں کی رنگت تبدیل ہوجاتی ہے، کیا یہ تکلیفیں انسان کے لئے ضرر رساں نہیں ہیں؟ جبکہ امام علیہ السلام ان تکلیفوں کو برداشت کرنے والوں کے لئے رحمت کی دعا کر رہے ہیں۔

چونکہ امام حسین علیہ السلام کا قیام اصلاح اور لوگوں کو اسلام کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے تھالہٰذا اگر کہیں ایسا علاقہ ہو کہ جہاں کے لوگ امام حسین

علیہ السلام کے قیام اور ان کے اہداف کو نہ جانتے ہوں اور ان کا اپنی جہالت کے سبب قمعہ اور زنجیر زنی کے مشاہدے سے حسینی انقلاب، اسلام اور شیعت سے بد ظن ہونا یقینی ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ قمعہ اور زنجیر زنی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اس کے علاوہ دوسری جگہوں پر کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو اس سے منع کرے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہابی اور ان کے ہم خیال لوگ قمعہ اور زنجیر زنی کی وجہ سے ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمارے مذہب کی بے حرمتی کرتے ہیں لہٰذا ان کو ترک کر دینا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہابی تو ہمارے پورے مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں تو کیا ان کے مذاق کی وجہ سے پورا مذہب چھوڑ دیا جائے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر قوم، ہر مذہب اور ہر علاقہ کے لوگوں کا اپنے رہنماؤں، بزرگوں اور محسنوں کی یاد منانے کا اپنا ایک طریقہ اور اسلوب ہوتا ہے اور دوسروں کا مذاق اڑانا اور تمسخر اس کو ترک کرنے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس طرح ہمارے بھی شعائر حسینی اور کربلا کی یاد منانے کے کچھ طریقے اور رسومات ہیں کہ جن کو ہم کسی کے مذاق اڑانے کی وجہ سے ترک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس وجہ سے ان کو ترک کرنا عقل مندی ہے۔ بلکہ ہر علاقے اور خطے میں وہاں کے رہنے والوں کے

رہن وسہن، رسم ورواج اور ثقافتی عادات کے مختلف ہونے کی وجہ سے شعائرِ حسینی اور سانحۂ کربلا کی یاد منانے کا طریقہ بھی مختلف ہوتا ہے، پس ہر وہ عمل کہ جو شعائرِ حسینی، امام حسین علیہ السلام کے مقاصد اور سانحہ کربلا کی یاد کو زندہ رکھے وہ عمل شریعت میں راجح اور باعثِ اجر وثواب ہے اگر چہ اس میں انسان کو کوئی ضرر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس بات کا لحاظ اور خیال رکھنا واجب اور ضروری ہے کہ سانحہ کربلا کی یاد منانے، امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور شعائرِ حسینی کے احیا کے لیے ایسے طریقے کو اختیار نہ کیا جائے کہ جو اسلام اور اس کے اصولوں اور شریعت کے مخالف ہے بلکہ رسومِ عزاء اور سانحہ کربلا کی یاد کو اس طرح سے منایا جائے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام اور اس کی شریعت سے تمسک کا شوق پورے جوش و خروش سے ابھرنے لگے۔ پس ماتمی جلوسوں یا زیارت کے لیے جانے والے افراد کے لیے ضروری ہے کہ جونہی نماز کا وقت ہو تو فوراً جلوس کو روک دیا جائے اور ماتمی حضرات میں سے ایک اذان کہے اور اس کے بعد سب با جماعت نماز ادا کریں اور اگر با جماعت نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو سب فرادیٰ نماز ادا کریں اور پھر دوبارہ عزاداری کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تا کہ ہم صحیح معنوں میں سید الشہداء علیہ السلام کے پیروکار اور ان کی سیرت پر چلنے والے کہلا سکیں۔ پس سید الشہداء علیہ السلام نے کبھی بھی نماز کو تاخیر سے ادا نہیں کیا حتی کہ آپ نے

کربلا کے میدان میں جونہی دیکھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے تو اسی وقت آپ نے باجماعت نماز ادا کی اور اس کی ادائیگی میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہیں کی حالانکہ جنگ ہو رہی تھی اور ہر طرف دشمن کی فوجیں تھیں۔ پس ماتمی جلوس اور مجالسِ عزا بھی مشنِ حسینی کو زندہ رکھنے اور سانحہ کربلا کی یاد منانے کا وسیلہ ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے یزید اور یزیدیت کے خلاف اور امام حسین علیہ السلام اور ان کی سیرت و کردار کے حق میں نکلے ہوئے ماتمی وعزاداری کے جلوس میں اپنے کردار کے ذریعے یزیدیت کی مخالفت کریں اور امام حسین علیہ السلام کی سیرت کی حمایت کریں اور اول وقت میں جلوس کو روک کر نماز ادا کریں اور نماز کی ادائیگی کے بعد پھر سے جلوس روانہ ہو جائے۔

اسی طرح جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے تمام تر مصائب کے باوجود ہمیشہ نماز کو اول وقت میں ادا کیا بلکہ بعض روایات کے مطابق انھوں نے کبھی نمازِ شب کو بھی ترک نہ کیا حتی کہ گیارہ محرم کی رات (شام غریباں) کو بھی نماز شب کو ادا کیا کہ جب کائنات بھر کے مصائب آپ پر ٹوٹ چکے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی کہا تھا کہ میری بہن مجھے نماز شب میں ضرور یاد کرنا، کیونکہ امام حسین علیہ

السلام جانتے تھے کہ ان کی عظیم بہن نماز شب کو کبھی ترک نہ کرے گی۔

یہ بات یاد رکھیں کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے، فرش عزاء بچھانے اور ان پر گریہ وبکا کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے میں اس بارے میں مروی معاویہ بن وہب کی روایت کو ذکر کرتا ہوں کہ جو انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے:۔

معاویہ بن وہب کہتا ہے: ایک دن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام اپنے گھر میں مصلی عبادت پر ہیں لہٰذا میں ایک طرف بیٹھ گیا تا کہ امام علیہ السلام نماز مکمل کر لیں۔پس میں نے امام علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے ان الفاظ میں دعا کرتے ہوئے سنا:

"اللهم يا من خصنا بالكرامة ووعدنا بالشفاعة،وخصنا بالوصية، وأعطانا علم مامضى وما بقى، وجعل أفئدة الناس تهوى الينا، اغفر لى ولاخوانى و زوار قبر ابى عبد الله الحسين، الذين انفقوا اموالهم و اشخصوا أبدانهم رغبة فى برنا، ورجاء لماعندك فى صلتنا، و سرورا أدخلوه على نبيك"

یعنی: اے میرے اللہ، اے وہ کہ جس نے ہمیں کرامت کے ساتھ خاص

قرار دیا ہے، ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے، ہم کو (رسول کی) جانشینی کے لئے منتخب و خاص کیا ہے، جو ہو چکا اور جو ہو گا اس کا ہمیں علم عطا کیا، اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کیا ہے، اے اللہ میری، میرے بھائیوں اور ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والوں کی مغفرت فرما، کہ جنہوں نے اپنا مال خرچ کر کے (امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی)، اور ہماری ہمدردی میں اپنے جسموں کو (موت کے لئے) ظاہر و مشخص کیا، تیرے حضور ہمارے وسیلہ سے جزا کی امید رکھی اور تیرے نبی کو (زیارتِ امام حسینؑ سے) خوش کیا۔

دیکھیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ایسا عمل ہے کہ جو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خوشی اور مسرت کا باعث ہے اور اس عمل سے بڑھ کر کون سا عمل ہوسکتا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی اور فرحت کا باعث ہو۔

پھر امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :"**واجابة منهم لامرنا وغيظا ادخلوه على عدونا**"

یعنی: ہمارے حکم کی تعمیل اور ہمارے دشمن میں غیض و غضب (کی آگ لگانے) کے لئے اس عمل کو بجالاتے ہیں۔

اس عمل کو سر انجام دینے والا جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل

میں سرور اور خوشی ڈال کر ثواب حاصل کرتا ہے وہاں اسی عمل کے ذریعے دشمنوں کے دلوں کو غصے کی آگ میں جلا کر بھی ثواب کا مستحق بن جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ارادوا بذلك رضوانك، فكافِهم عَنّا بالرضوان، و أكلأهم بالليل والنهار وأخلف على أهاليهم و أولادهم الذين خلفوا باحسن الخلف، و اصحبهم ، و اكفهم شر كل جبار عنيد و كل ضعيف من خلقك و شديد، و شر كل شياطين الانس والجن ، و أعطهم افضل ما أملوا منك في غربتهم عن أوطانهم وما آثرونا بِهِ على ابنائهم و أهاليهم و قراباتهم"

یعنی:۔اے اللہ اس عمل کے ذریعے وہ تیری رضا چاہتے ہیں، پس تو ان کو ہماری طرف سے رضا و رضوان عطا کر، ان کی دن رات حفاظت فرما، ان کے گھر والوں اور ان کی اولاد کی سب سے بہتر نگہبانی فرما کہ جن کو چھوڑ کر آئے ہیں، ان کا ساتھی و مونس ہو جا، ان کو ہر منہ زور جابر اور اپنی مخلوق میں سے ہر ضعیف اور قوی اور جنوں اور انسانوں میں سے تمام شیاطین کے شر سے محفوظ فرما، اور ان کو وہ افضل ترین چیز عطا کر کہ جس کی انھوں نے وطنوں سے دور غربت کے عالم

میں تجھ سے تمنا کی اور اس بات کے بدلے میں (انھیں جزا عطا کر) کہ انھوں نے ہم کو اپنی اولاد واپنے گھر والوں اور قربت داروں پر ترجیح دی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام خدا تعالٰی سے دعا کر رہے ہیں کہ خدایا امام حسین علیہ السلام کے زائر کو نا صرف ہر وہ چیز عطا کر جس کی وہ تجھ سے تمنا رکھتا ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی ان زائرین کو اپنے فضل و کرم اور جود و سخا کے صدقے جزائے خیر عطا کر۔امام جعفر صادق علیہ السلام خدا سے التجا کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی مسافرت کی حالت میں گھروں اور وطن سے دور تجھ سے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ ان کو عطا کر۔ کیونکہ یہ لوگ کئی کئی دن اور مہینے امام حسین علیہ السلام کی محبت میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر ان سے دور مسافرت کے عالم میں رہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا میں فرماتے ہیں :

"اللھم ان اعدائنا قد عابوا علیھم بخروجھم فلم ینھھم ذلک عن الشخوص الینا خلافا منھم علی من خالفنا ، فارحم تلک الوجوہ التی غیرتھا الشمس و ارحم تلک الخدود التی تتقلب علی حفرۃ ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام "

یعنی:۔اے اللہ ہمارے دشمنوں نے ان کو (زیارت کے لئے) نکلنے پر طعن

وتشیع کا نشانہ بنایا لیکن یہ چیز ان کو ہماری جانب ظاہر ومشخص ہونے سے نہ روک سکی، ان لوگوں کے برخلاف جنھوں نے ہم سے روگردانی کی، پس اے اللہ ان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما جن کو سورج (کی تپش) نے متغیر وتبدیل کر دیا اور ان رخساروں پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جو ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی قبر پر (دائیں بائیں) پلٹے (اور مس ہوتے) ہیں۔

اے میرے مومن بھائیو! اگر کبھی تمہارے لئے ممکن ہو تو مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی یا پھر ضریح پر اپنے دائیں رخسار کو رکھو اور پھر بائیں کو رکھو تا کہ تمہارے رخسار بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا اور رحمت میں شامل ہو جائیں۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وارحم تلك الاعين التى جرت دموعها رحمة لنا"

یعنی: (اے اللہ) ان آنکھوں پر رحمت نازل فرما جن سے ہماری ہمدردی میں آنسو جاری ہوئے۔

دیکھیں! یہ گریہ اور آنسو کتنے ممدوح ومطلوب ہیں چاہے یہ گریہ زیارت پڑھنے کے دوران ہو، چاہے گھر سے باہر سڑک پر یہ گریہ ہو یا پھر یہ گریہ امام حسین علیہ السلام کی قبر وضریح کے قریب ہو اور چاہے کسی بھی جگہ پر ہو۔ تیسرے

گروہ کی طرح نہیں کہ جو کہتا ہے کہ بس گھر میں بیٹھ کر رویا کرو۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

" فارحم تلك الصرخة التي كانت لنا"

یعنی: (خدایا) ہماری خاطر اٹھنے والی چیخ و پکار پر اپنی رحمت نازل فرما۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اس چیخ و پکار اور اونچی صداؤں کے لئے رحمت کی دعا فرما رہے ہیں کہ جو اہل بیت علیہم السلام اور ان کے مصائب پر "یا حسین" "یا مظلوم" "ہائے ہائے میرے آقا و امام" وغیرہ کی صورت میں بلند ہوتی ہیں اب یہ صدا و بکا، گھر، سڑک، امام بارگاہ، مسجد یا کسی بھی جگہ پر بلند ہو امام علیہ السلام اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ دعا کے اس جملہ میں لفظ "**الصرخة**" استعمال ہوا ہے عربی ڈکشنری میں اس کا معنی "بلند آواز سے رونے اور چیخنے" کا ہے اور یہ بات ہمیں مجالس عزاء کے قیام، گریہ و بکا اور نوحہ خوانی کی تاکید کرتی ہے چاہے اس میں آوازیں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو جائیں۔

اس کے بعد امام علیہ السلام دعا میں فرماتے ہیں:

"اللهم اني استودعك تلك الابدان و تلك الانفس حتىٰ توافيهم في الحوض يوم العطش"

یعنی: اے اللہ میں ان جسموں اور روحوں کو تجھے امانت دیتا ہوں تا کہ توانھیں قیامت کے دن حوضِ کوثر کی صورت میں جزا عطا کرے۔

معاویہ بن وھب کہتا ہے کہ امام علیہ السلام مسلسل سجدہ کی حالت میں اس دعا کو پڑھ رہے تھے اور جب وہ اس دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا :میری جان آپ پر قربان ہو یہ جو دعا میں نے آپ سے سنی ہے اگر ایسے شخص کے لئے ہوتی کہ جو اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا تو میں گمان کرتا ہوں کہ آگ کبھی اس کے جسم کو بھی نہ جلاتی ۔خدا کی قسم میں تمنا کرتا ہوں کہ کاش میں حج کے لئے نہ آتا اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے چلا جاتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :اے معاویہ بن وھب تم تو وہاں قریب رہتے ہو تمھیں کس چیز نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے روک رکھا ہے کہ تم نے زیارت کو ترک کیا ہے؟

معاویہ بن وہب کہتا ہے :میری جان آپ پر فدا ہو میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اس قدر عظیم عمل ہے ۔

امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے حق میں امام علیہ السلام کی دعا اور گفتگو سے معاویہ بن وہب کے دل میں اس عمل اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی قدر و قیمت اجر وثواب اور شان ومرتبہ بہت بڑھ گیا۔

پھرامام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" یا معاویة من یدعو لزوارہ فی السماء اکثر ممن یدعو لھم فی الارض " (کامل الزیارات باب ۴۰ ح ۲)

یعنی:اے معاویہ بن وھب آسمان میں امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لئے دعا کرنے والوں کی تعداد زمین میں ان کے لئے دعا کرنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔

میرے مومن بھائیو! یاد رکھو قاعدہ کلیہ کہتا ہے کہ ہر فعل وعمل کا ردِّعمل یا تو اس کے مساوی ہوتا ہے یا پھر اس سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے شعائرِ حسینی اور عزاداری سے محاذ آرائی کرنے والوں اور ان کو رکوانے کی کوشش کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ اور ان کا تعلق بہت زیادہ گروہوں،قوموں اور فرقوں سے ہے اور اسی طرح وہ ہر طرح کے وسائل کو استعمال کر کے بہت شدت کے ساتھ شعائرِ حسینی پر حملے کر رہے ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارا ردِّعمل ان کے مقابلے میں بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہونا چاہیے اور یہ ردِعمل شعائرِ حسینی ،مجالس عزاء اور عزاداری کے قیام ،اس کی حفاظت اور لوگوں کو اس عمل کی زیادہ سے زیادہ ترغیب سے ہی ممکن ہے۔

بارالہا ہمیں امام حسین علیہ السلام کے شیعوں کے زمرہ میں محشور فرما اور ہمیں

امام حسین علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرما، اور ہمیں ہمیشہ عزاداری اور شعائرِ حسینی کے احیا اور قیام کی توفیق عطا فرما اور ہمیں ذکرِ حسینؑ کے ساتھ اس طرح وابستہ کردے کہ ہم ہمیشہ حسینؑ، حسینؑ، حسینؑ کی صدائیں بلند کرتے رہیں۔

والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد و آله الطاهرين۔

محرم اور شعائرِ حسینی کے حوالے سے آیت اللہ العظمی الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا خطاب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خاتم الانبیاء و المرسلین المبعوث رحمۃ للعالمین ابی القاسم محمد و آلہ الطیبین الطاھرین و اللعنۃ الدائمۃ علی اعدائھم و شانئیھم و ظالمیھم الی قیام یوم الدین ۔ قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ : ﴿ انا اعطیناک الکوثر ﴾

اس آیتِ مجیدہ میں استعمال ہونے والے لفظ ''الکوثر'' کے بارے میں مفسرین نے مختلف آراء پیش کی ہیں اور ان میں سے اہم درج ذیل ہیں :

پہلی رائے :۔ اس آیت میں ''**کوثر**'' سے مراد حوض کوثر ہے اور یہ سب سے زیادہ مشہور رائے ہے اور اس کو اکثر علماء نے ذکر کیا ہے ۔ لیکن اگر ہم

حوض کوثر کے بارے میں واردشدہ روایات کا مطالعہ کریں تو ہم پر یہ بات واضح ہوگی کہ تقریباً تمام روایات میں "**حوض الکوثر**" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سلسلہ میں فقط "**کوثر**" استعمال نہیں کیا گیا ماسوائے کسی شاذ و نادر روایت کے۔ پس اکثر طور پر اس حوض کو "**حوض الکوثر**" سے تعبیر کیا گیا ہے "**الکوثر**" سے تعبیر نہیں کیا گیا۔

پس اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس آیت میں کوثر سے کوئی مخصوص حوض مراد لینا یا وہ حوض مراد لینا کہ جو خدا تعالیٰ نے محمد و آل محمد علیہم السلام کو عطا کیا ہے، بعید از تحقیق ہے۔ اسی طرح عربی گرائمر کے اعتبار سے "**حوض الکوثر**" میں "**حوض**" مضاف ہے اور "**الکوثر**" مضاف الیہ ہے اور کوثر کی حوض کے ذریعے تفسیر کرنا: مضاف الیہ کی تفسیر مضاف سے کرنا ہے اور یہ عربی گرائمر کے اعتبار سے عجیب اور شاذ و نادر ہے۔ ہاں البتہ عربی گرائمر میں مضاف کی تفسیر و تعیین مضاف الیہ سے کی جاتی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ ﴿ **انا اعطیناك الکوثر** ﴾ میں لفظِ **الکوثر** سے پہلے حوض محذوف ومقدر ہے کیونکہ کسی چیز کا مقدر و محذوف قرار دینا کسی قرینہ اور ایسی علامت کا محتاج ہے کہ جو اس کے مقدر و محذوف ہونے پر دلالت کرے۔ جب کہ اس سورہ میں کوئی بھی ایسا قرینہ یا کوئی

بھی ایسی علامت نہیں ہے کہ جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہاں" **الکوثر**" سے مراد حوض کوثر ہے۔

دوسری رائے :۔ اس سورہ میں کوثر سے مراد: ذریتِ رسولؐ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلی آیت میں ارشاد قدرت ہے: ﴿ **انا اعطیناك الکوثر** ﴾ یعنی: **بے شک ہم نے تمھیں کوثر عطا کیا۔**

اور آخری آیت میں ارشاد ہے: ﴿ **ان شانئك هو الابتر** ﴾
یعنی: **بے شک تمہارا دشمن ہی بے نسل ہے۔**

اس رائے کی تائید و تصدیق وہ اقوال کرتے ہیں کہ جن میں کہا گیا ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ رسول خداؐ کے بیٹے کی وفات کے بعد یا بیٹے کی ولادت سے پہلے ایک ملعون نے آپ کو بے نسل کہا جس کے بعد خدا تعالیٰ نے یہ سورہ نازل کی اور گستاخِ رسول کے بے نسل ہونے اور رسول خداؐ کی کثیر اولاد ہونے کی خبر دی۔

پس اس رائے کے مطابق " **الکوثر** " سے مراد: ذریت اور کثیر نسل ہے اور اس بات پر قرینہ اور دلیل آخری آیت ہے کہ جس میں اُس ملعون کے بے نسل ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ جس نے آپ کو بے نسل کہا تھا۔

تیسری رائے :۔ کوثر سے مراد بہت زیادہ نیکی کرنے والا اور بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

پس اس معنی کے اعتبار سے کوثر سے مراد کوئی ایسی مخصوص ومعین شخصیت ہیں کہ جن کے بارے میں رسول خداؐ کو اللہ مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ ''بے شک ہم نے تمھیں کوثر عطا کیا ہے''۔

کوثر کی تشریح وتفسیر میں وارد ہونے والی آراء میں سے یہ وہ مشہور آراء تھیں کہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے بعض روایات میں ملتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد بہت زیادہ جود وسخا اور کرم کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کو لوگ ''**کوثر**'' کے لقب سے یاد کرتے تھے

ان روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر اس سورہ میں ''**الکوثر**'' سے مراد: امام حسین علیہ السلام کو لیا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا، خاص طور پر اِس سلسلہ میں جن اقوال اور دیگر مشہور آراء کو ہم نے ذکر کیا ہے وہ تمام بھی امام حسین علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں اور ان تمام آراء کا محور بھی امام حسینؑ کی ہی ذات ہے۔ چاہے کوثر سے مراد حوض کوثر لیا جائے یا کوثر سے مراد کثرتِ ذریت لیا جائے یا کوثر سے مراد بہت زیادہ نیکی کرنے والا اور بہت زیادہ عطا وبخشش کرنے والا لیا جائے یہ تمام معانی امام حسین علیہ السلام کی ذات اقدس سے مناسبت رکھتے ہیں۔

پس اگر کوثر سے مراد کثرتِ ذریت ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر اولاد و ذریت امام حسین علیہ السلام کے صلب سے ہے۔ اگر کوثر سے مراد کثرتِ خیر وکثرتِ عطا ہے تو امام حسینؑ کی جود وسخا اور اعمالِ خیر و نیکی سے روایات بھری پڑی ہیں۔ اسی طرح اگر کوثر سے مراد حوض کوثر ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے مقدس انقلاب کے ذریعے تمام مسلمانوں کے لیے حوض کوثر تک پہنچنے کا راستہ نہایت آسان اور وسیع کر دیا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ساقیانِ کوثر میں امام حسین علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

پس وہ تمام معانی کہ جو کوثر کی تفسیر میں بیان کیے جاتے ہیں ان کا محور و مرکز امام حسین علیہ السلام ہیں۔ پس کوثر کی یہ وہ تفسیر ہے کہ جس کا تقاضہ ذہنی وسعت اور علمی بساط کرتی ہے، باقی خدا اور محمد و آل محمد علیہم السلام ہی اس کی تفصیلی تفسیر کو بہتر جانتے ہیں۔

امام حسینؑ اپنے مقدس انقلاب کے ذریعے کوثر کے تمام معانی اور ہر اچھائی وبھلائی کا مصداق ہیں، پس امام حسین علیہ السلام نے اسلام کی بقا اور دین کے احیا کے لیے ہر طرح کی قربانی دے کر یہ انقلاب برپا کیا۔ یہ انقلاب اُس زمانہ میں برپا ہوا کہ جب بنی امیہ اور اس کے نمک خوار دینِ اسلام کو ختم کر دینے کے

لئے تمام تر وسائل کو استعمال کرنے کے بعد یہ گمان کرنے لگے کہ انھوں نے دینِ اسلام اور رسول اسلامؐ کی تمام تعلیمات کو ختم کر دیا ہے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ یزید ملعون علانیہ طور پر کفر وشرک کا ان الفاظ میں اعلان کرنے لگا:

لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاء ولا وحي نزل

یعنی: بنی ہاشم نے حکومت کے لیے (نبوت کا) کھیل رچایا تھا نہ تو کوئی خبر آئی ہے اور نہ ہی وحی نازل ہوئی ہے۔

یزید ملعون یہ سمجھتا تھا کہ گویا اس نے دین اور رسالت کا خاتمہ کر دیا ہے لہٰذا اس نے علانیہ طور پر سرِ عام رسالت اور وحی کا انکار شروع کر دیا اور واقعہ کربلا کے بعد ابن زبعری کا یوم احد والا یہ شعر پڑھنے لگا:

ليت اشياخي ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الأسل

یعنی: کاش بدر (میں مارے جانے) والے میرے بزرگ یہ دیکھتے کہ نیزوں کے واقعہ (جنگ احد) میں قبیلہ خزرج کو کیسے شکست ہوئی۔

کُتبِ تاریخ میں یزید ملعون کا اس کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے کفر آمیز اشعار کا پڑھنا مذکور ہے (**سيرة النبوية مؤلف ابن هشام جلد ۳ ص / ۱۴۳ ، مقتل الخوارزمي جلد ۲ ص / ۵۸ ، الفتوح جلد ۲ ص**

/ ۱۸۲ ، مناقب لابن شهر آشوب جلد ٤ ص / ١٤٤) ۔

یزید ملعون تو یہ سمجھتا تھا کہ اس نے اسلام کا خاتمہ کر دیا لیکن اسلام اب تک اپنی تعلیمات کے ساتھ باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا ۔ دنیا کا کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ جہاں پر " **اشهد ان لا الـه الا الله** " اور " **اشهد ان محمدا رسول الله** " کا ذکر نہ ہوتا ہو ۔

انقلابِ امام حسینؑ کی تیاری اور تمہید

امام حسین علیہ السلام کا برپا کردہ انقلاب اور سانحہ کربلا کے دوران اتنی بڑی قربانی دینا کوئی ایسا حادثہ نہیں کہ جو اچانک رونما ہو گیا ہو اور نہ ہی ایسا واقعہ ہے کہ جو مخصوص حالات کی وجہ سے اتفاقی طور پر وقوع پذیر ہو گیا ہو بلکہ اگر ہم سانحہ کربلا سے پہلے اور سانحہ کربلا کے وقت کے حالات اور افکار کو باغور دیکھیں تو ہم پر یہ بات واضح ہوگی کہ امام حسین علیہ السلام کی تمام تر قربانیاں ایک خاص مقصد اور اسباب کے تحت تھیں کہ جن کے لیے پہلے سے ہی نہایت باریک بینی سے تیاری کی جا چکی تھی۔ اسلام کا سورج طلوع ہوتے ہی کافر مزاج منافقوں اور مسلمان نما مشرکوں کی ابھرتی ہوئی اسلام دشمن تحریکوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خاندانِ رسالت میں اسلام کو بچانے کے لیے پہلے سے ہی اتنے بڑے انقلاب کو برپا کرنے کا پروگرام طے ہو چکا تھا اور اس انقلابی مشن کی رہنمائی اور لیڈر شپ کے لیے امام حسین علیہ السلام کی تعین کر لی گئی تھی۔

روایات میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سے ہی اس سانحہ کی خبر دے دی تھی اور اسی طرح اس کی مکمل تفاصیل بھی ام المومنین جناب ام سلمیٰؑ اور حضرت علیؑ علیہ السلام اور حضرت فاطمہؑ علیہا السلام کو بیان کر

دی تھیں ۔ کتاب کامل الزیارات میں اس سلسلہ میں متعدد روایات درج ہیں ۔ پس ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے سے ہی اس انقلاب کے برپا کرنے کا پروگرام طے ہو چکا تھا۔

بعض کتابوں میں درج ہے کہ امیر المومنینؑ جب جناب زینبؑ کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں سانحہ کربلا میں رونما ہونے والے المناک واقعات بھی بتایا کرتے تھے، پس جب مسلسل امیر المومنینؑ یہ واقعات اپنی بیٹی کو بتاتے رہے تو انھیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں اس ہولناک اور المناک واقعہ کی خبر کو جناب زینبؑ برداشت نہ کر پائیں تو جب جناب زینبؑ نے اپنے بابا کی یہ پریشانی دیکھی تو اپنے بابا سے فرمایا: آپ اس سلسلہ میں پریشان نہ ہوں ان تمام واقعات کی خبر میری والدہ مجھے دے چکی ہیں ۔

میرے بھائیو اور بیٹو! ذرا غور کریں کہ اُس وقت جناب زینبؑ کی کیا عمر ہوگی کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ نے ان تمام واقعات کی خبر انھیں دی ہوگی ۔

اسی طرح ہم سب جانتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنینؑ نے جناب زینبؑ کی شادی کی تو اس وقت انھوں نے جناب عبد اللہ بن جعفر طیار کے سامنے یہ شرط بھی رکھی کہ وہ جناب زینبؑ کو اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ جانے سے نہیں روکیں گے اور ان کے لیے ہر اُس چیز کا انتظام بھی کریں گے کہ جس کی

انھیں اس سفر میں ضرورت ہوگی ۔ لہذا یہی وجہ تھی کہ جناب عبد اللہ نے نا صرف انھیں کربلا کے سفر کی اجازت دی بلکہ باقی انتظامات کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹوں کو بھی اس سفر میں ان کے ساتھ روانہ کیا۔

یہ ان امور میں سے چند امور تھے کہ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انقلابِ امام حسینؑ اسلام کو بچانے کا وہ واحد ذریعہ تھا کہ جس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ تھا اور جس کی تیاری خاندانِ رسالت میں پہلے سے ہو چکی تھی۔

عزاداری و ماتم کا قیام

آئمہ علیہم السلام نے بہت سی روایات میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ و ماتم کا حکم دیا ہے اور اس عمل کے بارے میں بہت زیادہ تاکید بھی کی ہے۔ زیارت عاشورہ سے متعلق روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں عاشورہ کے دن قریب اور بعید سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مومن کو چاہیے کہ عاشورہ کا دن گریہ وزاری، ماتم اور حالتِ حزن میں گزارے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کا حکم دے اور جب کسی مومن سے ملے تو اسے امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر پُرسہ وتعزیت پیش کرے۔ پھر آخر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ایسا کرے گا خدا اسے ہزاروں حج وعمرہ اور رسولؐ خدا کے ساتھ مل کر ہزاروں مرتبہ جہاد کرنے کا ثواب عطا کرے گا۔ پھر اس کے بعد امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: اور میں اس عمل کے بدلے میں اس ثواب کا ضامن ہوں۔

روایات میں مذکور ہے کہ آئمہ علیہم السلام مجالس عزاء کا انعقاد کرتے تھے اور امام مظلوم پر شدید گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور مومنین کو اپنے قول وفعل کے ذریعے اس کی بہت تاکید کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اگر کسی دن امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو اس دن رات تک امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوئی مسکراتا ہوا نہ دیکھتا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ: امام حسین علیہ السلام ہر مومن کی آنکھوں میں بہنے والے آنسو کا نام ہے اور امام حسین علیہ السلام ہر مومن کے لئے نمونۂ عمل ہیں۔ (کتاب کامل الزیارات)

ایک دفعہ حضرت امام سجاد علیہ السلام جانماز پر سجدے کی حالت میں گریہ کر رہے تھے کہ آپ کا غلام آ کر کہنے لگا: مولا آپ کا یہ حزن کب ختم ہوگا؟

تو اس وقت امام سجاد علیہ السلام نے سجدہ سے سر اٹھا کر فرمایا: تمہاری ماں تمہارے غم میں روئے، خدا کی قسم جن مصائب کا میں نے سامنا کیا ان کی نسبت بہت ہی کم مصائب حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے پڑے لیکن اس کے باوجود انھوں نے خدا کے حضور اپنے مصائب کا شکوہ کیا اور "**یا اسفی علی یوسف**" کی صدائیں بلند کیں، حضرت یعقوب علیہ السلام کا تو فقط ایک بیٹا نظروں سے اوجل ہوا تھا (کہ جس کے لیے حضرت یعقوبؑ نے اتنا گریہ کیا کہ بینائی جاتی رہی) جب کہ میں نے تو اپنے بابا اور اپنے گھر والوں کو اپنے اردگرد ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا معمول تھا کہ وہ جناب عقیل کی

اولاد کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے ایک دفعہ کسی شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ: آپ اولادِ جعفر کی نسبت اولادِ عقیل کی طرف کیوں زیادہ مائل ہیں تو اس وقت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جب بھی ان کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان کی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وفا اور جان نثاری یاد آجاتی ہے اور میرا دل ان کے لئے غمگین اور رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ (کامل الزیارات)

ابوہارون مکفوف کہتا ہے کہ ایک دفعہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کچھ اشعار پڑھو۔

ابوہارون کہتا ہے کہ میں نے کچھ اشعار پڑھے، جس پر امام جعفر صادق علیہ السلام گریہ کرنے لگے۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح شعر پڑھو جیسا کہ تم مکمل رقت سے پڑھا کرتے ہو تو اس وقت ابوہارون کہتا ہے کہ میں نے یہ اشعار پڑھے:

امرر علی جدث الحسین فقل لاعظمه الزکیة

یعنی: قبرِ حسینؑ سے گزرنا اوران کی پاکیزہ ہڈیوں سے یہ کہنا............

پس امام جعفر صادق علیہ السلام ان اشعار کو سن کر رونے لگے اور فرمایا: مزید پڑھو۔ ابو ہارون کہتا ہے: میں نے مزید اشعار پڑھے۔

جس پر امام علیہ السلام نے شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ پردے کے پیچھے سے مستورات کی بھی گریہ وزاری کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو ہارون جس شخص نے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں کوئی شعر پڑھا اور خود بھی رویا اور اپنے ساتھ دس آدمیوں کو بھی رلایا تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ پھر فرمایا: جس نے امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں شعر پڑھا اور خود بھی رویا اور اپنے ساتھ پانچ آدمیوں کو رلایا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ پھر فرمایا: جس نے امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں کوئی شعر پڑھا اور خود بھی رویا اور فقط ایک آدمی کو اپنے ساتھ رلایا تو ان دونوں کے لیے جنت واجب ہے۔ جس شخص کی آنکھوں سے مچھر کے پر کے برابر بھی امام حسین علیہ السلام کی یاد میں آنسو نکلا اس کے ثواب میں خدا جنت کے علاوہ کسی چیز پر راضی نہیں ہوگا۔

شعائر حسینی کے احیا اور عزاداری کے قیام کے بہت سے طریقے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ہر مباح طریقے سے شعائر حسینی اور عزاداری کا انعقاد کریں۔ مثلاً سینہ پر ماتم، زنجیر زنی، قمعہ زنی اور مجالس وغیرہ کا انعقاد عزاداری کے ایسے طریقے ہیں کہ جو شریعت کی نظر میں مباح اور جائز ہیں۔

البتہ اگر آپ کسی ایسے علاقے میں رہتے ہیں کہ جہاں کے لوگ کم علمی، کم

فہمی یا کسی اور وجہ سے عزاداری کے کسی مخصوص طریقے کو دیکھ کر امام حسین علیہ السلام اور ان کے مقدس انقلاب سے دور ہو جائیں گے یا اس کی وجہ سے لوگوں کے فکرِ حسینی سے دور ہونے کا یقین ہو تو اس مخصوص طریقہ سے عزاداری کو اس وقت تک اس علاقے میں سرانجام نہ دیا جائے جب تک یہ مانع دور نہ ہو جائے۔

البتہ دوسرے علاقوں میں عزاداری کے اس طریقے کو انجام دینا جائز ہے۔

اسی طرح اگر سینہ زنی، زنجیر زنی یا قمعہ زنی سے کسی شخص کی موت یا کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا یقین ہو تو ایسے شخص کو ان امور سے اجتناب کرنا چاہیے البتہ ضرر کے معمولی خوف یا موت کے معمولی سے احتمال کی کوئی حیثیت نہیں۔معمولی احتمال کے ہونے سے کسی کے لیے زنجیر زنی وغیرہ حرام نہیں ہوتی بلکہ انقلابِ حسینی کے احیا اور ترویج کے عنوان سے سینہ زنی، زنجیر زنی اور قمعہ زنی کرنا مستحب ہے۔

شعائرِ حسینی کو روکنے کے لیے جال سازی اور شبہات

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے افراد شعائرِ حسینی کو روکنے اور عزاداری کو ختم کرنے کے لیے مکمل طور پر سرگرم عمل ہیں ،عزاداری کے مخالفین کی دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم :(دشمنانِ حسینؑ)

عزاداری کو روکنے والے افراد کی پہلی قسم دشمنانِ حسینؑ کی ہے جو فقط اس لیے شعائرِ حسینی کے احیا کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں اہل بیت رسولؐ سے بغض و حسد اور حقد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، ان ملعونوں کے بُرے اعمال اور خبیث اور نجس دلوں میں قاتلانِ حسینؑ کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔پس یہ ملعون اپنے تعصب کی وجہ سے قاتلانِ حسینؑ کا دفاع کرتے ہیں اور ان مجالسِ عزاء کے قیام کی مخالفت کرتے ہیں کہ جن میں ان کے ملعون پیشواؤں کے راز فاش ہوتے ہیں اور ان کے سیاہ چہروں سے پردے اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے کفر و الحاد کو واضح کیا جاتا ہے۔

میرے چچا مولانا خادم حسین جعفری مرحوم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی

نے مجالس کورکوانے کے لیے غزالی کا یہ فتویٰ منبر سے پڑھ کر سنایا: کہ واعظ اور خطیب کے لیے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات کا پڑھنا حرام ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بعض صحابہ سے نفرت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ بیان کیا جائے گا کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو سننے والا سوال کرے گا کہ ان کو کس نے قتل کیا؟ کیوں قتل کیا؟ وغیرہ وغیرہ (صواعق المحرقہ باب بیان اختلاف فی کفر یزید وفی جواز لعنہ)۔

پس جب بھی زیارت عاشورہ پڑھی جائے گی اور زیارت عاشورہ کے ان فقرات کو پڑھا جائے گا "**اللھم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد** ....." تو پڑھنے اور سننے والا یہ سوال کرے گا کہ وہ کون ملعون ہیں کہ جنھوں نے محمدؐ و آل محمدؑ کا حق غصب کیا اور ان پر ظلم کیا؟

جب بھی امام حسین علیہ السلام کی یاد میں ماتم کیا جائے گا، جب بھی امام حسینؑ کے غم میں گریبان چاک کیے جائیں گے، جب بھی شیعہ آگ پر چلیں گے، جب بھی شیعہ امام حسینؑ کے غم میں گریہ اور آہ وفغاں کریں گے تو دیکھنے والا یہ سوال ضرور کرے گا:

یہ شیعہ کیوں ماتم کر رہے ہیں؟

یہ شیعہ کیوں اپنے گریبان چاک کیے ہوئے ہیں؟

یہ شیعہ کس کے غم میں اس قدر رو رہے ہیں؟

پس اگر ان سوالات کے صحیح جوابات ان کو دے دیے جائیں تو ان لوگوں پر معاویہ، یزید، ابن زیاد اور ان کے لیے راہ ہموار کرنے والوں کے کفر کی غلاظت سے نجس چہرے ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے تمام جرائم سے پردہ اٹھ جائے گا اور یہی وہ چیز ہے جس سے یہ ملعون ڈرتے ہیں۔

پس یہ ملعون لوگ شعائر حسینی کے قیام و ترویج میں ہمیشہ رکاوٹ بنے رہتے ہیں حالانکہ یہ ملعون صاف طور پر جانتے ہیں کہ شعائر حسینی ہی حقیقت میں اسلام اور اس کی تعلیمات کی بقا کا اصل سبب ہے۔

دوسری قسم: (جاہل شیعہ)

شعائر حسینی اور عزاداری کے مخالفین کی دوسری قسم چند جاہل اور کم فہم شیعہ افراد اور ان دشمنانِ اہل بیت پر مشتمل ہے کہ جو ظاہری طور پر شیعیت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں وہ شیعہ نہیں ہیں، پس یہ لوگ مختلف اعتراضات کے ذریعے شیعوں کے دلوں میں عزاداری اور شعائر حسینی کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر کے انھیں شعائر حسینی سے دور کر دینا چاہتے ہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ سانحہ کربلا آج سے چودہ سو سال پہلے واقع ہوا اور ختم ہو

گیا، لہذا اب اس واقعہ پر رونا دھونا کافی ہو چکا ،یہ بدبخت لوگ کہتے ہیں کہ عزاداری اور شعائرِ حسینی صحابہ اور تابعین پر لعن طعن کا موجب ہے جس کے نتیجہ میں شیعہ سنی حضرات کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے، لہذا ہمیں اِن شعائرِ حسینی اور عزاداری کی رسومات کو ترک کر دینا چاہیے تاکہ شیعہ سنی مسلمانوں میں اختلافات ختم کر کے اتحاد بین المسلمین کو فروغ دیا جا سکے۔

میں ان کم فہم لوگوں سے کہوں گا : اس کھوکھلے اتحاد کی خاطر ہم ہی کیوں عزاداری سید الشہداءؑ سے پیچھے ہٹیں؟ ہم ہی کیوں اپنے سچے عقائد سے تنازل اختیار کریں ؟ کیا مدمقابل نے بھی کبھی اپنے باطل عقائد کو اتحاد کی خاطر چھوڑا ہے؟

مدمقابل جب اپنے باطل عقائد کو اتحاد کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا تو ہم ہی کیوں اپنے مذہبی اور حق عقائد کو اس کھوکھلے اتحاد کی خاطر ترک کر دیں۔

میں وحدت کے مدعیان سے کہوں گا کہ: اگر آپ وحدت ہی چاہتے ہیں تو فقط مسلمانوں کے درمیان وحدت کی بجائے پوری بشریت اور تمام انسانوں اور تمام مذاہب و ادیان میں وحدت کا نعرہ بلند کریں تاکہ پوری بشریت متحد ہو سکے۔

دشمنانِ اسلام اور شیعیت کے دشمنوں کی طرف سے اس قسم کے شبہات کی

وجہ سے ہمارے کچھ کم فہم شیعہ بھائی بھی ان الٹی سیدھی باتوں سے متاثر ہو کر عزاداری کی مخالفت کرنے لگتے ہیں۔

ہم پر واجب ہے کہ اپنے مذہب کے اساسی عقائد اور بنیادی امور سے مکمل طور پر وابستہ اور متمسک رہیں اور عزاداری کے قیام و فروغ کے لیے کسی بھی قربانی سے گریز نہ کریں اور عزاداری و شعائر حسینی کے مخالفین کا ہر ممکن طریقہ سے مقابلہ کریں: تحریر، تقریر، مجالس اور ماتمی جلوسوں کے ذریعے ذکرِ حسینؑ کو ہمیشہ کے لیے باقی رکھیں اور اپنے عقائد اور عزاداری میں بالکل بھی پیچھے ہٹے بغیر اس ذکر کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچا دیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ غدیر خم میں ولایت کے اعلان کو لاکھوں لوگوں نے سنا اور دیکھا لیکن چونکہ ہم نے غدیر کی یاد کو اس طرح نہیں منایا کہ جس طرح منانے کا حق تھا جس کے نتیجہ میں لوگ غدیر خم کو بھول چکے ہیں اور دشمن نے اپنے تمام تر وسائل کے ذریعہ غدیر کے واقعہ کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے کہ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوا ہے اور اب دشمن ہمارے ہی لوگوں کے ذریعے عزاداری سید الشہداءؑ اور واقعہ کربلا کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ پس جس طرح سے غدیر کے واقعہ کو اس دلیل کی بنیاد پر چھپایا کہ اس حدیثِ غدیر سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح آج اسی دلیل کی بنیاد پر ہمیں عزاداری سے

روکنا چاہتا ہے۔ لیکن ہم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور تک عزاداری کو بغیر کسی تنازل کے فروغ دیتے رہیں گے انشاء اللہ۔

روایت میں ہے کہ قیامت والے دن جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے چاہنے والوں اور شیعوں کی شفاعت فرمائیں گے تو ایک ندا آئے گی اے حسینؑ کے شیعو! تم کو بشارت ہو کہ تم کو معاف کر دیا گیا ہے اور عنقریب تمھیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا، پھر آواز آئے گی کیا تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ تو اس وقت شیعہ کہیں گے ہم اپنی زندگی میں امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتے تھے، دور سے بھی امام حسین علیہ السلام پر سلام بھیجتے تھے، اپنی مجالس و محافل میں ہمیشہ ان کا ذکر کرتے تھے اور زندگی میں تمنا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہی رہیں یہ تو ہمارا حال دنیا میں تھا تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اس آخرت میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کریں اے اللہ ہمیں جگر گوشۂ رسول امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما۔

پس اُس وقت امام حسین علیہ السلام سب کے سامنے ظاہر ہوں گے اور شیعہ ان کی زیارت کرنے لگیں گے اور جم غفیر کی صورت بہت دیر تک وہیں کھڑے ہو کر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے رہیں گے، شیعوں کا یہ حال ہو جائے

گا کہ وہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیں گے، پس یہ صورت حال دیکھ کر جنت کے دربان اور محافظ شیعوں کو جنت میں داخل ہونے کے لیے کہیں گے تو شیعہ انھیں کہیں گے کہ ہم کو امام حسینؑ کی زیارت کرنے دیں ۔ پھر اس کے بعد جنت سے حوریں آکر شیعوں سے جنت میں جانے کا مطالبہ کریں گی لیکن کوئی بھی ان کی طرف توجہ نہ دے گا .... (پوری روایت کامل الزیارات باب السادس والعشر ون میں ملاحظہ کریں)۔

فرمان الٰہی ہے:﴿ **وسیق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمرا حتی اذا جاؤوها و فتحت ابوابها و قال لهم خزنتها سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین** ﴾ (سورہ الزمر آیت ۷۳)۔

یعنی:اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے وہ گروہ در گروہ بہشت کی طرف زبردستی لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان کے نگہبان ان سے کہیں گے سلام علیکم تم اچھے رہے تم بہشت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

خدا کی قسم میں پہلے اس آیت کے بارے میں بہت سوچا کرتا تھا کہ ان لوگوں کو کیوں جنت میں زبردستی لے جایا جائے گا ؟ یہ لوگ خود ہی جنت میں

کیوں نہیں جائیں گے؟ وہ کون سی چیز ہے کہ جوان لوگوں کو جنت میں جانے سے روکے گی؟ لیکن جب میں نے اس روایت کو پڑھا تو مجھ پر یہ بات واضح ہوئی میدانِ محشر میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی وجہ سے یہ لوگ ہر چیز کو بھول جائیں گے اور جنت اور اس کی ہر نعمت سے بڑھ کر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو اہمیت دیں گے۔

اللهم احشرنا مع الحسين ، واجعل قلوبنا تنطق حسينً اللهم ارزقنا شفاعة الحسينً اللهم وفقنا لخدمة الحسينً اللهم العن من قتل الحسينً و ظلمه ومن خزله ولم ينصره من يومنا هذا الیٰ يوم القيامة ۔

والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد و آله الطاهرين ۔

والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته ۔

آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا محرم کی آمد پہ قوم کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله علیٰ هدایته للاسلام و ارشاده الی سبیل اولیائه و له شکر علی ما أولانا من نعمة التمسك بنبیه الاعظم و ولاته الأئمة من ولده والصلاة علی خیر خلقه محمد و اله المیامین و اللعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین۔

قال الله سبحانه : ﴿وَمَن یعظم شعائر الله فانّها من تقوی القلوب﴾ صدق الله العلی العظیم۔

آج کل ہم ان دنوں سے گزر رہے ہیں کہ جن میں ظلم و بربریت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے رہنما اور انقلابی نفوس کو الہام بخشنے والے شہید امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی یاد میں صفِ ماتم بچھائی جاتی ہے ۔ جبکہ امتِ مسلمہ تفرقہ بازی اور فرقہ واریت کی بہت بڑی مصیبت سے گزر رہی ہے اور

حالت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کے لیے اپنے دلوں میں درد والم ظاہر کرتے ہیں اور ظاہری طور پر ان کے امور کے اہتمام کے بھی دعویدار ہیں وہی لوگ اہلِ دین و اسلام ،اہلِ قبلہ اور توحید پرستوں پہ اسلحہ تانے ہوئے ہیں اور دشمنانِ اسلام کی خدمت اور ان کی رضا حاصل کرنے کے لیے **"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"** کا کلمہ پڑھنے والوں پر کفر و الحاد اور شرک کے فتوے لگا رہے ہیں ۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! فرقہ واریت مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے کہ جس میں وہ مبتلا ہوئے ہیں کیونکہ یہ اسلام کی بنیادوں کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے اور یہ سب کچھ مسلمانوں سے دین کے نام پر کروایا جا رہا ہے اور یہی وہ سب سے بڑا ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعے یہودیوں اور دنیا کی دوسری طاغوتی طاقتوں نے مسلمانوں کا خون بہانے اور ان کی مال و دولت پر قبضہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے تا کہ مسلمانوں کے لئے ہر آنے والا دن گزشتہ دن سے بدتر ہو۔ دنیا میں کوئی ایسا خطہ نہیں ہے کہ جہاں مسلمان رہتے ہوں اور وہاں کے بے گناہ توحید پرستوں کو طاغوتی طاقتوں نے اپنے پاؤں تلے روندا نہ ہو اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے جسموں کو گولیوں کا نشانہ نہ بنایا ہو۔ منافقین کا یہ گروہ دنیا کے طول وعرض میں فساد پھیلا رہا ہے اور بے گناہ مسلمانوں کے بہتے ہوئے

خون سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

یہاں عراق میں ہی دیکھیے کہ دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور طاغوت تمام تر مقدسات کو روند اور ان کی حرمت واحترام کو پامال کر رہا ہے اور ہر اس شخص کی مدد اور حفاظت کر رہا ہے کہ جو توحید پرستوں کو قتل کرے اور سامراء، کاظمیہ اور کربلاء میں صالحین بندوں کو تباہ و برباد کرے۔

" اللهم نشكو اليك فقد نبينا صلواتك عليه و آله و غيبة امامنا و كثرة عدونا و قلة عددنا و شدة الفتن بنا و تظاهر الزمان علينا فصل على محمدو آل محمد و اعنا على ذلك بفتح منك بعجله و ضر تكشفه ونصر تعزه و سلطان حق تظهره و رحمة منك تجللنا ها و عافية منك تلبسناها برحمتك يا ارحم الراحمين۔

یعنی: بارِ الہا: ہم اپنے نبیؐ (تیرا ان پر اور ان کی آل پر درود وسلام ہو) کے موجود نہ ہونے، اپنے امام کے غائب ہونے، اپنے دشمنوں کے زیادہ ہونے، اپنی تعداد کے کم ہونے، اپنی آزمائشوں کے شدید ہونے اور زمانے کے اپنے اوپر غالب ہونے کا تیرے حضور شکوہ کرتے ہیں، پس تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور اپنی جناب سے جلد از جلد فتح و کامرانی کے ذریعے، رنج و غم کو ختم

کرنے کے ذریعے،مدد ونصرت کے غائب کرنے کے ذریعے،حق کے بادشاہ کو ظاہر کرنے کے ذریعے،اپنی ایسی رحمت کے ذریعے کہ جو سب کو شامل ہو اور ایسی عافیت کے ذریعے کہ جو ہمارے شاملِ حال ہو ہماری اِن تمام امور میں مدد فرما ،اپنی رحمت کے صدقے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

میرے محترم بھائیو!!

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی حالت زار پر توجہ دیں اور اپنی عقل سے فیصلہ کریں اور اختلافات کو چھوڑ کر متحد ہو جائیں شاید اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور ہمیں دشمنوں کے شر سے بچالے۔

ماہ محرم کے آمد کے موقع پر میں آپ کو ان امور کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جن پر عمل کرنا دین اسلام نے ہم پر واجب قرار دیا ہے۔

اول:۔

ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اُس اجر وثواب کو مد نظر رکھے کہ جو آئمہ علیہم السلام کی زبانی اس شخص کے حق میں بیان ہوا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا انعقاد کرے یا ان کی زیارت کرے خاص طور پر عاشوراء اور چہلم (اربعین) کے دن کی زیارت کے اجر وثواب کو نہ بھولے پس امام حسن عسکری علیہ السلام نے چہلم کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو مومن کی علامات

میں شمار فرمایا ہے اسی طرح روایات میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے متبرک ومشرف ہوتے ہیں اور ملائکہ امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

روایت میں مذکور ہے کہ جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت چاہے کسی خوف کی بنا پر ہی ترک کر دے وہ قیامت کے دن شدید حسرت وافسوس کا شکار ہوگا اور وہ تمنا کرے گا کہ کاش میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہوئے مارا جاتا اور میری قبر ان کی قبر کے پاس ہوتی۔

اسی طرح جو شخص امام حسین علیہ السلام کے نام پر اور امام علیہ السلام کے زائرین کی خدمت کے لیے خرچ کرتا ہے فقط اللہ تعالیٰ ہی اس کے اجر وثواب سے واقف ہے۔پس خدا تعالیٰ خرچ کیے ہوئے ہر پیسہ کے بدلے جنت میں دسیوں ہزار شہر عطا کرتا ہے، اس شخص کی حاجات کو پورا کرتا ہے، اس کے مال اور اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور جو شخص زیارت امام حسین علیہ السلام کی راہ میں مر جائے ملائکہ اس کے غسل وکفن میں شریک ہوتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

جان لیجئے کہ جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سعی وکوشش کرتا ہے سید الشھداء علیہ السلام اس کی شفاعت کرتے ہیں اور شفاعت کے بعد

امام حسین علیہ السلام کی زیارت اسے نصیب ہوتی ہے اے اہل بیت کے شیعو !سیدالشہداء علیہ السلام کی ہم نشینی اور ہم رکابی کے لئے جلدی سے آؤ اور اپنی کوششوں کو مزید بڑھادو اور عزاداری کی مجالس کے قیام، ماتمی حلقوں اور جلوسوں کے ذریعے سید الشہداء علیہ السلام کی مدد کرو اور امام علیہ السلام سے اس سلسلہ میں مدد طلب کرو۔خدا تمہارے اِس سفر میں حامی و ناصر ہو۔

دوم :۔

ضروری ہے کہ ماتمی جلوس،عزاداری کی انجمنیں اور مجالس عزاء ہر طرح کے دنیاوی مقاصد اور سیاسی نعروں اور اُن باتوں سے پاک اور خالی ہوں کہ جو امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب و قیام کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں۔ پس امام حسینؑ کو دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے وسیلہ قرار دینا سب سے بدترین فعل ہے اور اس قسم کے اعمال بجالانے والا منافقین کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

سوم :۔

آج کل معصومین علیہم السلام کی صورتوں کی مصوری ہونے لگی ہے کہ جو ان انوارِ قدسیہ اور نورانی اجسام کی توہین اور اہانت کا سبب ہیں ۔ میرے نزدیک کیمرے کے بغیر کسی بھی طریقے سے کسی ذی روح کی تصویر بنانا حرام ہے اور پھر اس قسم کی تصویر بنا کر اُسے معصومینؑ کی طرف نسبت دینا جھوٹ ، بہتان اور

گناہِ کبیرہ ہے۔پس اس عمل سے اجتناب کرنا واجب اورضروری ہے۔

چہارم:۔

واجب ہے کہ ایسے ڈراموں اورفلموں کو نہ بنایا جائے کہ جس میں اداکار واقعہ کربلا اور عاشوراء کے دن ہونے والے ظلم وستم کو ڈرامائی صورت میں پیش کرتے ہیں، بیشک اِن کے بنانے کا مقصد اور قصد تو اچھا ہے لیکن حقیقت میں ایسی فلمیں اور ڈرامے کربلا کے مجاہدوں کی توہین کا سبب بنتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں برے اثرات چھوڑتے ہیں، مثال کے طور پر کسی ہیروئن یا اداکارہ (کہ جن کی عادات وعفت کو آپ خوب جانتے ہیں...) کو جناب زینب بنت علی علیہا السلام یا خاندانِ عصمت کی کسی اور پاک بی بی کا رول ادا کرنے کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ پس ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑی جسارت اور امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کی واضح توہین ہے۔

پنجم:۔

قمعہ اور زنجیر زنی کو ہم مباح و جائز قرار دیتے ہیں لیکن اس کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی وجہ سے سید الشہداء کی قربانیوں اور مقاصد سے لوگ جہالت کے باعث دور نہ ہوں اور اس بات کا یقین ہو کہ اس کی وجہ سے موت کا وقوع یا کوئی بدن کا عضو معطل نہیں ہوگا پس ضروری ہے کہ زنجیر زنی اور قمعہ زنی

سے پہلے ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے۔

ششم:۔

واجب ہے کہ ماتمی جلوس اور مجالس عزاء نماز یا اسی طرح کے دوسرے بنیادی واجبات کونظر انداز کرنے یا اس کی اہمیت کو کم کرنے کا باعث نہ بنیں۔

اسی طرح واجب ہے کہ مجالس اور ماتمی جلوسوں اور حلقوں میں خواتین اور مردوں کا اختلاط نہ ہو پس ایسا کرنا مفاسدِ زمانہ اور دنیا کی برائیوں میں سے ہے۔

ہفتم:۔

ہمیں خبر ملی ہے کہ دینی احکام کی معرفت نہ رکھنے والے یا دین کو اہمیت نہ دینے والے بعض افراد نے شہداءِ کربلا کے اور امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے دوپروں والے مجسمے بنانے شروع کر دیے ہیں۔ پس اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی بھی ذی روح کا مجسمہ اور بت بنانا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے اور جس گھر میں کوئی مجسمہ ہوتا ہے ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے پس مؤمنین کے لئے واجب ہے کہ وہ اس عمل سے اجتناب کریں اور مذہب، واقعہ کربلا اور سید الشہداء کے قضیہ کی اہانت وتوہین کا سبب نہ بنیں۔

میں آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا تعالی ہماری توفیقات میں اضافہ فرمائے اور

ہمیں ثابت قدم رکھے میں اپنے بھائیوں کو ظاہر و باطن میں خدا سے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بشیر حسین النجفی

آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین النجفی دام ظلہ کا خطباء اور مبلغین کے نام پیغام

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین باریٔ الخلائق اجمعین وله الشکر علی هدایته لدینه وله المنة علی ما دعا الیه من سبیله والصلاة والسلام علی سید عباد الله الصالحین من الاولین والآخرین محمد وآله القادة الهداة المیامین۔

قال الله سبحانه وتعالیٰ "ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة" صدق الله العلی العظیم۔

میرے عزیز بھائیو، محترم خطیبو، منبرِ حسینی کے خدمت گزارو اور میدانِ خطابت کے شہسوارو! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ آپ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نائبین فقہاء کے فریضہ کے بعد سب سے اہم، اشرف اور افضل عمل و فریضہ کو انجام دے رہے ہیں کہ جو لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا، انھیں وعظ و نصیحت، تبلیغ اور ہدایت و رہنمائی کرنا ہے۔

ہمارے آئمۂ طاہرین نے اپنے قول و عمل کے ذریعے سارے سال کے دوران اور خاص طور پر محرم کے ایام میں عزاداری اور مجالسِ عزا برپا کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ آئمہ طاہرین کی جانب سے مجالسِ عزا کا اس قدر اہتمام اور تاکید امام حسین علیہ السلام سے خونی، روحانی اور عاطفی رشتہ کی بنا پر نہ تھی بلکہ یہ سب اہتمام فقط اس وجہ سے تھا کہ سید الشہداءؑ کے مقدس انقلاب اور قربانیوں نے اس دین اسلام کو حیاتِ ابدی بخشی کہ جو شجرۂ ملعونہ بنی امیہ کے ظلم و ستم، فساد اور بے راہ روی تلے اپنے آثار کھو رہا تھا۔ بنی امیہ کا امتِ مسلمہ پر تسلط اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنا امت کے اس انحراف کا نتیجہ تھا کہ جس کی وجہ سے ظاہری حکومت اس کے اصل حقداروں سے غصب ہو کر امت کے نا اہل افراد کے ہاتھوں میں آ گئی۔

جب ہم واقعہ کربلا سے پہلے اور بعد والے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کو بچانے کے لیے امام حسین علیہ السلام کا قیام اور ایسا حسینی انقلاب نہایت ضروری اور حتمی تھا اور اسی جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات بھی اشارہ کرتے ہیں۔ دین کے حقیقی قائدین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ حضرت امام حسنؑ .... یہ جانتے تھے کہ دین کو بچانے کے لیے اس انقلابِ حسینی کی اشد ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ

آئمہ علیہم السلام نے اس قیام حسینی اور اس کی یاد کو زندہ اور باقی رکھنے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ اس انقلاب کی بقا دین کی بقا ہے جب تک اس انقلاب کا شعلہ روشن اور مستمر رہے گا لوگوں کو شریعتِ محمدی کے احیا اور دین کی مدد و نصرت کے لیے ابھارتا، ان کے شوق اور ہمت میں اضافہ کرتا اور ان کے نفوس پر تاریخی اثرات رونما کرتا رہے گا۔

پس اس اعتبار سے آپ خطباء کا عمل اسی سانچہ میں آتا ہے کہ جس کی کڑی شہداء اور اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والوں کے سلسلہ سے جا ملتی ہے۔ میں آپ کو اس عظیم رتبے اور منزلت پر فائز ہونے پہ خراجِ تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پوری دنیا میں اور خاص طور پر جنوبی ایشیا اور عراق میں اِس وقت شیعہ جن حالات سے گزر رہے ہیں اس کے پیشِ نظر اور خطابت کے اہم فریضہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ درج ذیل بنیادی امور کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے:

(1) امام حسن علیہ السلام کی جگر خوار ہند کے بیٹے کے ساتھ جنگ بندی کے بعد سے لے کر آج تک عراق کبھی بھی ظالموں کے ہاتھوں سے آزاد نہیں ہوا ہے۔ بس ایک ظالم سے دوسرے ظالم اور دوسرے ظالم سے تیسرے ظالم کے

ہاتھ میں چلا آرہا ہے، پس عراق ہمیشہ ظالموں کے تسلط اور قبضے میں رہا کہ جو اس عراق کو وحشیوں کی طرح نوچتے اور درندوں کی طرح چیر پھاڑ کرتے رہے ان ظالم حکومتوں نے ہمیشہ عراقی عوام کو دین اور اہل بیت سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کی ۔لیکن آئمہ اطہار علیہم السلام کی برکت اور ہمارے علماء ابرار کی کوششوں سے یہ عوام دین کے دائرہ میں رہی اور حوزہ علمیہ نجف اشرف ہمیشہ رونما ہونے والے احداث و واقعات پر گہری نظر رکھے رہا اور عوام کے دلوں میں دین کے شعلے کو روشن رکھنے کے لئے تاریخ میں متعدد دفعہ ظالم حکومتوں کے مقابلے میں آ کھڑا ہوا۔

اسی طرح جنوبی ایشیا اور خاص طور پر پاکستان میں طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ شیعانِ حیدرِ کرار کو دین سے دور کرنے اور ان کے عقائد میں رخنہ ڈالنے کے لیے تمام تر وسائل کو استعمال کیا۔

(2) خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے فریضہ کو خالصتاً خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے انجام دے اور منبرِ حسینی کے ذریعے لوگوں کو دین کا پابند رہنے اور علماء و حوزہ علمیہ نجف اشرف سے مربوط رہنے کی تاکید کرے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات کی طرف متوجہ رہیں کہ ہمارے درمیان کچھ ایسے نجس ہاتھ اور شر پسند نفوس وعناصر موجود ہیں کہ جو لوگوں کو حوزہ علمیہ نجف اشرف

سے دور کرنے اور اس سے ہر طرح کی وابستگی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ عوام بھیڑیوں کے لیے آسان لقمہ بن جائے اور وہ جیسے چاہیں اسے کھائیں اور جس طرح چاہیں اس سے اپنی مرضی سے کام لیں۔

واجب ہے کہ ہم لوگوں کو مجالس عزاء اور ماتمی جلوسوں میں شرکت کرنے کی تاکید کریں اور اس کے ساتھ انھیں ان جلوسوں وغیرہ میں شریعت کے حدود سے باہر نکلنے سے روکیں اور انھیں ایسے کاموں کی اجازت نہ دیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب کی توہین کا باعث بنیں۔

اسی طرح ضروری ہے کہ عزاداری کو سیاسی مقاصد سے دور رکھا جائے اور کوئی شخص امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور اس واقعہ کو اپنے دنیاوی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ کرے۔

(3) ہمیں بہت سی مصدقہ خبریں موصول ہوئی ہیں کہ انسان نما شیاطین نے بہت سی گمراہ کن افکار کی نشر و اشاعت کا کام شروع کیا ہوا ہے مثلاً کچھ لوگ اس بات کا دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ملاقات کرتے ہیں اور براہ راست ان سے احکام شرعیہ معلوم کرتے ہیں لہٰذا اب تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔

پس جو کوئی بھی اِس قسم کا دعویٰ کرتا ہے خود امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف

نے اِس شخص کے اِس دعوے کواُس وقت جھوٹا قرار دیا تھا کہ جب اِس دعویدار کی ماں نے اِسے جنم بھی نہیں دیا تھا۔ پس اگر آپ ان لوگوں کے چال چلن کا بغور ملاحظہ کریں تو آپ کو خود ہی ان کے دعوں کے جھوٹ اور فساد پر مبنی ہونے کا علم ہو جائے گا۔ پس ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو اِن جھوٹے دعویداروں سے خبردار اور آگاہ کریں اور لوگوں کو ان کے شکنجہ سے آزاد کروائیں اور ان انسانی شکل میں موجود شیاطین سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

(4) خطیب کے لیے واجب ہے کہ باوثوق روایات کو پڑھے اور معتبر کتابوں سے اھل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب اور مصائب کو حاصل کرے۔ خطیب کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی روایت کو بیان کرے کہ جس میں مذہب یا امام حسین علیہ السلام کی توہین کا پہلو موجود ہو اور بہتر یہ ہے کہ روایات کے ساتھ کتاب کا حوالہ دے تا کہ اس روایت کی مسئولیت صاحبِ کتاب کے ذمہ ہو جائے اور آپ نقل کرنے کی مسئولیت سے آزاد ہو جائیں۔

(5) خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ کربلا کے واقعات کو بیان کرے اور سانحہ کربلا اور احکام دین مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خمس، جہاد وغیرہ کے درمیان موجود ربط اور تعلق کو لوگوں کے سامنے سید الشھداء علیہ السلام اور ان کے اصحاب یا آئمہؑ سے مروی کلمات کے ذریعے بیان کرے۔ مثلاً امام حسین علیہ السلام کا یہ

فرمان کہ جس میں آپ فرماتے ہیں:

" الا ترون ان الحق لا یعمل بہ وان الباطل لایتناھی عنہ لیرغب المؤمن فی لقاء اللہ محقا ...."

یعنی:۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے روکا نہیں جارہا ہے تا کہ مومن خدا تعالیٰ سے حقیقی ملاقات کا مشتاق ہو.................

اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے اس فرمان کو بھی پڑھا جا سکتا ہے کہ جو انھوں نے اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو الوداع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" اللھم انی احب ان آمر بالمعروف وانھٰی عن المنکر........"

یعنی: اے میرے اللہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دوست رکھتا ہوں.................

میرے محترم بھائیو! فاسد حکومتیں جو پے در پے عوام کو دیکھنے میں ملیں انھوں نے عوام کو دین سے دور رکھنے کی پوری کوشش کی جس کے نتیجہ میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسلام کے بنیادی اصولوں اور ان ضروری احکام سے

ناواقف ہے کہ جن کا نہ جاننا کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پس آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس جانب بھی لوگوں کو توجہ دلوائیں۔

پس اس بنا پر خطابت ایک بہت اہم اور مشکل فریضہ ہے خدا سے دعا ہے کہ خدا آپ سب کی اپنے واجبات کو ادا کرنے میں مدد فرمائے اور اس اہم فریضہ و مشکل عمل کو انجام دینے میں آسانی پیدا کرے کہ جو انبیاء و مرسلین کا فریضہ ہے خدا آپ سب کا حامی و مددگار ہو اور وہی سب سے بہتر حامی و ناصر ہے۔

والحمد لله رب العالمین

عزاداری کی انجمنوں، ماتمی دستوں اور خدّامِ حسینؑ کے نام آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ الغر المیامین واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائھم من الاولین والآخرین الی یوم الدین۔

قال سبحانہ و تعالیٰ "من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب" صدق اللہ العلی العظیم۔

ماہ محرم کی آمد ہے اور عمومی طور پر تمام مسلمان اور خصوصا عراقی عوام عالمی استکبار اور طاغوت کے ظلم وستم تلے آہیں بھر رہی ہے اور اس استکبار و طاغوت کی مدد فرقہ واریت اور مسلمانوں کے درمیان آپس کی جنگ کر رہی ہے جس بنا پر طاغوتی طاقتوں کے لیے مسلمانوں پر تسلط اور ان کے قیمتی اور معدنی ذخائر کو لوٹنا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ پس بہت سے ایسے عالمی دہشت گرد ہیں جو جہاد کا نعرہ بلند کر کے مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں مسلمان اس وقت

دوسروں کو کافر قرار دینے والے خوارج کے ہاتھوں سب سے بڑی اور بری مشکل میں مبتلا ہیں خوارج نے ہی توحید و رسالت کا کلمہ پڑھنے والے اہلِ قبلہ کو کافر قرار دینے کی بنیاد رکھی اور وہ اس سلسلہ میں نہ تو عقل سے مدد لیتے ہیں نہ کسی فیصلہ کن مناقشے اور مناظرے پر تیار ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی مضبوط دلیل کا سہارا لیتے ہیں ۔ پس جنوبی ایشیاء ،عراق اور پوری دنیا میں موجودتمام مسلمانوں کے لئے واجب ہے چاہے وہ عراق ہو یا عراق سے باہر کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اور ان خوارج سے محتاط رہیں اور ان کو رسوا کرنے اور ان کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے آپس میں تعاون کریں تا کہ تمام مسلمان ان لوگوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں ۔

پس ضروری ہے کہ ہم عزاداری کے قیام اور مجالسِ عزاء کے انعقاد کے دوران چند امور کو ملحوظِ خاطر رکھیں :

ضروری ہے کہ مجالس عزاء مکمل خلوص اور خدا کے تقرب کے لیے منعقد کی جائیں۔

مجالس میں خواتین اور مردوں کے لیے الگ الگ جگہ کا بندوبست کیا جائے اور اسی طرح خواتین کے لیے الگ سے خاص مجالس کا بھی اہتمام کیا جائے کہ جس میں فقط خواتین حاضر ہوں ۔

واجب ہے کہ مجالس وعزاداری میں قصائد، نوحے، شعائر اور بینر فقط اور فقط حسینی اور دینی ہوں، یہ جائز نہیں ہے کہ عزاداری اور ان امور کو دنیاوی مقاصد اور مادی یا سیاسی اغراض کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے۔ پس جو کوئی بھی حسینی شعائر اور انقلابِ حسینی کو دنیاوی اہداف کے حصول کا وسیلہ قرار دیتا ہے وہ اپنے اس عمل سے انقلاب و قیام حسینی کی توہین کرتا ہے اور شیعہ مقدسات پر جسارت کرتا ہے۔

مجالس اور ماتمی جلوسوں کے اوقات اس طرح سے محدد اور معین کیے جائیں کہ ان کا دین کے بنیادی واجبات مثلاً نماز وغیرہ سے ٹکراؤ نہ ہو۔ پس ضروری ہے کہ عزاداری کی عبادت کو نماز کے اول وقت سے پہلے مکمل کرلیا جائے یا پھر اول وقت میں نماز ادا کرنے کے بعد شروع کیا جائے اور اگر عزاداری کے جلوس کے دوران نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو انجمن کے منتظمین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جلوس کو روک کر، وہیں اول وقت میں نماز ادا کریں اور پھر سے عزاداری کی عظیم عبادت میں مشغول ہوجائیں تاکہ دنیا والوں کو عزاداری، حسینی شعائر اور انقلابِ حسینی کے اصل اہداف و مقاصد معلوم ہوسکیں۔

سید الشہداء سلام اللہ علیہ نے فقط اور فقط دین اور سید المرسلینؐ کی شریعت کے قیام اور اس کو باقی رکھنے کے لیے تمام مصائب برداشت کیے اور اتنی عظیم

قربانیاں پیش کیں۔ سید الشہداء سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" ألا ترون ان الحق لا يعمل به وان الباطل لا يتناهى عنه ليرغب المؤمن في لقاء الله محقا"

یعنی :۔کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور نہ باطل سے کسی کو روکا جارہا ہے کہ مومن خدا سے حقیقی ملاقات کو دوست رکھے۔

پس جو شخص بھی نماز کو ترک کرتا ہے چاہے وہ شعائر حسینی کی خاطر ہی کیوں نہ ہو اس کا سید الشہداء علیہ السلام کے خدام اور نوکروں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ امام حسین علیہ السلام نے تمام تر قربانیاں شریعت کو بچانے اور قائم کرنے کی خاطر دیں اور ہماری عزاداری کا مقصد بھی انقلاب حسینیؑ اور شریعت کو قائم رکھنا ہے اور نماز شریعت کا اہم اور بنیادی رکن ہے لہٰذا جو نماز کو ترک کرتا ہے عزاداری کے اصل مقصد کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ قمعہ اور زنجیر زنی تمام شعائر حسینی میں سے سب سے زیادہ افضل اور سب سے اہم حیثیت رکھتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ قمعہ اور زنجیر زنی کو کبھی بھی ترک نہ کیا جائے سوائے ان دو موارد کے :۔

(1) دنیا میں کچھ علاقے ایسے ہیں کہ جہاں کے رہنے والے اپنی جہالت کے سبب جب قمعہ اور زنجیر زنی کے مناظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں تو وہ

اسلام اور امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب سے متنفر ہوجاتے ہیں(کیونکہ ان کو اسلام کی معرفت نہیں ہے اور نہ ہی ان کو امام حسین علیہ السلام کے مصائب اور مصیبت کا علم ہے اوراسی طرح ان کے غم میں ماتم اور قمعہ زنی کرنے کے ثواب سے بھی وہ جاہل ہیں) لہٰذا اس طرح کے علاقوں میں اسے انجام نہیں دینا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کے اہداف اور دین اسلام کی توہین ہو۔

(2) اگر انسان کو کسی ماہر ڈاکٹر کے ذریعے معلوم ہو کہ اس نے قمعہ یا زنجیر زنی کی تو وہ مر جائے گا یا اس کے جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہوجائے گا تو ایسی صورت میں بھی انسان کے لیے اس کام کو انجام دینا جائز نہیں ہے۔

البتہ ان دوموارد کے علاوہ اہل بیت اور خصوصًا امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو ظاہر کرنے اور ان کے دشمنوں کے جرائم سے پردہ ہٹانے اور آنے والی نسلوں تک ان کو پہنچانے کے لیے قمعہ اور زنجیر زنی کرنا عظیم اجر وثواب کا باعث ہے۔

شعائرِ حسینیؑ کا قیام چاہے جس صورت میں بھی ہو اگر وہ شریعت کے برخلاف نہیں ہے تو ایسا کرنا شریعت کے نزدیک نہ صرف پسندیدہ عمل ہے بلکہ شریعت ہم سے اس کا مطالبہ بھی کرتی ہے اور آئمہ طاہرین نے بھی اس کی بہت زیادہ تاکید

کی ہے۔

پس اے مسلمانو ! اس عظیم عمل کے لیے جلدی کرو تا کہ ہم انبیاء، مرسلین، آئمہ، جناب زہراء سلام اللہ علیہا اور ملائکہ کے ساتھ اس عمل میں شریک ہوسکیں اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں تعزیت پیش کریں اور اس طریقے سے عالمی انقلاب برپا کرنے کے لیے امام زمانہؑ کو انصار مہیا کریں۔

ضروری ہے کہ معصومین علیہم السلام کی طرف منسوب تصویروں سے اجتناب کیا جائے ہمارے نزدیک ذی روح کی مصوری حرام ہے اور تصویر بنا کر اس کی نسبت معصومین علیہم السلام کی طرف دینا اس سے بڑھ کر حرام ہے پس ضروری ہے کہ ماتمی جلوسوں اور مجالس کو ایسے کاموں سے پاک رکھا جائے جس سے امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب اور ان کی قربانیوں کی توہین ہو۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند متعال تمام مسلمانوں کو اس انقلاب کو زندہ رکھنے اور اس سے درس عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله الطاهرين

مختلف موضوعات پر عزاداری کے
متعلق پوچھے گئے
سوالات اور فتوے

شعائرِ حسینی کی تاریخ اور فعالیت

سوال: ہمارے اس موجودہ زمانے اور مستقبل میں شعائرِ حسینی کا کیا دور ہے؟

جواب: بسمہ تعالیٰ ۔ شعائرِ حسینی دینی ،عاطفی اور عقیدے کے لحاظ سے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مربوط و منسلک کیے ہوئے ہے کیونکہ واقعہ کربلا کی یاد زندہ رکھنا حقیقت میں دین و تشیع کو زندہ اور باقی رکھنا ہے۔

سوال: کربلا کا واقعہ امت کو احیا اور اسلام کے آثار کو مٹنے سے بچانے میں بہت موثر ثابت ہوا ہے پس ہم آج کل موجودہ حالات میں اس واقعہ کو کس طرح سے مزید موثر اور مفید بنا سکتے ہیں؟

جواب: یہ کام ایسی عزاداری اور مجالس کے قیام سے ہی ممکن ہے جو ایسے کلمات اور ایسی تقریروں پر مشتمل ہوں کہ جن میں امام حسین علیہ السلام کے مقدس قیام کے اغراض و مقاصد کو واقعہ کربلا کے مصائب کے ساتھ عاطفی اور نفسیاتی طریقوں سے مربوط کر کے بیان کیا جائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آہ و بکا حزن اور غم والم کے اظہار کی تاکید کی جائے اور مجالس عزاء اور ماتمی جلوسوں کے ضمن میں لوگوں کو دین کے احکام کی پابندی کی تلقین کی جائے ۔ مثال کے طور پر نماز کہ جو ہمارے دین کا ستون ہے کی پابندی کی جائے اور مجالس کے شیڈول کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے کہ ان کا نماز کے اوقات کے ساتھ ٹکراؤ نہ

ہو پس اگر عزاداری اور ماتمی جلوسوں کے دوران نماز کا وقت ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز کی خاطر جلوس کو روک دیا جائے اور تمام عزادار نماز ادا کریں تاکہ امام حسین علیہ السلام کے مقدس قیام اور انقلاب کی کامیابی اور مستقبل میں اس کے استمرار کو باقی رکھا جا سکے۔ کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا قیام دین، نماز اور شریعت کے باقی ارکان کی بقا کے لیے تھا۔ پس ہم اس کے ذریعے سے امام حسین علیہ السلام کے دل میں فرحت و سرور لا سکتے ہیں۔ جب امام علیہ السلام اپنی تمام قربانیوں کا ثمرہ ہمارے اعمال میں دیکھیں گے تو یقیناً یہ بات ان کے لیے خوشی کا باعث ہوگی اے اللہ ہم سب کی اس سلسلہ میں مدد فرما۔ والسلام

سوال: امام حسین علیہ السلام کے مقدس انقلاب کا مقصد اور ہدف کیا تھا؟

جواب: امام علیہ السلام کا مقصد اور ہدف وہی تھا کہ جس کی طرف انھوں نے جناب محمد بن حنفیہ کے نام اپنی وصیت میں اشارہ کیا "**انی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولامفسدا ولا ظالما و انما خرجت لطلب الاصلاح فی أمة جدی رسول الله......................**"

یعنی: "میں نہ تو شر پھیلانے کے لئے نکلا ہوں اور نہ ہی میرا خروج وقیام بے مقصد وفضول ہے اور نہ میں نے فساد کے لئے خروج کیا ہے اور نہ ہی ظلم کرنے کے لئے خروج وقیام کیا ہے میں تو فقط اپنے نانا رسولؐ کی امت کی

اصلاح کے لیے نکلا ہوں........تا آخر“

امام علیہ السلام نے عاشور کی شب فرمایا:

”الا ترون ان الحق لا یعمل به و الباطل لا یتناهی عنه................ تا آخر“

یعنی: کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور نہ باطل سے روکا جا رہا ہے.....تا آخر

اسی معرکہ کے دوران امام علیہ السلام نے فرمایا:

” لا اجیبهم لما یریدون حتی القی الله.....................“

یعنی: ”میں انھیں وہ جواب نہ دوں گا کہ جو وہ مجھ سے چاہتے ہیں یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کرلوں.....تا آخر“

امام علیہ السلام کی ساری گفتگو کہ جس میں انھوں نے اپنے قیام کے مقصد کو واضح کیا ہم اس کا خلاصہ یوں کر سکتے ہیں کہ ”امام علیہ السلام کا ہدف حق کی مدد، ظلم کا مقابلہ، بنی امیہ کے بدنما چہرے کو واضح کرنا اور احکام الٰہی کے قیام کی دعوت تھا“

گریہ اور عزاداری کا قیام

سوال: امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں سوگ منانے کا عرصہ کتنا ہے؟ آیا یکم محرم سے آٹھ ربیع الاول تک ہے، یا دس محرم سے بارہ محرم تک ہے یا یکم محرم سے چہلم تک ہے؟

جواب: محرم کے پہلے دس دن عزاداری اور مجالس کا قیام ضروری ہے اور جہاں تک سوگ کو چہلم (بیس صفر) یا آٹھ ربیع الاول تک برقرار رکھنے کا تعلق ہے تو یہ مستحب ہے۔

سوال: امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ وزاری کا کیا حکم ہے؟

جواب: جیسا کہ معتبر روایات میں وارد ہوا ہے کہ اس پر انسان کو بہت زیادہ اجر وثواب حاصل ہوتا ہے اور معصومین علیہم السلام نے اس کی بہت تاکید کی ہے۔

سوال: ہم امام حسین علیہ السلام کے غم میں کیوں روتے ہیں جب کہ امام علیہ السلام زندہ ہیں اور اللہ کے حضور رزق حاصل کررہے ہیں؟۔

جواب: اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں ہمیں سید الشہداءؑ پر گریہ اور آہ وزاری کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ روایت میں ہے کہ جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو

جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا اہل بیت علیہم السلام کی سیرت و کرادار اور نہج کا احیا ہے،اور اس کے علاوہ اس کے بہت سے علمی اور نفسیاتی فوائد بھی ہیں ، ہمارا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا حق کی باطل کے مقابلے میں مدد،ظلم و بربریت کی مخالفت، نہجِ کربلا و سیرتِ معصومینؑ پہ باقی رہنے کا عزم اور امام حسین علیہ السلام سے عہد وفا اور بیعت کی تجدید ہے۔

سوال : بہت سے شیعہ اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ معصومین علیہم السلام تمام مجالسِ عاشورا میں شرکت کرتے ہیں کیا یہ بات درست ہے؟

جواب:بعض روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ معصومین علیہم السلام مجالسِ عزا میں شریک ہوتے ہیں ۔ اور کسی کو یہ بات شک وشبہہ میں مبتلا نہ کرے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں اتنے زیادہ مقامات پر کیسے حاضر ہوسکتا ہے ؟ یہ سوال اس وقت درست ہے کہ جب ایسے فرد کی بات ہو جو اس طبیعی، عنصری اور مادی جسم کے قید میں ہو لیکن جب بات غیر مادی،نورانی اور برزخی جسم کی ہو تو اسے زمان اور مکان کی دیواریں ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہونے سے نہیں روک سکتی ہیں ۔

سوال: دعائے کمیل ، دعائے ابوحمزہ ثمالی اور دوسری مأثورہ دعائیں پڑھنے کے دوران امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے مصائب، سبق آموز

شعر یا قصے پڑھنے کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے جبکہ ان کے ذکر کا مقصد دعا میں مزید تاثیر پیدا کرنا ہو؟ آیا ایسا کرنا جائز ہے یا پھر دعا اور زیارتِ وارثہ وغیرہ کو بغیر کسی کمی بیشی کے بالکل اسی طرح پڑھنا چاہیے جیسے وارد ہوئی ہیں؟اسی طرح شبِ قدر وغیرہ کو ان اعمال کی بجا آوری کے بغیر جاگتے رہنا جو اس شب کے ساتھ خاص ہیں اور ان کی جگہ دوسرے اعمال کو بجا لانے کے بارے میں جناب عالی کی کیا رائے ہے مثلاً دعائے جوشن کبیر کی جگہ کسی اور دعا کو پڑھا جائے اور اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو مذکورہ اعمال اور دعاؤں کے دوران پڑھا جاسکتا ہے یا مصائب کے ذکر کو ان سے الگ کیا جائے؟

جواب: اگر نصوص کے مطابق عمل کرنا دوسرے واجباتِ شرعیہ سے مزاحم نہ ہوتو ان کے مطابق عمل کرنا افضل ہے اور اسی طرح معصومین نے مختلف اوقات اور مقامات کے لیے جو دعائیں معین کی ہیں ان کو مکان و زمان کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا ہی افضل ہے لیکن اس کی جگہ کسی اور دعا کا پڑھنا حرام نہیں ہے۔ اور جہاں تک اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کو دعا کے دوران پڑھنے کا تعلق ہے تو اگر اسے دعا کے جز کی حیثیت اور قصد کے ساتھ نہ پڑھا جائے بلکہ دعا پڑھنے اور سننے والوں میں رقت اور گریہ و بکا کے لیے پڑھا جائے تو اس میں کوئی

حرج نہیں ہے ۔ پس اس طرح وہاں دو عمل ہونگے ایک دعا اور دوسرا سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان میں رقت پیدا کرنے اور خوف خدا میں آنسو بہانے کے لیے سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ کرنا بہت مفید و موثر ہے۔

سوال: بعض مومنین مختلف مناسبات پہ اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر عزاداری کرتے ہیں اور عزاداری اور ماتم کے دوران کچھ ایسے امور کو بھی ذکر کرتے ہیں کہ جن کا بعض دوسرے افراد کے خیال میں اہل بیت علیہم السلام کے مصائب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہم میں محلِ اختلاف ہے پس مندرجہ ذیل امور کو عزاداری کے ساتھ شامل کرنے کا کیا حکم ہے:

کسی مرجع، مجتہد یا عالم کی وفات پر عزاداری کرنا، مختلف اسلامی امور اور قضایا کے بیان پر عزاداری مثلاً لبنان، پاکستان اور عراق کے شیعوں پر ڈھائے جانے والے مظالم، مسلمانوں کی حالتِ زار، قائدین یا مراجع عظام کے ذکر کے ذریعے عزاء اور ماتم اور ان کے لیے حفظ و امان کی دعا کرنا، اسلامی مقدسات اور ان کے ذکر کے ذریعے عزاداری کرنا مثلاً نجف، سامرا وغیرہ، اس وقت کے ظالموں، دہشت گردوں، یہودیوں اور اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کو ہدف بنانے والوں کے لیے بد دعا کرنا، شیعہ قوم کی مدد و نصرت کے لیے دعا کرنا،

عزاداری کے دوران وعظ ونصیحت کرنا مثلاً غیبت سے پرہیز اور صدقہ وخیرات دینے کی تاکید وغیرہ کرنا، امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور میں جلدی اور ان کی نصرت و تائید کی دعا کرنا وغیرہ۔

جواب: جن امور کا بھی آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے وہ تمام اچھے اور نیک اعمال ہیں کہ جو دین سے تمسک اور مسلمانوں پہ ہونے والے ظلم وستم پر افسوس، مظلومین سے ہمدردی، درد اور غم وغصہ کو ظاہر کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ تمام اعمال اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر عزاداری کا مصداق نہیں ہیں لیکن ان کے جائز اور شرعی ہونے کے دو سبب یا دو صورتیں ہیں:

(1) یہ اعمال اہل بیت علیہم السلام پر عزاداری کے ضمیمہ کے طور پر ہوں جیسا کہ خطباء و ذاکرین کی یہ عادت ہے کہ وہ عزاداری کے اختتام پر اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے لیے دعا کرتے ہیں

(2) پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی شیعوں پر ظلم وستم ہو رہا ہے اس کی وجہ اور جرم فقط اور فقط ان کا اہل بیت علیہم السلام سے تمسک ہے لہٰذا شیعوں کے مصائب بھی اس طرح سے اہل بیت علیہم السلام کے مصائب ہیں۔

سوال:۔ایک شخص ہے کہ جو اہل بیت علیہم السلام کی فرحت اور ان کے غم کی ہر مناسبت پر پابندی سے پوری پوری خدمت سر انجام دیتا ہے اور وہ باقی

واجبات، نماز، روزہ وغیرہ کا بھی پابند ہے اور صاحب اخلاق بھی ہے لیکن اس شخص میں ایک مشکل و برائی اور وہ یہ ہے کہ وہ شہوت انگیز فلمیں دیکھتا ہے کئی مرتبہ اس نے اپنی اس بری عادت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن جب بھی وہ اس کا مرتکب ہوتا ہے وہ شدید ندامت اور شرمندگی محسوس کرتا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ آیا اس گناہگار شخص کے لیے اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میں مستمر اور باقی رہنا جائز ہے یا ایسا اس کے لیے حرام ہے کیونکہ وہ اس گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے ؟اور آیا اس شخص کے حق میں اہل بیت علیہم السلام شفاعت کریں گے یا نہیں ؟اور آیا وہ جن واجبات اور فرائض کو ادا کرتا ہے وہ قبول ہونگے یا نہیں؟ مجھے میرے اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے اور محمد وآل محمد علیہم السلام کے ساتھ محشور کرے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کا بھی کیا ہوا اچھا عمل ضائع نہیں ہونے دیتا ارشاد قدرت ہے:

"فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره"

یعنی: پس جو شخص بھی ذرہ برابر نیکی کرتا ہے وہ اس کا صلہ پائے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرتا ہے اس کی بھی سزا پائے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کے قبول ہونے کی شرط تقویٰ ہے۔ پس ارشاد ہوتا ہے۔

"انما یتقبل اللہ من المتقین"

یعنی: اللہ فقط متقین سے ہی (ان کے اعمال) قبول کرتا ہے۔

پس اس بنا پر اس شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے واجبات اور اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میں مستمر رہے اور اپنے آپ کو ہر قسم کے حرام سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے پس اگر وہ اپنے عزم و ارادہ میں سچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ عنقریب اس کی مدد فرمائے گا۔ پس اس شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔

مجالس، انجمنیں اور ماتمی جلوس

سوال: فرقہ واریت کی بڑھتی ہوئی طاقت اور فرقہ وارانہ حملوں کے پیشِ نظر حسینی انجمنوں اور ماتمی دستوں کو آپ کے نزدیک کیا کرنا چاہیے؟

جواب: عزاداروں پر واجب ہے کہ وہ فرقہ واریت اور تفرقہ بازی کی آگ سے دور رہیں اور اس فتنہ کو پھیلانے والوں کی روک تھام کریں کیونکہ اس کا نتیجہ کسی کے حق میں بھی اچھا اور صحیح نہیں۔

سوال: کیا حسینی انجمنوں اور ماتمی دستوں کا جلوسوں کا ماتم، عزاداری قمعہ اور زنجیر زنی اور تبرک وغیرہ کی تقسیم کی حد تک محدود رہنا مناسب ہے یا پھر ضروری ہے کہ وہ دوسرے اجتماعی و معاشرتی امور پر بھی توجہ دیں اور جن مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان میں بھی شریک ہوں؟

جواب: انجمنوں اور ماتمی گروہوں کو منتظم، متحرک اور فعال بنانا ضروری ہے اور واجب ہے کہ ان کو سیاسی اور دنیاوی اغراض و مقاصد سے پاک ہونا چاہیے اور اسی طرح انھیں دینی، اخلاقی، معاشرتی مسائل اور سیاسی اصلاحات کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے لیکن ضروری ہے اس سلسلہ میں صحیح و غلط، حق و باطل اور اچھے و برے کو ملایا نہ جائے بلکہ ہمیشہ حق و صحیح بات کو ہی اختیار کیا جائے۔

سوال: ہم کس طرح سے انجمنوں اور ماتمی دستوں کی توجہ اس جانب مبذول کرواسکتے ہیں کہ عزاداری اور شعائرِ حسینی کا اصل مقصد دین کا احیا و قیام،

اس کی حدود کی حفاظت اور شریعت کو اس کی مخالفت اور مذہب کو اہانت سے بچانا ہے؟

جواب: یہ ذمہ داری پہلے تو خطباء پر عائد ہوتی ہے اور دوسری جانب یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان کے تحت ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جس کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے۔لہٰذا اس سلسلہ میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

سوال: اہل بیت علیہم السلام کی عزاداری کے ایام میں انجمنوں اور ماتمی دستوں کے منتظمین کو آپ کیا نصیحت فرمائیں گے کہ ان پر کیا واجب ہے؟

جواب: ضروری ہے کہ وہ اجتماعات کہ جو عزاداری کے لیے منعقد ہوتے ہیں وہ ان مجالس کی مثل ہونے چاہئیں کہ جو واقعہ کربلا کے بعد بنی ہاشم اور خاندان رسالت کے گھروں میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کی سربراہی، سرپرستی اور موجودگی میں ہوا کرتی تھیں۔اور یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص ان مجالس کو مال وجاہ یا سیاسی مفاد کے حصول کے لیے استعمال کرے۔

سوال: کچھ ماتمی دستے اور انجمنیں عزاداری اور مجلس کے دوران سڑکیں بند کردیتی ہیں جس سے راستہ چلنے والوں کو مشکل پیش آتی ہے جبکہ بعض تو ان میں سے مرکزی سڑکیں ہوتی ہیں کہ جن کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی قدر و قیمت کو ہر چیز سے بلند و بالا سمجھیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی فوجی دستے، وزیر، مشیر، یا کسی آمر یا سیاسی شخصیت کی آمد پر سڑکیں اور راستے بند کر دیے جاتے ہیں تو آپ نے اس وقت کبھی ایسا اعتراض نہیں کیا ہوگا۔ اور پھر آپ آمد و رفت کے لیے دوسری سڑکیں بھی تو استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ بات جان لیجئے کہ سید الشہداء علیہ السلام کی عزاداری کا انعقاد کروانا اور ان میں شرکت کرنا خدا کی نعمات میں سے ہمارے لیے سب سے اہم اور بڑی نعمت ہے لہٰذا ہمیں اس کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے تا کہ خدا ہم سے اس نعمت کو سلب نہ کرے جیسا کہ گزشتہ سالوں میں ہم عراق میں اس سے محروم تھے۔

سوال: اگر ماتم اور عزاداری کے جلوسوں کی وجہ سے حکومت کے لیے پریشانی ہو تو آیا ایسی صورت میں ان جلوسوں کا نکالنا حرام ہے یا نہیں؟

جواب: ضروری ہے کہ اس قسم کے مسائل کو سرکاری انتظامیہ اور حکومت کے ساتھ افہام و تفہیم کے ساتھ حل کیا جائے اور ماتمی جلوسوں کو شرعی دائرہ کے اندر رہ کر برقرار رکھا جائے۔

سوال: آپ ان بعض افراد کے بارے میں کیا رائے دیں گے جو قمہ زنی

کرنے والوں کا جلوس آتے ہی سبیلوں سے گلاس اٹھا لیتے ہیں؟

جواب: اگر ایسا کرنا بغیر کسی شرعی عذر کے ہوتو ایسا کرنے والا اپنے آپ کو عظیم ثواب سے محروم کر لیتا ہے ،اور کبھی کبھار اس کا کوئی شرعی عذر بھی ہو سکتا ہے ۔لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قمعہ زنی کرنے والوں کے ہاتھ اکثر خون سے رنگین ہوتے ہیں اور گلاسوں کے نجس ہونے کا خوف ہوتا ہے تو اس مسئلہ کو آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔روایت میں آیا ہے کہ خدا پانی پلانے والے پر رحمت نازل کرتا ہے چاہے پینے والا پانی کے پاس ہی کیوں نہ کھڑا ہو اور اس کے لیے خود بھی پانی پینا ممکن ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے تو اپنے دشمنوں پر بھی پانی بند نہیں کیا تھا جیسا کہ جنگ صفین کے واقعات اس بات کے شاہد ہیں ۔اسی طرح جب تیسرا خلیفہ محاصرین کے گھیرے میں تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے اُس وقت بھی اس کے گھر پانی پہنچایا تھا۔

سیاسی مسائل کو عزاداری میں شامل کرنا

سوال: آیا کسی سیاسی پارٹی کا کسی شیعہ ملک میں عاشورہ کے ایام کو سیاسی اجتماعات کا وسیلہ قرار دینا یا ان ایام میں کسی سیاسی منشور کی نشر و اشاعت کرنا صحیح ہے؟

جواب: عزاداری کے جلوسوں اور مجالس عزاء کا ان امور سے پاک اور خالی ہونا واجب ہے۔

سوال: سیاسی مسائل کو مجالس اور عزاداری کے جلوسوں میں ذکر کرنے کے بارے میں جناب عالی کی کیا رائے ہے؟ اور کیا ایسا کرنے کا مقصد اہل بیت علیہم السلام کی سیرت پر عمل کرنا شمار ہوگا، خاص طور پر وہ مسائل کہ جن کا تعلق براہِ راست اسلام سے ہے مثلاً رسول خداؐ کی اہانت کا مسئلہ، اسلامی مقدسات کی بے حرمتی، عراق، فلسطین اور مسلمانوں کی مختلف مقامات پر جنگ وغیرہ جب کہ ان مجالس میں ہزاروں افراد اس کے سننے والے ہوتے ہیں؟

جواب: واجب ہے کہ دنیاوی سیاسی امور کو مجالس عزاء اور قضایا حسینیہ سے جدا رکھا جائے اور واجب ہے کہ مجالس عزاء، عزاداری، بینرز اور اشعار وغیرہ میں صرف لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے مشن اور مقصد کی طرف دعوت دی جائے اور یہی دین کی پابندی اور تقویٰ ہے۔

سوال: کیا نوحہ کے دوران کسی سیاسی موضوع پر بھی ماتم جائز ہے؟

جواب: عزاداری کا مادی اور سیاسی مقاصد سے پاک ہونا واجب ہے۔ امام حسین علیہ السلام ہماری مادی خواہشات کے لئے پل اور وسیلہ نہیں ہیں۔

ماتم اور زنجیر زنی

سوال: عزاداری کے دوران جو خون نکلتا ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس کی وجہ سے انسانی زندگی کے ختم ہونے یا کسی عضو کے ناکارہ ہونے کا خوف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: اس حد تک ماتم کرنے کا کیا حکم کہ جب وہ سرخی یا سیاہی مائل نشان بنا دے؟ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے عزاء اور سوگ میں زنجیروں کی ضرب سے اپنے شانوں اور کمر سے خون بہائے؟ واقعہ کربلا کی یاد میں ماتمی جلوسوں کو سڑکوں پر لانا کیسا ہے؟

جواب: اگر ان امور کا مقصد سانحہ کربلا کی یاد منانا اور اس کے جلتے ہوئے شعلے کو دلوں میں قائم و دائم رکھنا، مظلومین کی حوصلہ افزائی کرنا، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا، ظالموں کے عرش کو ہلانا اور انھیں عدل کی تلوار سے ڈرانا ہو تو یہ عمل شرعی طور پر پسندیدہ ہے اور ہم سے مطلوب بھی ہے۔ ضروری ہے کہ ان امور سے ان مقامات پر اجتناب کیا جائے جہاں کے رہنے والے اپنی جہالت کی وجہ سے ان اعمال کو دیکھ کر اسلام اور امام حسینؑ سے دور نہ ہو جائیں اور اسلام اور تشیع سے نفرت نہ کرنے لگیں۔

سوال: کیا یہ جائز ہے عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی

سیاسی مسئلہ یا کسی سیاسی زندہ علامت یا کسی اسلامی قیادت کے شعائر کے ذریعے ماتم کیا جائے؟

جواب: امام حسین علیہ السلام اور سانحہ کربلا کو مالی یا سیاسی امور کے حصول کے لئے وسیلہ قرار دینا جائز نہیں ہے اور اسی طرح ضروری ہے کہ مذہبی رسوم اور حسینی شعائر کو سیاسی مقاصد کے ساتھ مخلوط اور ملایا نہ جائے۔

قمہ زنی

سوال: قمہ زنی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور کیا قمہ زنی امام حسین علیہ السلام پر عزاء کا ایک طریقہ ہے؟

جواب: اگر انسان کو معلوم ہو کہ قمہ زنی سے اس کی موت واقع ہو جائے گی یا اس کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے گا یا وہ کسی ایسے خطے میں رہتا ہے جہاں کے لوگ جہالت کی وجہ سے قمہ زنی کو دیکھ کر امام حسین علیہ السلام کے مقاصد و سانحہ سے دور اور اسلام سے متنفر ہو جائیں گے تو ایسی صورت حال میں قمہ زنی جائز نہیں ہے۔

لیکن اگر انسان لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے سانحہ اور مقاصد کی طرف متوجہ کرنے، امام حسینؑ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرنے اور ان کے دشمنوں کا چہرہ بے نقاب کرنے کے لئے قمہ زنی کرتا ہے اور وہ امور جن کی بنا پر قمہ زنی جائز نہیں ان میں سے بھی کوئی موجود نہ ہو تو قمہ زنی مباح بلکہ شریعت کے نزدیک پسندیدہ اور باعث ثواب ہے اور قمہ زنی کرنے والا قیامت کے دن ان لوگوں میں محشور ہوگا جنھوں نے امام حسینؑ کے مشن کو آگے بڑھایا اور اس کے لئے کام کیا۔

سوال: رئیس الفقہاء العظام و استاذ المراجع الشیخ النائینی قدس سرہ کی اس

رائے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو انھوں نے شعائرِ حسینی کے بارے میں دی تھی ؟

جواب : مجھے نہیں معلوم کہ آپ استاذ الاعلام الشیخ نائینی رضوان اللہ علیہ کے کس فتویٰ کے بارے میں سوال کر رہے ہیں انھوں نے پہلے قمعہ زنی کے بارے میں توقف اختیار کیا تھا اور پھر بعد میں اپنی پہلی رائے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے قمعہ زنی کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا یعنی ان کا دوسرا فتویٰ پہلے فتویٰ کے لئے ناسخ تھا اور جہاں تک مجھ حوزہ علمیہ کے خادم کا تعلق ہے تو میں قمعہ زنی کو تین شرطوں کے ساتھ جائز اور باعث ثواب قرار دیتا ہوں :

۱۔ انسان کو یقین ہو کہ قمعہ زنی کی وجہ سے اس کی موت واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی عضو ناکارہ ہوگا۔

۲۔ وہ ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کے رہنے والے قمعہ زنی کو دیکھ کر امام حسین علیہ السلام کے مقاصد اور اسلام سے دور نہ ہوں۔

۳۔ قمعہ زنی کرنے والے کی نیت امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار اور ان کے دشمنوں کی حقیقت کو واضح کرنا ہو۔

سوال : کیا یہ درست ہے کہ آیت اللہ العظمیٰ سید خوئی رضوان اللہ علیہ نے

قمعہ زنی کے بارے میں فرمایا تھا ''قمعہ زنی حرام ہے کیونکہ اس میں ایسا ضرر پایا جاتا ہے جس میں شرعی طور پر اپنے آپ کو مبتلا کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح قمعہ زنی اہل بیت علیہم السلام کے مذہب کی توہین اور بے حرمتی کا باعث ہے۔؟

جواب: یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آیت اللہ العظمیٰ سید خوئی نے اس طرح کا کوئی فتویٰ دیا ہو اور فرض کر لیں اگر یہ بات ثابت بھی ہو جائے تو ان شروط کے ضمن میں جو ہم نے لازمی قرار دی ہیں ان کا فتویٰ ہمارے فتوے کے منافی نہیں ہے۔

سوال: کیا اہل بیت علیہ السلام بھی امام حسین علیہ السلام پر عزاداری کے دوران قمعہ زنی کیا کرتے تھے؟

جواب: کسی فعل کے جائز ہونے یا اس کے راجح ہونے کے ثبوت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ معصومین علیہم السلام نے بھی اس کو انجام دیا ہو وہ لباس جو ہم اپنی خوشی یا غمی کی تقریبات منانے کے لئے پہنتے ہیں کیا ان کو معصومین علیہم السلام بھی پہنتے تھے وہ آلات اور جدید اشیاء کہ جن کو ہم آج اپنی روز مرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں کیا وہ معصومینؑ استعمال کرتے تھے؟

اور دوسری بات یہ ہے اگر تو آپ کا تعلق ان افراد سے ہے کہ جو اہل استنباط اور مجتہد ہیں تو آپ کو یہ شرف مبارک ہو اور آپ کو کسی اور سے دلیل

حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر آپ مجتہد نہیں ہیں تو آپ کو چاہیے آپ اس کی طرف رجوع کریں جس کی آپ تقلید کرتے ہیں اور اپنی تقلید کے صحیح ہونے کی صورت میں اپنے مجتہد کے فتوے پر عمل کریں۔

سوال: اس سال بحرین میں کچھ نوجوانوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر قمعہ زنی کی ہے آیا ماہ رمضان میں بھی قمعہ زنی جائز ہے یا فقط محرم میں قمعہ زنی کرنا جائز ہے؟

جواب: قمعہ زنی ایک جائز عمل ہے اس کے جواز میں کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ۔

سوال: کیا قمعہ زنی کا شمار بھی شعائر اسلامیہ میں ہوتا ہے؟

جواب: اگر قمعہ زنی کے جائز ہونے کی شرائط موجود ہوں تو قمعہ زنی بھی شعائر کے تحت داخل ہوگی

سوال: اگر لوگ قمعہ زنی اور زنجیر زنی سے متنفر نہ ہوں تو آیا یہ عمل حلال ہے یا حرام؟

جواب: اگر اس عمل کا مقصد سانحہ کربلا اور امام حسین علیہ السلام کے مقاصد کی ترویج اور امام حسینؑ کی مظلومیت کی نشر و اشاعت ہو تو یہ عمل شرعاً پسندیدہ اور باعث ثواب ہے اور اگر قمعہ زنی کی وجہ سے ہلاکت، کسی عضو کے ضائع ہونے یا

اس جگہ کے رہنے والوں کے قمعہ زنی کی وجہ سے اسلام سے دور ہونے کا یقین ہوتو واجب ہے کہ قمعہ زنی سے اجتناب کیا جائے۔

سوال: اگر کوئی قمعہ زنی کرتے ہوئے مر جائے تو کیا اس کی موت خودکشی شمار ہوگی؟

جواب: اگر گزشتہ جوابوں میں مذکور شرائطِ جواز موجود ہوں تو وہ اس کی موت خودکشی شمار نہیں ہوگی۔

سوال: کیا سر، سینہ یا کمر کو ماہ محرم کے دوران ریا کاری کرتے ہوئے زخمی کر لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ عمل کرنے سے پہلے یقینی طور پر قمعہ زنی کی وجہ سے اس کی جان یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اور لوگوں کے متنفر ہونے کا بھی ڈر نہ ہوتو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن میں آپ کو ایسا نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ ریا کاری کی وجہ سے ثواب ختم ہو جائے گا۔

سوال :عراق میں موجود تقریباً سب مراجع عظام ان شعائرِ حسینی کو حرام نہیں سمجھتے کہ جن کو اسلامی جمہوریہ ایران میں حرام قرار دیا گیا یا ان کے اوپر پابندی لگائی گئی ہے مثلاً قمعہ زنی وغیرہ تو اس کا کیا سبب ہے؟

جواب :میری اطلاعات اور معلومات کے مطابق وہاں موجود بزرگ اور

بڑے مجتہدین میں سے کسی نے بھی شعائرِ حسینی کو حرام قرار نہیں دیا ہے اور جہاں تک قمہ زنی اور زنجیر زنی کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں بعض محترمین نے اجتماعی، معاشرتی اور تبلیغی جوانب کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے اور بعض نے قمہ زنی اور زنجیر زنی کے جائز ہونے کے لئے چند ایسی شرائط کا اضافہ کیا ہے کہ جن کو حقیقت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے تو میری نظر میں یہ شعائرِ حسینی اور عزاداری کی رسومات کہ جن میں قمہ زنی، زنجیر زنی وغیرہ شامل ہیں اگر یقینی طور پر موت یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا سبب ہوں یا پھر اُس خطہ یا علاقہ کے لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے قمہ زنی اور زنجیر زنی کو دیکھ کر اسلام، شیعت اور مشنِ حسینیؑ سے نفرت کرنے لگیں تو ایسی صورت حال میں قمہ اور زنجیر زنی سے اجتناب کرنا واجب ہے لیکن اگر اس قسم کی صورت حال نہ ہو تو اگر انسان اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت کے پرچار، اور ان کے دشمنوں کے جرائم سے پردہ ہٹانے اور سانحہ کربلا کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کی خاطر قمہ اور زنجیر زنی کی عبادت سرانجام دے تو شریعت اس کے اس عمل کو پسند کرتی ہے اور ہم سے اس عمل کا مطالبہ بھی کرتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم مذکورہ شرائط اور معانی کی طرف متوجہ رہیں تاکہ کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ مجتہدین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

سوال: بعض اشخاص کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایک بھی ایسی روایت نہیں جو واضح طور پر قمعہ اور زنجیر زنی کے جواز پر دلالت کرے اور وہ روایات جو قمعہ اور زنجیر زنی کے حامی اس کے جائز ہونے کے لئے پیش کرتے ہیں وہ براہ راست اس چیز پر دلالت نہیں کرتیں بلکہ ان سے یہ بات سمجھی جاتی ہے تو کیا قمعہ زنی اور زنجیر زنی جائز ہے؟

جواب: میرے بیٹے اگر تو آپ مجتہد ہیں تو آپ کو آپ کا اجتہاد مبارک ہو اور ایسی صورت میں روایت یا دلیل کے بارے میں مجھ سے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر آپ مجتہد نہیں ہیں تو میرے بیٹے آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ کسی ایسے مجتہد کی تقلید کریں کہ جس کی تقلید کرنا صحیح ہے اور اس کے فتویٰ پر عمل کریں۔

سوال: کیا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں قمعہ زنی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو اکثر علماء قمعہ زنی کیوں نہیں کرتے اور قمعہ اور زنجیر زنی سے اسلام کو فائدہ ہی کیا پہنچتا ہے سوائے اپنے آپ کو اذیت دینے کے۔؟

لہذا اس بارے میں فتویٰ عنایت فرمائیں خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔

جواب: علماء میں سے کسی نے بھی قمعہ زنی کے واجب ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور جنھوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے وہ اس کے راجح ہونے کی وجہ سے ہے

لہٰذا قمعہ اور زنجیر زنی نہ آپ پر واجب ہے اور نہ ہی آپ کے علاوہ کسی اور پر یہ ایک مستحب عمل ہے اور مستحب عمل کا بجالانا نہ تو ہر ایک کے لئے ضروری ہوتا ہے اور نہ ہی ہر ایک کے لئے اس کا بجالانا ممکن ہوتا ہے اور جہاں تک اس سے اپنے آپ کو اذیت دینے کا سوال ہے تو اگر آپ کی اس سے مراد فتویٰ کی دلیل مانگنا ہے تو اگر آپ مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں تو آپ کو یہ شرف مبارک ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ آپ ایسے امور میں دخل دیں کہ جو آپ کے شعبے سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ ان میں سپیشلسٹ ہیں۔ علماء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ہر طرح کی اذیت دینا حرام قرار دیا ہو۔

(جہاں تک علماء کے خود قمعہ زنی کرنے کا تعلق ہے تو عاشورہ کے دن نجف اور کربلا میں آکر دیکھیں آپ کو بڑے بڑے علماء اور حوزہ کے طالب علم قمعہ زنی کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ مترجم)

سوال: ہم ہر سال شعائر حسینی کی مخالفت کرنے والوں سے عجیب وغریب باتیں سنتے ہیں جو کہ گزشتہ سال کی نسبت زیادہ حیران کن اور عجیب ہوتی ہیں ایک بحرانی خطیب نے اپنی گفتگو کے دوران مراجع تقلید کو نشانہ بنایا ہے اور یہ اس کی عادت ہے کیونکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے اس نے اپنی

گفتگو کے دوران کہا کہ مراجع قمعہ زنی کے جائز ہونے کے فتویٰ میں خطا کرتے ہیں پس اس کی گفتگو درج ذیل ہے:

''زخم لگانے کی دیت واجب ہے اور اس کے وجوب میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور کوئی ایسا مجتہد نہیں ہے کہ جس نے اس بات سے اختلاف کیا ہو حتی کہ وہ مجتہد جو قمعہ اور زنجیر زنی کو جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس بات کو اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں۔ مجھے ان کی کتابوں سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھا دیں کہ جہاں لکھا ہو کہ ایک شخص کا کسی دوسرے شخص کے سر پر زخم لگانا جائز ہے اور اس پر دیت بھی واجب نہیں۔

اور یہ ایک ایسی واضح دلیل ہے کہ جس سے قمعہ زنی کو جائز قرار دینے والوں کی خطا ظاہر ہوتی ہے''۔

اسی طرح اس نے یہ بھی کہا: ''اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے سر پر زخم لگاتا ہے تو اس پر دیت واجب ہو جاتی ہے چاہے دوسرا شخص اسے دیت معاف بھی کر دے''۔

ہم عالی قدر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس گفتگو کے بارے میں اپنی رائے عطا فرمائیں قطع نظر اس کے کہ جو شخص بھی تھوڑا بہت پڑھا لکھا ہے اور جس کے پاس تھوڑی بہت معلومات ہیں وہ اسے رد کر سکتا ہے لیکن ہم آپ سے

درخواست کرتے ہیں کہ اس بارے میں اپنی رائے سے ہمیں مطلع فرمائیں خدا آپ کو شعائر حسینی کا دفاع کرنے کی مزید توفیق عنایت فرمائے۔

جواب: جو کچھ بھی اس کی گفتگو میں موجود ہے اس کی حیثیت سوائے "ایک بے ترتیب غیر منظّم اور بیہودہ کلام" کے کچھ نہیں، عربی کی کہاوت ہے **"حفظت شیئا و غابت عنك اشیاء" یعنی تم نے ایک چیز کو حفظ کر لیا ہے لیکن بہت سی اشیاء تم سے غائب ہیں کہ جن کو تم نہیں جانتے اور ان سے جاہل ہو۔**

سوال :اس اسلامی ملک میں عزاءِ حسینی کے ایام میں بعض دوسرے ممالک سے آکر یہاں بسنے والے افراد اپنے ممالک کے طریقہ کے مطابق (زنجیروں کہ جن کے سروں پر چھریاں ہوتی ہیں) سے قمعہ اور زنجیر زنی کرتے ہیں اور ان کی نسبت یہاں موجود شیعہ آبادی کے پانچ فیصد سے بھی زیادہ ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے ان کے اس طرح سے عزاداری اور زنجیر زنی کرنے کی وجہ سے مختلف فتنے اور مذہبی عقول کے بارے میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں اور ہمیں ہندوؤں کے ساتھ تشبیہ دی جا رہی ہے ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اور اس عمل کا معاشرے پر جو اثر ہوا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ عمل مسلسل ہوتا رہا تو یہ مذہب اہل بیت علیہم السلام کی صورت کو لوگوں کی نظر

میں بگاڑ دے گا اور اس کی شہرت پر برے اثرات ڈالے گا اور اس کی ثقافت کو بے قیمت کر دے گا جس کے نتیجہ میں آئندہ نسلوں میں دینی تبلیغ کا سلسلہ اس ملک میں یا تو ختم ہو جائے گا یا پھر کم از کم کمزور پڑ جائے گا۔

ہم حضور عالی سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سلسلہ میں اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں اور ہمیں صحیح راستے کی ہدایت فرمائیں۔

جواب: جہاں تک شیعہ مذہب اور اسلام کے دشمنوں کی زبانی ہمارے مذہب کو برا بھلا کہنے کا تعلق ہے تو آپ کا یہ کہنا مگرمچھ کے آنسوؤں کی مانند ہے یہ لوگ بوکسنگ اور فری سٹائل کشتی کے مقابلوں کو برا بھلا اور وحشیانہ عمل کیوں نہیں کہتے جب کہ یہ مقابلے پوری دنیا میں قانونی اور جائز حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح ڈراؤنی فلمیں کہ جن کے بنانے پر کئی کئی ملین ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور کئی ملین لوگ ان کو دیکھتے ہیں حالانکہ نہ تو ان مقابلوں کی کوئی اچھی اور صحیح غرض و غایت ہے اور نہ ہی ان فلموں کو دیکھنے کا کوئی اچھا مقصد اور فائدہ۔

ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ احکام شرعیہ کی روشنی میں کسی ایسے مجتہد کا انتخاب کرے کہ جس کی تقلید کرنا صحیح ہے اور اپنے اعمال میں اس کی پیروی و تقلید کرے اور جو مجتہد ان امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قائل ہے تو یہ حکم صرف اس پر اور اس کے مقلدین پر لاگو ہوتا ہے اگر انسان کسی ایسے مجتہد کی

تقلید کرتا ہے کہ جس کے نزدیک قمعہ زنی جائز نہیں ہے تو اس شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کو قمعہ زنی سے منع کرے کہ جو کسی دوسرے ایسے مجتہد کی تقلید کرتا ہے کہ جس مجتہد کے نزدیک قمعہ زنی جائز ہے قمعہ کی حیثیت بھی دوسرے مسائل شرعیہ کی طرح ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان اختلافات کو صبر وتحمل، تدبر اور افہام وتفہیم سے حل کیا جائے۔

سوال: اس آخری عرصے میں پوری شدت کے ساتھ یہ بات کہی جا رہی ہے کہ قمعہ اور زنجیر زنی مذہب کے لئے بدنامی اور بری شہرت کا سبب ہے اور یہ دور قمعہ زنی کا دور نہیں ہے پس آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: میرے بیٹے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جو افراد اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ سمندر کے اندھیروں میں رہتے ہیں۔ کیا تہذیب وثقافت کی بدنامی اور بری شہرت کے دعویدار کو فری سٹائل کشتی اور بوکسنگ کے مقابلوں میں انسانی تہذیب وتمدن کی دھجیاں بکھرتے ہوئے نظر نہیں آتیں؟ ڈراوٴنی فلمیں کہ جن کے بنانے اور جن کی نشر واشاعت کے لئے کئی کئی ملین ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں کیا انسانی ثقافت کے عین مطابق ہیں کیا بعض جاہل سجدے گاہ اور زمین پر سجدہ کرنے کو قبیح اور برا تصور نہیں کرتے اور سجدہ کرنے کے طریقہ کو قبیح نہیں سمجھتے ہیں؟ تو کیا مطلب ہم وہ سب کچھ کرنا شروع ہو جائیں کہ جس سے اللہ، رسولؐ

ناراض اور دین کے دشمن راضی ہوتے ہیں اور ہر اس چیز کو ترک کر دیں جسے وہ ناپسند کرتے ہیں پس جان لیجئے ارشادِ قدرت ہوتا ہے۔

﴿ولن ترضیٰ عنك اليهود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتهم ﴾

یعنی: یہود اور نصاری تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کی ملت کی اتباع کرنے لگو۔

اور جہاں تک ہمارے فتویٰ کا تعلق ہے تو ہم قمعہ زنی اور زنجیر زنی کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں (کہ جن شرائط کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے)۔

سوال: محرم میں قمعہ زنی کی وجہ سے ہم اہل سنت کے شدید میڈیا حملوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو کیوں نا ہم قمعہ کی جگہ فقط مجلس، نوحہ خوانی اور ماتمی جلوس پر ہی اکتفا کریں اور قمعہ اور زنجیر زنی سے اجتناب کریں؟

جواب: اگر آپ اہل سنت اور ان لوگوں کو راضی کرنا چاہتے ہیں کہ جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو میرے بیٹے یہ لوگ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے کہ جب تک آپ کے دل میں اہل بیت علیہم السلام کی محبت اور ان کے دشمنوں سے نفرت موجود ہے۔ جب تک آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں کہ جو حقیقت میں ان کے جد امجد رسول

خداً کا طریقہ ہے جب تک آپ بدعتِ تراویح نہیں پڑھتے ہو۔

امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونا اور ماتم کرنا اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے لئے رسوائی کا پیغام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ان امور کو پسند نہیں کرتے۔جبکہ شریعت ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے مجالس ، ماتم اور ماتمی جلوسوں کا انعقاد کریں ۔

اور جہاں تک قمعہ اور زنجیر زنی کا تعلق ہے تو میرے نزدیک گزشتہ جوابات میں موجود شرائط کے تحت یہ ایک جائز بلکہ باعث ثواب عمل ہے۔

سوال :انٹر نیٹ ،قمعہ اور زنجیر زنی کا میڈیا کے اس انقلاب کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا حکم ہے کہ جو ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ کی صورت میں موجود ہے اور جس کی وجہ سے دنیا کے سامنے مذہب شیعہ کی کافی حد تک ترویج ہوئی اور اس کی روحانیت ، اعلی افکار اور اہل بیتؑ سے تمسک ابھر کر سامنے آیا ۔ایک جانب تو یہ ہے اور دوسری جانب انہی ذرائع ابلاغ کی وجہ سے مذہب کی بدنامی بھی ہوئی تو کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی عزاداری کی رسومات مذہب کی بدنامی اور توہین کا سبب ہیں کہ جن میں پیشانی سے خون نکالنے کے لئے زخمی کیا جاتا ہے اور زنجیر زنی کی جاتی ہے ، خاص طور پر اس میڈیا کے انقلاب کی روشنی میں کہ جو اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اپنے حقد کی وجہ سے برپا کر رکھا ہے؟

جواب :جہاں تک قمعہ اور زنجیر زنی کا تعلق ہے تو اس کی چند شروط ہیں جب بھی یہ شروط موجود ہوں تو قمعہ اور زنجیر زنی نہ صرف جائز ہے بلکہ باعثِ اجر وثواب بھی ہے اور جہاں تک اسلام اور شیعہ مذہب کے دشمنوں کی زبانی شیعت کی بدنامی والی آپ کی بات ہے تو یہ مگر مچھ کے آنسو ہیں کیا فری سٹائل ریسلنگ اور بوکسنگ کو لوگ وحشیانہ اور قبیح کھیل سمجھتے ہیں ؟حالانکہ یہ دونوں عالمی طور پر منظور شدہ اور پسندیدہ کھیل ہیں ۔اسی طرح ڈراؤنی فلمیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں کہ جن پر کئی ملین ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور لاکھوں لوگ اسے دیکھتے ہیں جب کہ اس میں کسی قسم کا بھی کوئی شریفانہ مقصد اور فائدہ نہیں ہوتا ۔

سوال: کویت میں ایک خطیب منبر پر آیا اور قمعہ اور زنجیر زنی اور ان مراجع عظام پر اپنی گفتگو سے حملہ کر دیا کہ جو قمعہ زنی کو جائز قرار دیتے ہیں پس اس نے کہا: ﴿بعض لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں قمعہ زنی کو جائز قرار دیتا ہے"تو میں کہوں گا کہ اس فلاں کا اجتہاد ہی کہاں ثابت ہے" ۔﴾

جناب عالی !یہ شخص اپنے آپ کو مجتہد کہتا ہے اور مرجعیت کا دعویدار ہے ۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس نے جو کچھ کہا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :اگر یہ شخص مجتہد ہے تو اس کا یہ (جاہلانہ) اجتہاد اسی کو مبارک ہو اور جہاں تک اس وقت کے موجودہ مجتہدین اور مراجع اور اس دنیا سے گزر جانے

والے مراجع مثلاً آیت اللہ العظمیٰ نائینی، آیت اللہ العظمیٰ خوئی وغیرہ کے اجتہاد سے انکار یا اس میں شک کا تعلق ہے کہ جنھوں نے قمعہ اور زنجیر زنی کے جائز ہونے کے فتوے دیئے ہیں تو اس کا یہ شک بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی تپتی اور چمکتی ہوئی دھوپ میں سورج کے وجود کے بارے میں انکار یا شک کرے۔ اس طرح کے بعض لوگ سانحہ کربلا اور غدیر کے بارے میں بھی شک کرتے ہیں

﴿فالی اللہ المشتکی وعلیہ المعول فی الشدۃ و الرخاء﴾

سوال: قمعہ اور زنجیر زنی کا کیا حکم ہے؟ کیا امام حسین علیہ السلام کے نام پر خون کا عطیہ دینا بہتر ہے یا قمعہ اور زنجیر زنی کرنا؟

جواب: ہم تین شرائط کے تحت قمعہ اور زنجیر زنی کو جائز قرار دیتے ہیں:

(۱) انسان کا مقصد امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال کی مظلومیت کا پرچار ہو یا خدا کی رضا کے لئے امام حسینؑ کے دشمنوں کے جرائم سے پردہ ہٹانا ہو۔

(۲) اُس کو اِس بات کا یقین ہو کہ قمعہ اور زنجیر زنی کے نتیجہ میں اس کی موت واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کا کوئی عضو ضائع یا ناکارہ ہوگا۔

(۳) وہ جگہ یا وہ وقت ایسا نہ ہو کہ قمعہ اور زنجیر زنی کی وجہ سے لوگ اپنی

جہالت کی وجہ سے اسلام، شیعت کے درمیان قافہ ڈال دیں اور سانحہ کربلا سے دور ہو جائیں۔

اگر یہ شرائط موجود ہوں تو قمعہ اور زنجیر زنی کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

لیکن اگر کوئی ایسا مؤمن ہو کہ جس کو خون کی ضرورت ہو اور وہاں خون دینے والا کوئی شخص نہ ہو تو ایسی صورت میں اس مومن کو خون کا عطیہ دینا قمعہ اور زنجیر زنی سے زیادہ افضل ہے۔

سوال: کیا امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے نام پر خون کا عطیہ دینا جائز ہے اور کیا یہ قمعہ اور زنجیر زنی سے افضل ہے؟

جواب: اگر وہاں کوئی ایسا مومن ہو کہ جس کو خون کی ضرورت ہو اور کوئی خون دینے والا نہ ہو تو فقط ایسی صورتِ حال میں اس مومن کو خون کا عطیہ دینا قمعہ زنی اور زنجیر زنی سے افضل اور مقدم ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عاشورا کے دن قمعہ اور زنجیر زنی کی بجائے بلڈ بنک کو خون کا عطیہ دیا جائے۔ میرا سوال یہ ہے ایسا کرنا شعائرِ حسینی میں شمار ہوتا ہے اور کیا خون کا عطیہ قمعہ اور زنجیر زنی کی جگہ اس کا بدل ہو سکتا ہے؟

جواب: ''خون کا عطیہ' قمعہ اور زنجیر زنی کا اپنے اثرات اور مفاہیم کے اعتبار سے بدل نہیں ہو سکتا ہاں البتہ کسی مومن کی جان بچانے کے لئے خون کا

عطیہ دینا تمام مومنین کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ واجب کفائی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بغیر کسی شرعی التزام کے خون کے عطیہ کو قمعہ اور زنجیر زنی کے مقابلے میں لا کھڑا کریں کہ جو شعائر اللہ میں سے ہے۔

میرے بیٹے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان لوگوں کے تشیع اور اس کے اصولوں کے بارے میں عقیدے بہت سی وجوہات کی بنا پر کمزور پڑ چکے ہیں وہ اس ضعف کو اپنے لاشعور میں پختہ کر چکے ہیں اور بعض کی حالت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ شیعہ مذہب سے تمسک میں احساس کمتری کا شکار ہو گئے ہیں اگر آپ ان کے موجودہ کردار اور سیرت اور گزشتہ چال چلن کو دیکھیں تو آپ کو ان سے بہت سے عجائبات صادر ہوتے ہوئے نظر آئیں گے جس کی وجہ سے ان سے عقیدہ کی روح سلب ہو چکی ہے جس کی وجہ سے وہ علماء کے پاس نہیں آتے بلکہ فتنے پھیلانے کے لئے عمومی مجالس کا رخ کرتے ہیں اور اپنے جاہلانہ اجتہاد کا لوگوں کے سامنے رعب جھاڑتے ہیں اور بعض تو ایسے ہیں کہ جو اپنے ان افعال اور سرگرمیوں کے ذریعہ شیعت کے دشمنوں کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض شہرت حاصل کرنے کے نشے میں علماء اور مراجعین کی مخالفت کرتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ" **خالف و تعرف** '' یعنی مشہور اور تسلیم شدہ چیزوں کی مخالفت کرو اور مشہور ہو جاؤ۔

اگر ان لوگوں کے پاس علمی مطالب ہیں تو انھیں چاہیے کہ عوام کی جان چھوڑ کر علماء کا رخ کریں اور عوام کو ان کے اپنے مجتہد اور مرجع کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنے دیں اور علماء کے ساتھ اس مسئلہ میں مباحثہ اور مناقشہ کریں ہمارے علماء ابرار ذاتی انا ، خطا کا اعتراف کرنے اور حقیقت کو تسلیم کرنے میں معروف ہیں میں ذاتی طور پر ایسے عالم کو جانتا ہوں جو کہا کرتا تھا کہ جو بھی مجھ کو علمی مطالب میں میری خطا سے آگاہ کرے گا اس کے لئے معصومین علیہم السلام میں سے کسی معصوم کی زیارت کرنا میری ذمہ داری ہے ارشاد قدرت ہے:

﴿ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين ۔سورۃ الحجر ۔آیت ۹۴﴾ ۔

ترجمہ: پس جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے واضح کر کے سنا دو اور مشرکین کی طرف سے منہ پھیر لو۔

سوال: ہمارے گاؤں کے بعض نوجوانوں نے طے کیا ہے وہ قمعہ زنی کا جلوس نکالیں گے جب کہ وہ ایسے مراجع کے مقلد ہیں کہ جن کے نزدیک قمعہ زنی جائز ہے ۔ کیا ان کو اس عمل سے منع کرنا ،ان سے لڑائی جھگڑا کرنا اور ان سے قطع تعلق کرنا جائز ہے؟

جواب: اس قسم کے مسائل کو افہام وتفہیم ، تدبر وتحمل ، پیار ومحبت اور

دوسروں کی آراء، حقوق اور شعور کا لحاظ رکھتے ہوئے حل کرنا واجب ہے۔ اگر قمعہ زنی اور زنجیر زنی کرنے والا ایسا شخص ہے کہ جو ایسے مجتہد کا مقلد ہے کہ جس کے نزدیک قمعہ زنی اور زنجیر زنی جائز ہے تو کسی دوسرے ایسے شخص کے لئے اس کو قمعہ سے روکنا جائز نہیں جو ایسے مجتہد کی تقلید کرتا ہے کہ جس کے نزدیک قمعہ جائز نہ ہو اور علاقہ کے با اثر افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مسئلہ کو مل بیٹھ کر حکمت وتدبر سے حل کریں۔

سوال: بچوں کے قمعہ اور زنجیر زنی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بچے کا والد اس میں بچے کے لئے کوئی مصلحت دیکھتا ہے مثلاً وہ اسے سانحہ کربلا کے احیا اور اس کی یاد کو باقی رکھنے کے لئے بچے کو اِسی عمر سے مشکلات اور آلام برداشت کرنے کا عادی بنانا چاہتا ہے اور قمعہ اور زنجیر زنی کے جائز ہونے کے شرائط بھی موجود ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا والد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے سر پر عاشور کے دن زخم لگائے کہ جس سے خون بہنے لگے اور خاص طور پر اس وقت جب بچہ بہت چھوٹا ہو؟

جواب: اگر والد اس عمل میں اپنے بیٹے کے لئے کوئی مصلحت دیکھے مثلاً وہ بچے کو سانحہ کربلا کے احیا کے لئے مشکلات برداشت کرنے کا عادی بنانا چاہتا ہو تو

ایسی صورت میں یہ جائز ہے بشرطیکہ وہ شرائط جو قمعہ و زنجیر زنی کے جواز کے بارے میں ذکر ہو چکی ہیں موجود ہوں۔

سوال: بعض خواتین امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں اپنے ایک سے دو سال کے بچے کے سر کو زخمی کر دیتی ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل جائز ہے؟

جواب: اگر ایسا کرنے کا مقصد بچے کی تربیت کرنا اور اسے اہل بیت علیہم السلام کے راستے میں مصائب و مشکلات برداشت کرنے کا عادی بنانا ہو اور دوسری جانب بچے کے لئے ایسا کرنا مضر بھی نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ صالحین بندے بچے کو نماز و روزہ وغیرہ کا عادی بناتے ہیں۔

انگاروں اور آگ پر چلنا اور اپنے آپ کو اذیت پہنچانا

سوال: ہماری درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب عنایت فرمائیں:

(۱) امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں آگ پر چلنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) جسم میں سوراخ کرنے اور ان سوراخوں میں تالے یا وزن لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

(۳) امام حسین علیہ السلام کی قبر کے احترام میں رینگتے یا کرالنگ کرتے ہوئے یا ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلنے کا کیا حکم ہے؟

(۴) کیا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں اپنے آپ کو زیادہ اذیت پہنچانے سے زیادہ ثواب ملتا ہے؟

جواب: (۱) اگر اس عمل کا مقصد امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو ظاہر کرنا اور ان کے دشمنوں کو رسوا کرنا ہو اور اس بات کا یقین ہو کہ اس عمل کے نتیجہ میں نہ تو اس کی موت واقع ہوگی اور نہ ہی اس کا کوئی عضو ناکارہ یا ضائع ہوگا اور نہ ہی وہ علاقہ ایسا ہے کہ جہاں کے لوگ اس عمل کو دیکھ کر اپنی جہالت کی وجہ سے

اسلام اور امام حسین علیہ السلام کے سانحہ سے نفرت کریں گے تو ایسی صورت میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) اگر ایسا کرنا موت، یا کسی مہلک بیماری یا پھر کسی عضو کے ناکارہ ہونے کا موجب نہ بنے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۳) جن شرائط کو ہم نے پہلے سوال کے جواب میں لکھا ہے اگر موجود ہوں تو اس میں بھی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۴) پہلے سوال کے جواب میں مذکور شرائط موجود ہوں تو یہ امر بعید نہیں۔

سوال: انڈیا اور پاکستان میں لوگ امام حسین علیہ السلام کے نام پر آگ پر چلتے ہیں آپ کے نزدیک کیا ایسا کرنا اسلام میں صحیح ہے؟

جواب: اگر اس عمل کو امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کے پرچار اور ان کے دشمنوں کو رسوا کرنے کے لئے انجام دیا جائے تو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں:

انسان کو یقین ہو کہ اس عمل کے نتیجہ میں نہ تو انسان کی موت واقع ہوگی اور نہ ہی اس کا کوئی عضو ضائع ہوگا۔

یہ عمل ایسے علاقہ میں نہ ہو کہ جہاں کے رہنے والے اس کو دیکھ کر اپنی

جہالت کی وجہ سے سید الشہداء علیہ السلام کے مقاصد سے دور ہو جائیں۔

اس عمل کا مقصد اسلامی عقیدہ کی پختگی اور خدا کی رضا کے لئے مشنِ حسین علیہ السلام کی خدمت ہو۔

سوال: انگاروں پر چلنے کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں:

(۱) کیا انگاروں پر چلنا مستحب ہے؟

(۲) کیا یہ شعائرِ حسینی میں سے ہے؟

(۳) کیا یہ امام علیہ السلام کے مصائب پر آہ وفغاں کا طریقہ ہے؟

جواب: **(۱)** ذاتی طور پر انگاروں پر چلنا اگر بدن یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا موجب نہ ہو تو ایسا کرنا مباح ہے ہاں البتہ اگر اس عمل کا مقصد دین کی مدد ونصرت وترویج ہو اور ایسا کرنا اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ثابت نہ ہو تو یہ عمل راجح اور باعث ثواب ہے۔

(۲) گزشتہ سوال کے جواب میں موجود شرائط پائی جاتی ہوں تو یہ بھی شعائر میں سے ہوگا۔

(۳) نہیں یہ عمل آہ وفغاں کا طریقہ نہیں ہے۔

سوال: شام غریباں میں جلتے ہوئے خیموں سے امام حسین علیہ السلام کے اہل وعیال اور بچوں کے دوڑ کر نکلنے کی یاد میں پاکستان اور انڈیا میں عزادار آگ پر چلتے ہیں۔ جناب عالی اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اگر ان علاقوں میں ایسا کرنا ظلم کے خلاف احتجاج اور غم والم کے اظہار کا وسیلہ ہے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ عمل ہلاکت، کسی عضو کے ناکارہ ہونے اور جاہلوں کے امام حسین علیہ السلام سے دور ہونے کا سبب نہ ہو۔

مجسمہ سازی، تصویریں اور ڈرامائی صورت

سوال: جناب عالی سے ہم امید رکھتے ہیں مندرجہ ذیل صورت حال کے بارے میں حکم شرعی عنایت کر کے ممنون فرمائیں گے۔

کچھ لوگ محبت وعقیدت اور کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کا مجسمہ بنانے لگے ہیں اور اسی طرح امام حسینؑ کے سر اور ان کے مذبوح بدن کی بھی مجسمہ سازی کرنے لگے ہیں اس کے علاوہ واقعہ کربلا کی مختلف شخصیات کہ جن کا تعلق امام حسینؑ کے اصحاب سے ہے کے بھی مجسمے بنا رہے ہیں اور حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بعض سادہ فکر لوگ ان مجسموں کو چومتے اور ان کا احترام بھی کرتے ہیں۔

پس ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ ان مجسموں کو بنانے اور ان کے احترام کے بارے میں کیا حکم ہے خدا آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

جواب: اس طرح کے مجسمے بنانا حرام ہے اور ان کا احترام اور تقدیس بھی حرام ہے اور ان مجسموں کی مقدس شخصیات مثلاً امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی طرف نسبت دینا بھی حرام ہے کیونکہ یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے اور دوسری جانب فعل حرام ہے لہذا تمام لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس برائی کو

روکیں کہیں یہ نہ ہو کہ یہ برائی پورے معاشرے میں پھیل جائے۔

سوال: کربلا پیدل جاتے ہوئے ہمیں مجسموں کے ایک منظر نے رکنے پر مجبور کر دیا جو کہ بعض امام بارگاہوں کے منتظمین کی طرف سے تھا، اس میں امام حسین علیہ السلام کے سر کا مجسمہ، حضرت عباسؑ کے بازوؤں کا مجسمہ اور حضرت علی اصغرؑ کا ایسا مجسمہ تھا کہ جس میں ان کو امام علیہ السلام نے اٹھایا ہوا ہے کچھ مجسموں کو تو شیشے کے صندوق میں رکھا ہوا تھا نجف سے لے کر کربلا تک پورے راستہ میں ہم نے اس قسم کے بہت سے مناظر دیکھے، لگتا ہے کہ یہ چیز بہت تیزی سے پھیل رہی ہے۔

پس اس سلسلہ میں ہمارے چند سوال ہیں:

(۱) کیا اہل بیت علیہم السلام کے مجسمے بنانا جائز ہیں؟

(۲) اور اگر جائز ہیں تو وہ کون سی خصوصیات ہیں کہ جن کا مجسمے میں ہونا ضروری ہے۔

(۳) کیا ان کو تبرکاً یا احتراماً ہاتھ لگانا جائز ہے؟

(۴) کیا اس سلسلہ میں آپ انجمنوں اور عزاداری کی تنظیموں کو کوئی نصیحت فرمائیں گے؟

جواب :(۱) کسی بھی ذی روح اور معصومین علیہم السلام کے مجسمے بنانا حرام ہیں یہ عمل گناہان کبیرہ میں سے ہے اور اس کا مرتکب تعزیر اور کوڑوں کا مستحق ہے۔

(۲) پہلے سوال کے جواب کی طرف رجوع کریں۔

(۳) ان کو تبرکاً ہاتھ لگانا بھی حرام ہے اور یہ فعل حرام کی حوصلہ افزائی ہے۔

(۴) خدا سے تقویٰ اور احکام شرعیہ کی پابندی واجب ہے اور خدا نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اس سے اجتناب ضروری ہے خبردار ماتمی جلوس واجبات مثلاً نماز وغیرہ میں تاخیر یا اس کے ترک کا موجب نہیں بننا چاہیے پس امام حسین علیہ السلام نے دین کے احیا کی خاطر قربانیاں دیں اور شہید ہوئے پس جو شخص امام حسینؑ کی عطا کردہ ہدایت و رہنمائی پر عمل نہیں کرتا اسے حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو شیعہ کہے۔

سوال: کیا اہل بیت علیہم السلام کے مجسمے بنانا جائز ہیں؟

جواب: کسی بھی ذی روح کی شکل میں مجسمہ بنانا حرام ہے چاہے وہ اہل بیت علیہم السلام کا ہی کیوں نہ ہو اور ان مجسموں کو اہل بیت علیہم السلام کی طرف

نسبت دینا بھی حرام ہے اسی طرح کسی صورت کی مصوری کرنا اور اسے اہل بیتؑ کی طرف نسبت دینا بھی حرام ہے۔ ماتمی انجمنوں اور عزاداری کی تمام رسومات کو ہر اس چیز سے پاک کر دیں جو شریعت کے بر خلاف ہے خدا ہمیں اہل بیتؑ کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے اور خاص طور پر مجالس اور ماتمی جلوسوں کو شرعی حدود کے اندر ہونا چاہیے تا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہم پر راضی ہوں۔

سوال: اس آخری عرصے میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کی تصویریں ہر طرف پھیل گئی ہیں نجانے یہ تصویریں کیوں ہیں حالانکہ اہل سنت تو اپنے اماموں کی تصویریں نہیں بناتے۔ آپ کیوں ان تصویروں کے بارے میں منع نہیں کرتے کہ جو ہمارے مذہب کی توہین کا باعث ہیں؟ اور آپ عاشوراء کی عزاداری کی رسومات میں طبل کے استعمال سے کیوں نہیں روکتے؟ اگر آپ پاکستان جائیں تو امام بارگاہ کے باہر گھوڑا بندھا ہوتا ہے کہ جس سے لوگ متبرک ہوتے ہیں لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کے مذہب کی نشر و اشاعت کریں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان عادات اور رسومات کو چھوڑ دیں تا کہ ہزاروں لوگ ہمارے مذہب پر ایمان لائیں اور ہمارے مذہب میں داخل ہوں۔ ان عادات اور رسوم کی وجہ سے ہمارے لئے مذہب کی نشر و اشاعت ممکن نہیں۔

جواب: جہاں تک تصویروں کا تعلق ہے تو میں ہمیشہ سے کہتا چلا آ رہا ہوں

کہ یہ تصویریں بنانا اور ان کی معصومینؑ کی طرف نسبت دینا حرام ہے لیکن لوگوں کی جہالت ان کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے اور جہاں تک باقی عزاداری کی رسوم کا تعلق ہے کہ جن کا ذکر آپ نے سوال میں کیا ہے تو میرے بیٹے ہر علاقہ اور ہر قوم کا غم وحزن اور احترام کے اظہار کا خاص طریقہ ہے کیا عیسائی صلیب کی شبیہ بناتے اور اس سے متبرک نہیں ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کا سب سے بڑا لیڈر اور زعیم بھی اسے اپنے گلے میں لٹکا تا ہے کیا یہ اہل سنت اور آپ کے مذاق کا مقام نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو پھانسی دی گئی اور نہ ہی وہ قتل ہوئے ہیں۔

میرے بیٹے دوسروں کو متوجہ کرنا واجب ہے لیکن یہ آپ کے بس میں نہیں کہ آپ ہر فرد کو عالم یا فلسفی بنائیں خدا ہم سب کی ہدایت فرمائے۔

سوال: آئمہ علیہم السلام کی تصویروں کو آویزاں کرنے اور ماتمی جلوسوں اور مجالس میں بلے کارڈ کے طور پر استعمال کرنے اور اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: لوگوں کے ہاتھوں میں موجود تصویروں کو آئمہ علیہم السلام کی طرف نسبت دینا حرام ہے یہ محض خیالی تصویریں ہیں اور کسی بھی ذی روح کی مصوری کرنا حرام ہے۔

سوال: کیا اہل بیت علیہم السلام کی تصویروں کو لٹکا دینا مناسب ہے کہ جب

اس کے بغیر ان کی بے حرمتی ہو رہی ہو؟

جواب: وہ تصویریں جو اس وقت موجود ہیں اور جن کی نسبت اہل بیت علیہم السلام کی طرف دی جاتی ہیں یہ نسبت محض جھوٹ اور بہتان ہے لہذا ان محض خیالی تصویروں کو آئمہ کی طرف نسبت دینا حرام ہے اور میرے نزدیک ان کو چھاپنا بھی حرام ہے۔

سوال: مصوروں اور کیمرہ مینوں کو شرعی طور پر اجازت حاصل ہے کہ وہ اہل بیت علیہم السلام کی جیسی چاہیں تصویریں بنائیں؟

جواب: ضروری ہے کہ کسی بہتر اور مناسب طریقہ کے ذریعے ان کو اس عمل سے روکا جائے اور ان کے لئے واجب ہے کہ وہ ان تصویروں کی مصوری سے گریز کریں اور پریس والوں کے لئے واجب ہے کہ وہ ان تصویروں کو نہ چھاپیں۔

سوال: اگر ہمارے پاس دو اختیار ہوں ایک اہل بیت علیہم السلام کی عزاداری بغیر ان کی تصویریں لئے ہوئے اور دوسرا تصویروں کے ساتھ عزاداری لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان تصویروں کی وجہ سے ہمارا تمسخر اور مذاق بھی بنایا جاتا ہو تو آپ کس کو ترجیح دیں گے؟

جواب: اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر عزاداری اور غم والم کا اظہار ان

امور میں سے ہے کہ جو شرعی طور پر مطلوب اور واجب ہیں کیونکہ اس کا تعلق بھی مودّت سے ہے کہ جس کا ہمیں قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے اور جہاں تک سوال میں تصویروں کی بات ہے تو تصویروں کے بغیر عزاداری کرنا واجب ہے اگر ممکن ہو سکے تو اہل بیتؑ کا غم اس طرح سے منایا جائے کہ جس سے کوئی مذاق نہ اڑائے اور اگر مذاق بنانے والوں کے شر سے چھٹکارہ ممکن نہ ہو تو عزاداری اور اظہارِ غم کا وجوب ساقط نہیں ہوگا۔

سوال: کیا امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کا اظہار فقط ایسی تصویر کے دکھانے پر ہی موقوف ہے کہ جس میں ایک بدن بغیر سر کے ہو یا ایک سر نیزے کی نوک پر دکھائی دے؟

جواب: عزاداری اور اظہارِ مظلومیت فقط اس پر موقوف نہیں ہے اور مجسمہ سازی اور ذی روح کی تصویریں بنانا مطلقاً حرام ہیں۔

سوال: ہم اکثر امام عباس علیہ السلام کی ایسی تصویر دیکھتے ہیں کہ جس میں وہ اپنے عمامے میں پر لگائے ہوئے ہیں اسی طرح اہل بیت علیہم السلام میں سے بعض دوسرے افراد کی بھی اسی قسم کی تصویریں دیکھنے میں ملتی ہیں کیا یہ سب من گھڑت نہیں ہیں؟

جواب: سب سے پہلے تو میرے بیٹے اس بات کا جاننا ضروری ہے حضرت

عباسؑ میرے اور آپ کے بلکہ ہر مومن کے مولیٰ و آقا ہیں لیکن امام نہیں ہیں۔ عراق میں یہ خطا عام ہو چکی ہے کہ وہ یہاں مدفون ہر سید کو امام کہتے ہیں جیسے حضرت قاسم علیہ السلام وغیرہ پس ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس طرف متوجہ ہوں۔

اور دوسری بات یہ ہے جتنی بھی تصویریں حضرت عباسؑ یا کسی معصوم یا غیر معصوم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں یہ سب کی سب پہلے کسی مصور نے بنائی تھیں اور پھر ان کو چھاپا گیا ہے پس ان تصویروں کو کسی بھی شخص کی طرف نسبت دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تمام تصویریں محض خیالی ہیں اور کیمرے سے نہیں لی گئیں میرے نزدیک ان تصویروں کی مصوری حرام ہے اور ان تصویروں کو معصومین علیہ السلام کی طرف نسبت دینا جھوٹ، بہتان اور گناہِ کبیرہ ہے اور ہم اس سلسلہ میں متعدد بار فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔

سوال: کیا سانحہ کربلا کو فلمی شکل میں بنا کر نشر کرنا جائز ہے جب کہ اس میں دینی شروط کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو؟

جواب: جہاں تک فلم کا تعلق ہے تو فلم بنانے میں کوئی اشکال نہیں لیکن واقعہ کربلا کی فلم بنانا دو خامیوں کی وجہ سے جائز نہیں:

(۱) کوئی بھی فلم ڈائیلاگ سیٹنگ کے بغیر نہیں بن سکتی اور جب واقعہ کربلا

کی فلم کا رائیٹر ہر کردار کے لیے فلمی تقاضوں کے مطابق ڈائیلاگ تیار کرے گا تو اسے ہر صورت میں روایات میں کمی وزیادتی کرنی پڑے گی جس سے روایات کی شکل اور مضمون بگڑ جائے گا اور اس سے بھی بڑھ کر سانحہ کربلا کے بارے میں جو روایات موجود ہیں ان میں سے اکثر ایک دوسرے کے مخالف ، متناقض اور متضارب ہیں اب رائیٹر جب فلم کی کہانی لکھے گا تو لازمی طور پر ان میں سے کسی کو اختیار کرے گا اور کسی کو چھوڑ دے گا ایک کو دوسری کے اوپر ترجیح دے گا اوران قواعد وضوابط کا لحاظ نہیں رکھے گا کہ جن کو علم حدیث اور روایات کے ماہرین استعمال کرتے ہیں۔

(۲) میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا کہ جو ان عظیم اور طاہر ارواح پر مشتمل خواتین وحضرات کا کردار ادا کر سکے کہ جنھوں نے سید الشہداء علیہ السلام کی قیادت میں واقعہ کربلا کے مقدس انقلاب کو برپا کرنے میں حصہ لیا۔ مشکل فقط خواتین کے چہروں کا ظاہر ہونا اور خاندان رسالت کی پاک ومقدس خواتین کا کردار ادا کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مشکل اس سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ یہ ہے اس وقت موجود تمام اداکاروں اور دوسرے افراد میں سے کوئی ایسا نہیں جو معصومین علیہم السلام کے کسی عضو کی بھی ترجمانی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور نہ ہی کسی کی آواز ایسی ہے کہ جس سے معصومین علیہم لسلام کی آواز کی معمولی سی بھی جھلک

محسوس ہو۔

لہذا ان دو خامیوں اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری خامیوں کی وجہ سے میرے نزدیک سانحہ کربلا کی فلم بنانا ایک بہت بڑا گناہ ہے کہ جو اللہ، اس کے رسولؐ اور آئمہؑ پر جھوٹ و بہتان باندھنے اور سانحہ کربلا کی شکل کو بگاڑنے پر مشتمل ہے۔ **﴿ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون ﴾**

سوال: کیا کسی فلم یا ڈرامہ میں مرد عورت کا یا عورت مرد کا کردار ادا کرسکتی ہے؟

جواب: اگر فلم یا ڈرامہ واقعہ کربلا، آئمہ یا رسولؐ خدا کے متعلق نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔

سوال: ہم مجالس عزا میں مختلف افراد کو اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کی شبیہ کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کیا کسی متقی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ آئمہ میں سے کسی کی شبیہ بنے اور بچے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی شبیہ بنیں اور ہماری نیت فقط یہ ہو لوگوں کے ذہنوں میں ان واقعات کو زیادہ سے زیادہ قریب کیا جائے اور اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت کو ثابت کیا جائے؟

جواب: ایسا کرنا بالکل جائز نہیں ہے واقعہ کربلا اور اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کی تشبیہ ڈرامائی صورت میں قطعاً حرام ہے۔ ہمارے آباؤاجداد کے

دلوں میں اہل بیتؑ کے مصائب آج کے اس ٹی وی ، ڈش اور انٹرنٹ کے زمانہ کے بیٹوں سے کہیں زیادہ راسخ تھے۔

اے علیؑ کے شیعو ! اس قسم کی چیزوں سے اجتناب کرو اس قسم کے تصرفات سے معصومینؑ کی توہین ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اس میں بہت سی شرعی مشکلات ہیں اس کا کم از کم اور واضح ترین اثر یہ ہوتا ہے کہ جب روایت میں موجود افراد کا کردار پیش کرنے کے لیے مختلف افراد آتے ہیں اور روایت کو ڈرامائی صورت میں پیش کرتے ہیں تو انسان کے ذہن میں روایت کے بجائے یہ ڈرامہ راسخ ہو جاتا ہے روایت میں موجود اہل بیت اور آئمہ علیہم السلام کی جگہ یہ عام لوگ اور اداکار لے لیتے ہیں اور کسی بھی اداکار یا اداکارہ میں یہ صلاحیت نہیں کہ اہل بیت علیہم السلام سے مربوط روایات کی معمولی سی بھی ترجمانی کر سکے اور اس کو حقیقی واقعے کی صورت میں پیش کر سکے اور پھر روایات بہت سی ہیں ان میں سے کچھ درست نہیں ہیں ، پس فلم سازی اور اداکاری میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والا شخص بھی یہ تمیز نہیں رکھتا کہ فلاں روایت کی معصوم کی طرف نسبت دینا درست ہے اور فلاں روایت کی نسبت معصوم کی طرف درست نہیں ہے پس شیطان ملعون سے خدا کی پناہ طلب کریں۔

سوال: بعض ملکوں میں عاشورہ کے دن شیعہ تابوت نکالتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ یہ امام حسین علیہ السلام کا جنازہ ہے جب کہ اہل سنت ہم پر اس کی وجہ سے ہنستے ہیں پس آپ اس بارے میں کیا نصیحت فرمائیں گے؟

جواب: جہاں تک ان کے ہنسنے کی بات ہے تو وہ آپ کی نماز، روزے اور حج پر بھی ہنستے ہیں پس ضروری ہے کہ آپ اپنے موقف کو اس طرح رکھیں جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے

﴿ ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ۔ فسوف تعلمون من یأتیه عذاب یخزیه و یحل علیه عذاب مقیم ۔سورہ ھود آیت۔ ۳۸ ﴾

ترجمہ: اگر اس وقت تم ہم سے مسخرا پن کرتے ہو تو جس طرح تم (ہم پر) ہنستے ہو اسی طرح ہم (تم پر) ایک وقت ہنسیں گے اور تمہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب نازل ہوتا ہے کہ (دنیا میں) اسے رسوا کر دے اور کس پر (قیامت میں) دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔

آپ کو احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے آپ کو مغلوب تصور کرنا چاہیے خدا میری بات پر گواہ ہے کہ جب تک آپ اہل بیت علیہم السلام کی سیرت پر قول و عمل کے ذریعے چلتے رہیں گے خدا کے نزدیک (سوائے آئمہ علیہم السلام اور مقربین کے) دنیا میں موجود ہر فرد اور ہر چیز سے زیادہ آپ قابل

عزت ہیں۔

اور جہاں تک امام حسین علیہ السلام کے تابوت کی بات ہے تو شاید ان لوگوں کو معلوم نہیں مظلوم کربلا امام حسینؑ کی زخموں سے چور میت کا نہ تو جنازہ اٹھا اور نہ ہی تشیع جنازہ ہوئی شاید یہ لوگ مظلوم کربلا کی گھوڑوں کے سموں سے پامال میت کو حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کی میت کی مانند سمجھتے ہیں کہ جن کا جنازہ بھی اٹھا اور تشیع بھی ہوئی۔

سیاہ لباس پہننا اور گریبان چاک کرنا

سوال :حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شہادت کے ایام میں سیاہ لباس پہننے کا کیا حکم ہے جب کہ یہاں عراق میں دس دن تک شہادت کا سوگ منایا جاتا ہے؟

جواب: اگر اس کا مقصد شعائر کی تعظیم ہو یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی کی شہادت پر حزن و ملال کے اظہار کے لیے سیاہ لباس پہنا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ دنیا کے اکثر ملکوں میں سیاہ کپڑے پہننا حزن اور اظہارِ ہمدردی کی علامت سمجھا جاتا ہے پس اس اعتبار سے یہ شرعی طور پر مرغوب اور باعثِ ثواب عمل ہے۔

سوال :امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر سیاہ لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام حسینؑ اور باقی اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر حزن اور اس کا اظہار شرعی طور پر مرغوب، مطلوب اور باعث ثواب عمل ہے اور سیاہ لباس پہننا بھی حزن کے اظہار کا ایک طریقہ بلکہ اس کی چلتی پھرتی ایک شکل ہے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ جو کوئی بھی ایسا کرتا ہے وہ بہت زیادہ ثواب اور اجر کا مستحق ہے۔

مجالس اور جلوسوں میں خواتین کا مردوں کو دیکھنا

سوال: کیا عزاداری کے دوران ماتم کرتے ہوئے مردوں کو براہ راست یا ٹیلی ویژن وغیرہ پر خواتین دیکھ سکتی ہیں جب کہ مردوں کے گریبان چاک اور سینے ظاہر ہوتے ہیں؟

جواب: جہاں تک براہ راست دیکھنے کی بات ہے تو خواتین کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اسی طرح اگر ٹیلی ویژن وغیرہ میں دیکھنا نفسانی انفعال کا باعث بنے تو اس سے اجتناب لازم ہے۔

میری بچیو! یہ بات ذہن نشین کر لو کہ خاتون کے جسم کا ہر وہ حصہ جس کی طرف نگاہ کرنا نامحرم مرد کے لیے حرام ہے، مرد کے بھی اُسی حصہ کی طرف خاتون کا نگاہ کرنا حرام ہے۔

سوال: ماتم اور عزاداری کے جلوسوں کے پیچھے خواتین کے آنے اور ان جلوسوں کو دیکھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: مرد کے لئے جس طرح سے کسی نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح سے عورت کا بھی کسی نامحرم مرد کو دیکھنا حرام ہے سوائے ان موارد کے کہ جن کا ہم نے استثناء کیا ہے مثلاً علاج یا کوئی اشد ضرورت وغیرہ۔

سوال: کیا قمعہ زنی اور زنجیر زنی کے جلوس کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب: جیسے آپ کے لئے اپنے بھائیوں کو دیکھنا جائز ہے اسی طرح قمعہ زنی اور زنجیر زنی کرتے ہوئے مومنوں کو بھی دیکھنا جائز ہے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ آپ قمعہ زنی کو دیکھنے کے جائز ہونے میں شک کرتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر نا جانے کیا سے کیا دیکھتے ہیں۔

اور اگر آپ کی اس سوال سے مراد خواتین کا ان جلوسوں کو دیکھنا ہے میرے بیٹے یاد رکھو اسلام میں خاتون بغیر کسی ضرورت کے گھر سے نہیں نکل سکتی اور جس طرح سے مرد کے لئے نامحرم خاتون کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح خاتون کے لئے بھی نامحرم مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

خطیب اور ذاکر حضرات

سوال: کیا مجلسِ حسینؑ پڑھنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ مجلس پڑھنے کے لیے ایک خاص مقدار میں پیسے لے؟

جواب: اس مسئلہ کی چند صورتیں ہیں:

(۱) مجلس پڑھنے والا اس خاطر پیسے طلب کرے کہ سننے والوں کی نظر میں اس کی اہمیت واضح ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مجلس اور وعظ ونصیحت سننے کے لئے آئیں اور وہ (ذاکر یا خطیب) زیادہ سے زیادہ لوگوں کو علمی اور دینی فائدہ پہنچا سکے اور لوگوں کو بھی اس سے اس قسم کا فائدہ حاصل کرنے کا موقع میسر آئے۔ پس اگر اس کی اس طرح کی نیت ہو تو اس صورت میں اس کے لیے پیسے لینا جائز اور مباح ہیں۔

(۲) مجلس پڑھنے والا "اپنے مجلس پڑھنے کے عمل" کو ایسا کام یا فعل قرار دے کہ جس کے لئے پیسہ دیا جاتا ہے جس طرح سے ہر مباح کام کیلئے اجیر یا مزدور لایا جاتا ہے اور اس کو اس کے کام کے بدلے طے شدہ پیسے دیئے جاتے ہیں مثلاً مسجد کی تعمیر، کسی روضہ کی تعمیر وغیرہ کے لئے کسی کو اجیر بنانا۔ دوسرے الفاظ میں اگر مجلس پڑھنے والا اپنے آپ کو اجیر قرار دے، مجلس پڑھنے کے عمل کو

وہ اپنا کام قرار دے کہ جس کے لئے وہ اجیر ہے اور اس کے بدلے پیسوں کو اجرت قرار دے تو ایسی صورت میں بھی اس کے لئے پیسے طلب کرنا مباح ہیں۔ لیکن ایسی صورت میں مجلس پڑھنے والا سوائے ان پیسوں کے کسی چیز یا ثواب کا مستحق نہیں ہاں البتہ وہ اگر اس مجلس کے علاوہ کوئی ایسا کام بھی کرتا ہے کہ جو اہل بیت علیہم السلام کی خدمت شمار ہوتی ہے تو اسے اس زائد عمل کا ثواب ملے گا۔

(۳) نعوذ باللہ اگر کوئی شخص سانحہ کربلا اور امام حسین علیہ السلام اور باقی معصومین علیہم السلام کے بارے میں مجالس پڑھنے کو شہرت اور لوگوں کے دلوں میں ہیبت وغیرہ کے لئے وسیلہ قرار دے تو یہ عمل حرام ہے اور جو اجرت اور پیسے وہ لیتا ہے وہ محلِ اشکال اور مشکوک ہیں اور احوط یہ ہے کہ ان پیسوں کا استعمال جائز نہیں۔ چاہے لوگ اسے اہل بیت علیہم السلام کا مخلص ہی سمجھتے ہوں اور وہ بھی لوگوں کو اہل بیتؑ کی طرف دعوت دیتا ہو۔

سوال: بعض لوگ منبرِ حسینی کے کچھ خطباء اور ذاکرین عظام کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ وہ واقعہ کربلا کے بارے میں عجیب وغریب مضامین پر مشتمل ضعیف السند روایات پڑھتے ہیں یا پھر اپنی گفتگو کے دوران کوئی خواب سنا کر مختلف دینی اور معاشرتی امور کے بارے میں اس خواب کو مصدر قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی روایات اور خواب سنانے سے سانحہ کربلا

اور مشنِ حسینی پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

جواب: خطیب کے لیے ضروری ہے کہ روایات کو معتبر کتب سے اخذ کرے اور اگر اس کے لئے روایات میں جانچ پڑتال اور ان کی سند کے بارے میں تحقیق ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ روایت کو کتاب کا حوالہ دے کر پڑھے۔ اور جہاں تک خوابوں کا تعلق ہے تو خواب دلیل کی حیثیت نہیں رکھتے، ہاں البتہ ان کو مختلف عاطفی، نفسیاتی اور خطابی مفاہیم اور معانی کے بیان کے لئے ذکر کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح خواب کو شرعی دلیل قرار دیئے بغیر ذکر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

سوال: جب مجلس پڑھنے والا کوئی مرثیہ یا امام حسین علیہ السلام کے مصائب طرز میں پڑھے اور آواز کو گلے میں گھمائے اور اونچا نیچا کرے، الفاظ کو کھینچے اور لمبا کرے اور طرزوں کو مختلف طریقوں سے ادا کرے تو کیا یہ غنا شمار نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ نوحے جو گانوں کی طرز پر پڑھے جاتے ہیں ان کے بارے میں جناب عالی کی کیا رائے ہے؟

جواب: اگر ان میں غنا کے عناصر پائے جاتے ہوں کہ جن میں سے اہم آواز کو گھمانا اور اس طرز میں ایسی صلاحیت کا ہونا ہے کہ جس سے لوگ جھومنے لگیں تو وہ حرام ہے اور گانوں کی طرز پر نوحوں کا پڑھنا اور انکا سننا حرام ہے۔

سوال: کچھ افراد رسول خداؐ یا اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کی شہادت یا مصائب وغیرہ کو نوحہ کی صورت میں پڑھتے ہیں اور اس نوحہ میں مختلف مراجع عظام کے اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے یا علماء میں سے کسی ایک کی قیادت اور اس سے تجدید وفا کو بھی نوحے میں شامل کرلیا جاتا ہے۔

جناب عالی! عزاء حسینی میں ان چیزوں کے شامل کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: واجب ہے کہ ماتمی جلوسوں اور مجالسِ عزاء کو ان تمام چیزوں سے پاک رکھا جائے کہ جن کا سوال میں ذکر ہوا ہے اور عزاداری کو خالص حسینی عزاداری بنایا جائے اور سید الشہداءؑ کو دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے وسیلہ نہ بنایا جائے۔

سوال: ہم ایک خطابت کے شعبے سے مختص امام حسینؑ کالج کی طالبات ہیں ہمارا ایک پیریئڈ پریکٹیکل خطابت کا بھی ہوتا ہے اور اس میں طرز کے ساتھ مصائب پڑھنا بھی شامل ہے ہمیں ہمارے استاد نے طرز کے ساتھ مصائب پڑھنے اور طرز سیکھنے کا کہا ہے لیکن ہمیں اس بارے میں شک ہے کہ آیا طرز کے ساتھ مصائب پڑھنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر طرز کے ساتھ مصائب پڑھنے کو اگر لازمی حیثیت دی گئی تو آیا ہم فقط امتحانات میں طرز کے ساتھ مصائب

پڑھ سکتی ہیں یا نہیں ؟

جواب: اگر مصائب کو گانوں یا غنا کی طرزوں پر پڑھا جائے تو یہ حرام ہے لیکن اگر مصائب کو گانوں اور غنا کی طرز کے علاوہ کسی اور طرز پر پڑھا جائے اور پڑھنے اور سننے والی فقط خواتین ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ایسا کرنا جائز ہے بلکہ اگر یہ خدا کی رضا کے لئے ہو تو ایسا کرنا باعث اجر وثواب ہے اور کالج کے اساتذہ کے لیے دین وشریعت کی پابندی ضروری ہے اگر ان کا واقعی طور پر مقصد اہل بیتؑ کی خدمت ہے۔ کالج کے ادارے کے لئے ضروری ہے کہ وہ لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے خواتین کے سٹاف کا بندوبست کرے اگر وہ دین پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

جناب زینبؑ کے متعلق روایت

سوال: اس روایت کی سند کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کہ جس میں مذکور ہے کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے محمل کے اگلے حصہ پر پیشانی کو زور سے مارا جس سے ان کا خون نقاب کے نیچے سے نکلتا ہوا دکھائی دیا اور کیا مندرجہ ذیل روایت آپ کے نزدیک ثابت ہے؟ اور کیا یہ روایت قمعہ زنی کے جواز پر دلیل بن سکتی ہے؟:

''علامہ مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار ج ۵۴ ص ۱۱۴ میں لکھتے ہیں کہ: میں نے بعض معتبر کتابوں میں پڑھا ہے: کہ مسلم الجصاص سے یہ روایت مرسل طور پر مروی ہے کہ جس میں مسلم الجصاص کہتا ہے کہ مجھے ابن زیاد (ملعون) نے دارالامارۃ کی مرمت کے لئے کوفہ بلایا پس میں دروازوں پر چونا و گچ لگا رہا تھا مجھے کوفہ کے جوانب سے شور کی آواز سنائی دی۔ پس میں ایک خادم کے پاس گیا جو کہ ہمارے ساتھ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے میں کوفہ میں شور اور چیخوں کی آوازیں سن رہا ہوں؟ تو اس نے مجھے جواب دیا کہ: ابھی ابھی ایک خارجی کا سر کوفہ میں لائے ہیں کہ جس نے یزید کے خلاف خروج کیا ہے۔ میں نے اس خادم سے پوچھا: یہ خارجی کون ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ حسین بن علی علیہ السلام ہے۔ مسلم جصاص کہتا ہے کہ میں نے خادم کو وہیں چھوڑا یہاں تک کہ

وہ باہر چلا گیا۔ پھر میں نے اپنے منہ پر اتنا ماتم کیا کہ مجھے اپنی آنکھوں کے ضائع ہونے کا خوف لاحق ہو گیا اس کے بعد میں نے اپنے چونے و گچ والے ہاتھ دھوئے اور قصر الامارۃ کے پچھلے دروازے سے باہر آ گیا اور مقام کناس پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ پس میں وہاں کھڑا تھا اور لوگ سروں کی آمد کے انتظار میں تھے پس اسی اثناء میں قیدیوں کے چالیس پنجرے ظاہر ہوئے کہ جو اونٹوں پر تھے اور ان میں اہل حرم، خواتین اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد و بچے تھے۔ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام بغیر زین کے ایک خچر پر سوار تھے اور طوق کی وجہ سے ان کی گردن سے خون بہہ رہا تھا اور وہ گریہ کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے:

یا أمة السوء لاسقیا لربعکم
یا امة لم تراع جدنا فینا
لوانـنا و رسول الله یجمعنا
یوم القیامة ما کنتم تقولونا
تسیرونا علی الاقتاب عاریة
کأننا لم نشید فیکم دینا
بنی امیة ما هذا الوقوف علی
تلك المصائب لا تلبون داعینا

تصفقون علينا كفكم فرحا
وانتم في فجاج الارض تسبونا
أليس جدى رسول الله ويلكم
اهدى البرية من سبل المضيلنا
يا وقعة الطف قد أورثتني حزنا
والله يهتك استار المسيئنا

یعنی: اے بری امت! خدا تمہاری زمین پر بارش کا قطرہ نہ برسائے کہ اے امت تم نے ہمارے بارے میں ہمارے جد امجد کا لحاظ ہی نہ رکھا۔

اگر قیامت کے دن ہم اور رسول خداؐ اکٹھے ایک جگہ ہوئے تو تم ہمیں کیا جواب دو گے؟

ہمیں بے پالان اونٹوں پر رسوا کرنے کے لیے پھرا رہے ہو کہ جیسے ہم نے تو تمہارے درمیان دین کی بنیاد ہی نہیں رکھی۔

بنی امیہ (ہم پر) ان مصائب کے ڈھانے میں تمہارا یہ کیا کردار ہے، تم ہماری پکار کا جواب نہیں دیتے۔

ہم پر خوشی میں ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہو اور زمین کے تمام راستوں پر ہمیں قیدی بنا کر پھراتے ہو۔

لعنت ہو تم پر کیا ہمارے جد امجد رسول خداؐ نے لوگوں کو گمراہی کے راستوں سے ہدایت نہ دی تھی۔

اے سانحہ کربلا تو نے ہم کو حزن وغم وراثت میں دیدیا ہے، خدا ہم پر ظلم کرنے والوں کے پردے چاک کرے (یعنی انھیں رسوا کرے)۔

مسلم الجصاص کہتا ہے اہل کوفہ محمل میں بیٹھے ہوئے بچوں کو کھجور، روٹی اور جوز دینا شروع ہو گئے تو جناب ام کلثومؑ نے بلند آواز میں فرمایا: اے کوفہ والو! صدقہ ہم پر حرام ہے اور اس کے ساتھ ہی بچوں کے ہاتھ اور منہ سے ان چیزوں کو لے کر زمین پر پھینکنا شروع ہو گئیں۔

مسلم الجصاص کہتا ہے کہ: تمام لوگ ان پر ہونے والے ظلم پر رو رہے تھے۔ پس جناب ام کلثومؑ نے محمل سے سر باہر نکالا اور ان لوگوں سے کہا: اے کوفہ والو اب بس کرو اور خاموش ہو جاؤ تمہارے مرد ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں؟ پس خدا ہی قیامت کے دن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پس اسی اثنا میں ایک شور اور چیخوں کی آواز بلند ہوئی پس شہداءؑ کے سروں کو لایا جا رہا تھا ان میں سب سے آگے امام حسین علیہ السلام کا سر تھا کہ جو رسول خداؐ کی شبیہ اور چمکتا ہوا چاند لگ رہا تھا ان کی داڑھی اس سیاہ چادر کے مانند تھی کہ جس کا رنگ اڑ چکا ہو ان کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح

ظاہر تھا کہ جو ہوا کی وجہ سے دائیں بائیں ہو رہا تھا۔

مسلم الجصاص کہتا ہے: پس جب جناب زینبؑ نے اپنے بھائی کے سر کو دیکھا تو اپنی پیشانی کو محمل کے اگلے حصہ پر اس زور سے مارا کہ ہم کو ان کا خون نقاب کے نیچے سے جاری ہوتا ہوا دکھائی دینے لگا پس جناب زینبؑ نے ایک کپڑے سے اس سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

یا ھلالا لما استتم کمالا

غاله خسفه فأبدا غروبا

ما توھمت یا شقیق فؤادی

کان ھذا مقدرا مکتوبا

یا اخی فاطم الصغیرة کلمھا

فقد کاد قلبھا ان یذوبا

یعنی: اے ہلال جب تم کامل ہو چکے تو گرہن نے تم کو قتل کر دیا اور اس کا غروب ہونے لگا۔

میرے دل کے ٹکڑے مجھے اس میں شک نہیں کہ یہ سب (ہمارے) مقدر میں لکھا تھا۔

اے میرے بھیا! ننھی فاطمہؑ سے بات کرو اس کا دل ختم ہونے لگا ہے۔

جواب : یہ روایت مقتل اور تاریخ کی کتابوں میں مرسل طور پر موجود ہے لیکن علمِ رجال اور علمِ درایہ کے قواعد وضوابط کی روشنی میں اس کی سند کا ثابت ہونا مشکل ہے لہذا جو بھی اس روایت کو بیان کرے اسے چاہیے کہ اس کے بیان کے ساتھ کتاب کا حوالہ بھی دے۔

اولادِ رسولؐ میں سے جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا کے بعد سب سے اشرف وافضل خاتون جناب زینبؑ پر جو مصائب ٹوٹے، ان کو دیکھتے ہوئے اس واقعہ کا رونما ہونا بعید نہیں جو جناب زینبؑ علیہاالسلام کے بارے میں اس روایت میں موجود ہے۔

لیکن قمعہ اور زنجیر زنی کے جائز ہونے پر یہ دلیل نہیں ہے بلکہ کچھ اور فقہی دلیلیں ہیں کہ جن کی بنا پر ہم قمعہ وزنجیر زنی جائز قرار دیتے ہیں۔

سوال : کیا جناب زینبؑ علیہاالسلام نے گریہ وزاری کا موقف اختیار کیا یا صبر کا؟ نیز یہ دونوں صفات ایک جگہ کیسے جمع ہوسکتی ہیں کیونکہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے گریہ وزاری کی اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ انھوں نے تمام مصائب پر صبر کیا۔

جواب :اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ جناب زینب علیہاالسلام اپنے زمانے میں موجود تمام خواتین سے زیادہ شجاع اور بہادر تھیں لیکن ان پر ایسے

مصائب ٹوٹے کہ جو پہاڑوں کو بھی ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں اور حزن وغم کا انسان پر غالب آنا اور دل میں رقت کا پیدا ہونا انسان کی فطرت کا حصہ ہے لیکن حزن و بکا اور اسی طرح کے دوسرے اعمال جناب زینب علیہاالسلام کی اس شجاعت کے منافی نہیں ہیں کہ جو خدا تعالی کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے صبر کرنے اور دشمن کے سامنے ثابت قدمی کی صورت میں نظر آتی ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا سید الشہداءؑ کو دفن کرنا

سوال:۔ کیا واقعی طور پر امام زین العابدین علیہ السلام تیرہ محرم کو اپنے بابا امام حسین علیہ السلام کو دفن کرنے کے لیے کربلا آئے تھے اور بنی اسد کے ساتھ تدفین میں شریک ہوئے تھے یا امام سجاد علیہ السلام حاضر نہیں ہوئے تھے اور امام حسین علیہ السلام اور باقی شہداءِ کربلا کو بنی اسد نے اکیلے دفن کیا تھا؟

جواب:۔ یہ بات ثابت ہے کہ تدفین کا کام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی سرپرستی میں انجام پایا، آپ معجزہ کے ذریعے کوفہ سے کربلا تشریف لائے تھے۔

سوال:۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کس طرح کوفہ سے کربلا آکر شہداء کو دفن کیا؟

جواب:۔ امام زین العابدین علیہ السلام معجزہ اور خدا کی طرف سے عطا کردہ قدرت و صلاحیت کے ذریعے تشریف لائے کہ جس کے استعمال کی خدا نے انھیں اجازت دی تھی تاکہ تدفین کا عمل سرانجام پاسکے۔

مراقدِ مقدسہ کے متعلق احکام

سوال: میں نے آپ کو ایک ویڈیو تقریر میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت کعبہ سے بھی زیادہ ہے بلکہ اس پورے نظام شمسی اور ستاروں سے بھی بڑھ کر مومن خدا کے نزدیک عزیز ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ضریح کی قدر و قیمت خدا کے نزدیک زیادہ ہے یا مومن کی؟

جواب: تمام مومنین کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے مال، جان بلکہ ہر وہ چیز جو ان کے پاس ہے کے ذریعے امام حسینؑ اور ان کی ضریح مقدس کا دفاع کریں ہم سب کی جانیں امام حسین علیہ السلام کی ضریح کے لیے قربان ہیں۔

سوال: جنابِ عالی لوگوں کے آئمہ علیہم السلام کی ضریحوں کے گرد طواف کرنے اور اپنے جسم کو ضریح کے ساتھ مس کرنے کا کیا فائدہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور اسی طرح یہ لوگ یا علیؑ اور یا حسینؑ کہتے ہیں اور یااللہ نہیں کہتے، میں اس کو خدا کے ساتھ شرک اور گناہِ کبیرہ شمار کرتا ہوں پس یہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی پوجا کرتے ہیں۔اس بارے میں ہمیں اپنا فتویٰ دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب: میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے کا

کیافائدہ ہے؟ کیا آپ خانہ کعبہ اور اس کی دیواروں کی اس عمل کے ذریعے پوجا کرتے ہیں کیا؟نعوذ باللہ کعبہ خدا ہے؟ کیا حجر اسود کو بوسہ دینا نعوذ باللہ خدا کو بوسہ دینا ہے؟ کیا کعبہ کی دیواروں کومس کرنا خدا کومس کرنا ہے؟ آپ ان تمام اعمال پر شرک کا حکم کیوں نہیں لگاتے؟

اور یہ جان لیجئے کہ عبادت نام ہے خدا کو خدا کہنے اور عبودیت کے اقرار و اظہار کا۔ تو کیا آپ نے کوئی ایسا شیعہ دیکھا ہے جو معصومین علیہم السلام کو خدا سمجھتا ہو؟ضریح کے گرد طواف تو وہ فقط اور فقط وہاں مدفون امام سے تعلق اور اس سے محبت اور عقیدت کے اظہار کے لیے کرتے ہیں۔ آئمہ علیہم السلام سے مروی شدہ روایات میں ہمیں اہل بیتِ رسالت اور آئمہ معصومینؑ کی قبروں اور ضریحوں کا بوسہ لینے کی اجازت دی گئی ہے اور آئمہ اطہار ہمیں فقط وہی حکم دیتے ہیں جو ان کے جد امجد رسولؐ اسلام کا حکم ہو۔

اور شرک سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو خدا کا نظیر اور ہم مثل قرار دے اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں انھیں کسی اور کے لیے ثابت کرے۔ اگر فقط بوسہ لینا شرک ہے تو انسان اپنی اولاد کا بوسہ لیتے ہی مشرک ہو جاتا ہے۔''**نور علی الدرب**''کے نام سے میرے مرحوم چچا کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے جو کہ ہماری ویب سائٹ پر بھی موجود ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہو

چکا ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کریں امید ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد خدا آپ کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے گا۔

سوال: کیا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے حرم میں موجود استعمال شدہ اور پرانی چیزوں مثلاً تسبیح، قالین وغیرہ کو مساجد اور امام بارگاہوں وغیرہ میں منتقل کیا جا سکتا ہے اور یہ بات واضح ہے جب وہاں نئی چیزیں آتی ہیں تو پرانی چیزیں ان کی حاجت سے زائد ہو جاتی ہیں۔

جواب: یہ چیزیں شرعی طور پر حرم اور وہاں جانے والے افراد کے استعمال کے لیے مختص ہوتی ہیں لہٰذا اگر حرم کے اندر اور صحن میں ان چیزوں سے استفادہ نہ کیا جا سکے تو صحن سے باہر زائرین اور حرم میں آنے والے افراد کے لیے ان کو استعمال کیا جائے اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حرم کے قریب یا بعید کسی جگہ پر بھی ان چیزوں کو زائرین کی خدمت کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا اگر چہ ایسا فرض حقیقت سے بہت بعید ہے تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ حرم کے مسئول کے احکامات پر عمل کیا جائے اور اسی طرح ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں حاکمِ شرعی سے بھی اجازت طلب کی جائے۔

سوال: حرم کے خادم ضریح کے پاس زائرین کو کچھ معین مقامات پر رکنے نہیں دیتے اور اسی طرح ضریح مقدس اور اس کے قریبی مقامات پر مجلس بھی نہیں

پڑھنے دیتے اور انھیں صحن میں کھانا کھانے سے بھی منع کرتے ہیں، تو کیا خدامِ حرم کے لیے جائز ہے کہ وہ زائرین کو ان امور سے روکیں؟ اور کیا زائرین کو اپنے افعال و اعمال میں مکمل آزادی نہیں ہے کہ وہ جہاں اور جیسے چاہیں نماز پڑھیں کھائیں اور سوئیں؟

جواب: زائرین کے لئے ہر وہ کام کرنا جائز ہے جو حرم کے احترام اور اس نظام و قانون کی مخالفت کا باعث نہ بنتا ہو کہ جو حرم اور زائرین کی حفاظت اور سلامتی کے لیے لاگو کیا گیا ہو اور اس کے علاوہ جو عمل بھی ہو ممنوع ہے۔

سوال: اگر کسی خاتون نے چادر، برقعہ یا جوراب نہ پہنی ہو تو کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں حرم کی خادمہ ہونے کی حیثیت سے اسے امام علیہ السلام کے روضہ میں داخل ہونے سے منع کروں اور اگر میں اسے منع کرتی ہوں تو کیا اس عمل کے مقابلے میں تنخواہ کی مستحق ہوں یا میں منع کرنے کی صورت میں گناہگار ہو جاؤں گی؟

جواب: اگر بغیر کسی فتنے اور فساد کے اس قسم کی عورت کو روضہ میں داخل ہونے سے منع کرنا ممکن ہو تو اس کو روضہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور ضروری ہے کہ زائرین کے ساتھ اچھے برتاؤ، حسنِ اخلاق اور حسنِ سیرت کے ساتھ پیش آیا جائے۔

سوال: امام علیہ السلام کے روضہ میں میرا کام خواتین کی تلاشی لینا ہے بعض

اوقات میں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرتی ہوں جو جائز نہیں ہیں مثلاً بعض خواتین نے صحیح طریقے سے حجاب اور چادر نہیں لی ہوتی ہے یا باریک جورابیں پہنی ہوتی ہیں یا پھر انھوں نے نیل پالش لگائی ہوتی ہے تو ایسی صورتحال میں جب میں فقط ان کی تلاشی لیکر انھیں اندر جانے دیتی ہوں اور ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان کے تحت شرعی احکام پر عمل کرنے کی نصیحت نہیں کرتی تو کیا اس طرح میں گناہ گار کہلاؤں گی؟

جواب: امر بالمعروف توضیح المسائل میں موجود شرائط کے تحت واجب ہے اور اس کو ترک کرنا گناہ و جرم ہے۔

سوال: حرم کے خداموں کو زائرین کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے آپ اس بارے میں کیا نصیحت فرمائیں گے؟

جواب: اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ زائر امام حسین علیہ السلام اور ان افراد کا مہمان ہوتا ہے کہ جو حرم میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں خدام کو چاہیے کہ وہ زائرین کے ساتھ اسلامی آداب، احترام، اخلاق اور احکام شریعت کے نفاذ میں نرمی سے پیش آئیں، حرم کے خادم کے لیے ضروری ہے کہ وہ بردبار، اور اچھی سیرت و کردار کا مالک ہو اور اپنے قول سے پہلے عمل کے ذریعے لوگوں کو اللہ اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والا ہو اور اس کے قول اور عمل میں

تناقض اور اختلاف نہیں ہونا چاہیے اور اسے چاہیے کہ وہ حرم اور زائرین کی خدمت خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرے اللہ ہی سب کو توفیق خیر دینے والا ہے۔

سوال: کیا حرم کے خادم کے لیے ڈیوٹی کے دوران فارغ اوقات میں دعا اور زیارت پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اگر اس کی ڈیوٹی میں خلل کا باعث نہ بنے تو اس کے لیے یہ عمل جائز ہے۔

سوال: کیا سجدہ گاہ کو حرم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے مثلاً حرم کے داخلی حصے سے صحن یا تلاشی والے کمروں میں منتقل کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: اگر وقف کے حوالے سے کوئی مانع نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے آئی ہوئی خواتین کے درمیان اگر کوئی ممیّز بچہ اپنی ماں کے ساتھ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو کیا وہ اس کی ماں اور باقی خواتین کی نماز کے باطل ہونے کا سبب بنے گا یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں حرم کی خادمہ کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور اگر خادمہ اس صورتحال میں خاموش رہتی ہے تو کیا وہ گناہگار ہے؟ اور ایسا کرنے پر کیا وہ حرم کی طرف سے اور شریعت کی

جانب سے عائد کردہ ذمہ داری کے اعتبار سے تنخواہ کی مستحق کہلائے گی یا نہیں؟

جواب: نماز کے دوران میل کا فیمیل سے مقدم اور آگے ہونا واجب ہے لیکن مسئلہ میں مجتہدین کے درمیان اختلاف ہے اگر احتمال اس بات کا ہو کہ نماز پڑھنے والی خاتون ایسے مجتہد کی تقلید کرتی ہے کہ جس کے نزدیک میل کا فیمیل سے مقدم ہونا ضروری نہیں ہے تو خادمہ کے لیے واجب نہیں ہے کہ وہ اس خاتون کو اس جانب متوجہ کرے اور اگر اس بات کا یقین ہو کہ نماز پڑھنے والی خاتون اس مجتہد کی مقلد ہے کہ جو میل کا فیمیل سے مقدم ہونا واجب سمجھتا ہے تو اس صورت میں امر بالمعروف کے عنوان سے اس خادمہ کے لیے واجب ہے نماز پڑھنے والی خاتون کو اس جانب متوجہ کرے اور اگر خادمہ ایسا نہیں کرتی تو وہ گنہگار شمار ہوگی اور اگر حرم کی جانب سے اس کو دی گئی ڈیوٹی میں یہ بات بھی شامل ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے وگرنہ نہیں اور وہ اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری کی تنخواہ کی مستحق ہے۔

سوال: کیا خواتین ممیّز بچے کی تلاشی لے سکتی ہیں؟اور اگر اس بات کا شک ہو کہ بچہ ممیّز ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اختیاری حالت میں اس کی تلاشی لینا جائز نہیں ہے۔

سوال: اگر چھوٹے بچے کو ڈائپر نہ لگا ہوا ہو اور اس بات کا احتمال ہو کہ بچہ

حرم یا صحن کو نجس کر دے گا تو کیا ایسی صورت میں اسے حرم میں لے جانے سے منع کرنا جائز ہے؟

جواب: مقاماتِ مقدسہ کے احترام اور اس کی قدسیت کو برقرار رکھنا واجب ہے زائرین کے لیے ضروری ہے کہ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے آنے والے افراد کی خدمت کے لیے تعینات افراد کی طرف سے شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے بنائے گئے قوانین اور ان کی نصیحتوں پر عمل کریں اور اگر زائر ان قوانین پر عمل نہیں کرتا تو حرم کی انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مقدس مقام کے احترام کو باقی رکھنے کے لیے اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔

سوال: ضریح میں موجود پیسوں اور اموال کو سہم امام یا سہم سادات کے طور پر نکالا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ پیسہ اور اموال صاحب ضریح کے لیے ہدیہ اور نذرانہ ہے اور اس کا ایک خاص شرعی مصرف ہے اگر یہ حرم حاکم شرعی کی سرپرستی میں کام کر رہا ہو تو حاکم شرعی کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا حائضہ عورت یا مجنب شخص امام علیہ السلام کے روضے کے صحن میں داخل ہو سکتا ہے؟

جواب: صحن میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس حالت میں ضریح

والے کمرے میں جانا ممنوع ہے۔

وقف اور تولیت

سوال: اگر کسی ملک یا کسی خاص علاقہ میں امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے نام کچھ اموال وقف ہو لیکن اس علاقہ یا ملک میں استعمال کرنے کا کوئی مورد نہ ہو تو کیا اسے کسی اور ملک میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ اسے ایسے کام میں استعمال کیا جائے کہ جو امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے ساتھ خاص ہو مثلاً مجلس عزاء یا امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے حرم کے زائرین کی خدمت کے لیے بھی اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سوال: ہم نے بعض مومنین سے سنا ہے کہ وہ آلات اور اشیاء جو امام حسین علیہ السلام کے نام وقف ہیں انہیں ہم ایسی مناسبات میں استعمال نہیں کر سکتے جو امام حسین علیہ السلام سے مربوط نہیں ہیں جو کچھ ہم نے سنا ہے وہ اگر صحیح ہے تو آپ وقف کرنے والے کے لیے کیا نصیحت فرمائیں گے؟

جواب: وقف شدہ چیز جس کام اور جس ہستی کے نام وقف کی گئی ہے اس کو فقط اسی کام اور اسی ہستی کے لیے ہی استعمال کرنا واجب ہے مثلاً اگر کوئی چیز فقط سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے نام پر وقف ہے تو اسے کسی اور معصوم علیہ السلام کی مناسبت سے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی چیز امام

حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے معصوم کے نام وقف ہے تو اسے امام حسین علیہ السلام سے مربوط مناسبات اور کاموں کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جہاں تک وقف کرنے والے کے لیے نصیحت کی بات ہے تو یہ فقط اسے فائدہ دے سکتی ہے کہ جو اب کسی چیز کو وقف کرنا چاہتا ہے جہاں تک ان اشیاء کا تعلق ہے جو پہلے سے وقف ہیں تو انھیں اس طرح استعمال کیا جائے جس طرح میں نے ذکر کیا ہے۔

میں وقف کرنے والے افراد کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر وہ کسی چیز کو منت پورا ہونے کی وجہ سے وقف کررہا ہے تو اسے چاہیے کہ جس طرح سے اس نے منت مانی تھی اس طرح سے اس پر عمل کرے مثلاً کوئی شخص منت ونذر مانتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا کیا تو میں فلاں چیز امام حسین علیہ السلام کے نام وقف کروں گا تو واجب ہے کہ وہ اپنی منت کے مطابق اس چیز کو فقط امام حسین علیہ السلام ہی کے لیے وقف کرے۔لیکن اگر وقف کرنے والا کسی منت کے تحت کسی چیز کو وقف نہ کررہا ہو تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ اس چیز کو تمام معصومین علیہم السلام بلکہ تمام اسلامی اور دینی مناسبات اور پروگراموں کے لیے وقف کرے تاکہ اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کرنے والے افراد اس چیز کی ضرورت پڑنے پر حیرت

ومشکل کا شکار نہ ہوں۔

سوال: امام بارگاہ کے مسئول یا متولی اور اس کے نائب کے ہوتے ہوئے چند مثبت پہلوؤں کے تحت کیا کچھ افراد کا امام بارگاہ پر قبضہ کرنا جائز ہے؟اور قبضہ کرنے کے بعد کیا یہ مغصوب شمار ہوگا؟ کیونکہ اس امام بارگاہ کو اس کے مسؤول کی مرضی کے خلاف اور اس کو اطلاع دیئے بغیر رات کو تالے تبدیل کرکے حاصل کیا گیا ہے؟ کیا ایسی صورت میں اس امام بارگاہ میں دینی شعائر اور مناسبات کا انعقاد جائز ہے ؟اور کیا خواتین کے لیے ایسے امام بارگاہ میں مجالس ومحافل منعقد کرنا جائز ہے کہ جو مردوں کے لیے وقف ہوجبکہ اس بات پر باوثوق دلیلیں بھی موجود ہوں؟

جواب: واجب ہے کہ مجالس ومحافل کا انعقاد وقف کے شرائط کے تحت کیا جائے جب تک وقف کرنے والا یا اس کا شرعی مسؤول ومتولی وقف کے شرائط کے تحت امام بارگاہ وغیرہ کے انتظام صحیح طور پر چلا رہا ہواوراس میں اس نظام کو چلانے کی صلاحیت بھی موجود ہوتو کسی کے لیے جائزنہیں ہے کہ وہ امام بارگاہ پر قبضہ کرے میرے بیٹے واجب ہے کہ اس قسم کے اختلافات اورنزاعات کوگفت و شنید اور افہام وتفہیم سے حل کیا جائے اور علاقہ کے بااثر اور بزرگ افراد کے لیےضروری ہے کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے کرفتنہ کوختم کریں۔

سوال: میں جس علاقہ میں رہتا ہوں وہاں ایک امام بارگاہ کے بارے میں شدید اختلاف چل رہا ہے یہ امام بارگاہ اس علاقہ کے لیے وقف ہے اور پانچ سال پہلے تک امام بارگاہ کا انتظام ایک خاص فیملی کے پاس تھا مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ حقیقت میں وہ اس کے متولی ہیں یا نہیں لیکن امام بارگاہ کا پورا انظام اس کی چابیاں اور حساب کتاب انھی کے ہاتھ میں تھا۔لیکن پانچ سال پہلے علاقہ کے بعض افراد نے اس فیملی پر الزام لگایا کہ یہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کے لیے اامام بارگاہ کو استعمال کرتے ہیں، جس کا معنی اس فیملی کا وقف اور اپنی ذمہ داری کا غلط اور ناجائز استعمال تھا۔ پس الزام لگانے والوں نے امام بارگاہ کے تالے بدلا دیئے اور اس فیملی کو ہر طرح کی مداخلت سے روک دیا۔

میرا سوال یہ ہے کہ: آیا اس امام بارگاہ میں داخل ہونا جائز ہے یا پھر اگر وہ فیملی ہی اس کی اصل متولی اور مسئول تھی تو یہ مغصوب کے حکم میں ہوگا؟ یا پھر یہ امام بارگاہ وقف ہے اور اس میں آنے جانے کا مسئول، متولی اور نظام چلانے والے سے کوئی تعلق نہیں ہے؟۔

جواب: جب وقف کرنے والا کسی جگہ کو امام بارگاہ کے طور پر وقف کرتا ہے تو وہ وقف کا صیغہ پڑھتے وقت جس کو بھی اس کا نظام سنبھالنے کے لیے مسئول بناتا ہے وہی شرعی طور پر مسئول اور متولی ہوتا ہے۔اور اگر اس طرح سے کسی کا

مسئول ہونا متحقق نہ ہوتو اس کا مسئول اور متولی وہی ہوتا ہے کہ جس کو حاکم شرعی یہ ذمہ داری سونپے کیونکہ ایسی صورت میں اصل سرپرست اور منتظم حاکم شرعی ہوتا ہے اور اگر اس وقت حاکم شرعی کے لیے وہاں کسی کو یہ ذمہ داری دینا ممکن نہ ہوتو علاقے کے صالح، عادل اور نیک بندے مل کر کسی ایک شخص کو اتفاق رائے سے اس وقت تک کے لیے امام بارگاہ کا منتظم ومسئول بنادیں جب تک کہ حاکم شرعی یا اس کا وکیل اپنے شرعی وظیفہ پر عمل کرتے ہوئے کسی کی تعیناتی نہیں کرتا۔

میں مومنین کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ کو افہام وتفہیم، اور صلح وصفائی کے ساتھ حل کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے یہ اختلافات دشمنانِ دین کو مذاق و تماشا بنانے کا موقع فراہم کردیں۔

سوال: کیا امام بارگاہ میں ٹینس کھیلنا جائز ہے؟

جواب: اگر وہ مقام ماتم وعزاداری کے لیے وقف ہے تو وہاں ٹینس وغیرہ کھیلنا جائز نہیں ہے۔

نذرو نیاز

سوال: میں نے امام حسین علیہ السلام کے لیے ایک جانور ذبح کرنے کی منت مانی تھی اور منت میں میں نے کہا تھا کہ اگر خدا میرا فلاں کام کر دے تو میں گاؤں میں کھانا کھلاؤں گا۔اور جب میرا کام ہوگیا تو میں نے اس جانور کو امام حسین علیہ السلام کے نام پر پکائے جانے والے تبرک کے لیے دے دیا۔تو کیا اس میں کوئی اشکال تو نہیں ہے؟اور اگر میرے ایسا کرنے میں کوئی اشکال ہے تو اس کا کیا حل ہے؟

جواب: اگر گاؤں میں ہی اس جانور کو ذبح کر کے تبرک پکا کر لوگوں کو کھلایا گیا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

سوال: ایک مومن ہر سال اپنے گھر میں مجلس کرواتا تھا اور جانور کو ذبح کر کے نیاز کے طور پر مومنین کو کھلاتا تھا اس سال اس نے گھر میں جانور ذبح کرنے کے بجائے وہ جانور ایک عزاداری کی انجمن کو دے دیا کہ جنھوں نے اسے ذبح کر کے اامام حسین علیہ السلام کے زائروں کے لیے تبرک تیار کیا اور انھیں کھلا دیا تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

جواب: اس سوال کے مطابق تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر اس کی اس سلسلہ میں کوئی منت ہو اور وہ منت کی وجہ سے ہر سال گھر میں نیاز کھلاتا ہو تو ضروری کہ وہ اپنی منت کے مطابق عمل کرے۔

سوال: ایک دینی مناسبت پر زائرین کے لیے بنائے گئے کھانے میں سے جو کچھ بچ گیا اسے بعض انجمنوں سے چند غریب بستیوں میں جا کر تنگ دست لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ کیا آپ ان کے اس فعل کو شعائر حسینی کا احیا سمجھتے ہیں؟

جواب: زائرین اور ماتم داروں کے لیے بنائے گئے کھانے میں سے اگر کچھ بچ جائے تو اسے غریب مومنین میں تقسیم کر دینے سے بڑھ کر کوئی بہتر مورد نہیں ہے اور ایسا کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

سوال: جو اشخاص زکوۃ اور خمس ادا نہیں کرتے اور بہت زیادہ مال شعائر حسینی کے احیا و انعقاد کے لیے دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مال بھی شعائر حسینی کے لیے دیا جائے اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

سوال: کیا نذر و منت کی وہ چیز اور مال قبول ہے کہ جو محرم کے دوران ایسے افراد دیتے ہیں کہ جو خمس ادا نہیں کرتے اور کیا اس مال کا لینا جائز ہے؟

جواب: نذر تو قبول ہے لیکن اس کا خمس دینے والے کے ذمے واجب رہے گا۔

سوال: بعض دفعہ مومنین امام بارگاہ کے لیے کسی قسم کا عطیہ دیتے ہیں لیکن وہ اس وقف یا عطیہ کی نوعیت کا تعین نہیں کرتے ہیں بس اتنا کہہ دیتے ہیں کہ امام

بارگاہ کے لیے ہے پس بعض اوقات یہ نذر و منت ہوتی ہے اور بعض اوقات اہل بیت علیہم السلام کی رضا حاصل کرنے کے لیے عطیہ۔ لوگوں کا اس طرح سے کثیر تعداد اور مختلف صورتوں اور شکلوں میں عطیات دینا اس سوال کو جنم دیتا ہے کہ وہ ڈھیروں چیزیں جو اپنی کثرت اور مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر تلف اور ضائع ہوجانے کی حد تک پہنچ جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(1) جو چیز ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے اور اس کو اگر طویل اور زیادہ عرصہ تک رکھا جائے تو وہ بے کار اور ضائع ہوجاتی ہے کیونکہ اسے اس عرصہ میں استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ چیز اپنے مخصوص استعمال کے قابل نہیں رہتی۔

(2) وہ چیز ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے امام بارگاہ اسے استعمال نہیں کرتا اور اس کو استعمال کرنے کی مدت بھی بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں وہ چیز ضائع ہوجاتی ہے۔ مثلاً کھانا وغیرہ۔

(3) بعض دفعہ امام بارگاہ کو بالکل کسی بھی حوالے سے اس چیز کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی امام بارگاہ کے امور اور ضروریات سے اس کا کوئی تعلق ہوتا ہے۔

جواب: جن چیزوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ضروری ہے کہ ان چیزوں کو لیتے

وقت دینے والے سے اس کی نوعیت کے بارے میں وضاحت طلب کی جائے ۔اگر یہ اشیاءضرورت سے زیادہ ہوں اور ان کے بیکار یا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو انھیں دوسرے کسی ایسے امام بارگاہ میں دے دیا جائے کہ جس کو ان چیزوں کی ضرورت ہو یا پھر ان کو بیچ کر ان کے پیسوں کو اس سال یا پھر آئندہ آنے والے سالوں میں اس امام بارگاہ میں خرچ کیا جائے ۔اور اگر آپ کے پاس ایسا مال ہو کہ جس کے بارے میں جاننا ممکن نہ ہو کہ دینے والے نے اسے کس عنوان سے دیا ہے تو حاکم شرعی کی اجازت سے اس مال میں مذکورہ بالا طریقوں کے تحت تصرف کیا جاسکتا ہے اور حاکم شرعی ہر غائب شخص کا سرپرست ہوتا ہے۔

یوم عاشوراء کے وقت کا دورانیہ

سوال: کیا عاشوراء کے دن کی مانند کسی اور دن میں اتنی وسعت اور اسکا دورانیہ اتنا ہوسکتا ہے کہ اس میں وہ تمام واقعات خصوصاً اھل بیت علیہم السلام کے ہاتھوں اتنی بڑی تعداد کا قتل ہونا وغیرہ رونما ہوا ہو کہ جس کو اربابِ مقاتل اپنی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام حسین علیہ السلام میں اتنی شجاعت، جنگ کی صلاحیت اور طاقت تھی کہ وہ اتنی تعداد کو قتل کر دیں کہ جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے بلکہ امام علیہ السلام میں اس سے بھی زیادہ قتل کرنے کی صلاحیت موجود تھی لیکن وقت میں اتنی گنجائش نہیں لگتی مثلاً اس میں اتنی وسعت تھی کہ ایک ہزار آدمیوں کو قتل کر سکتے تھے کسی نے اس سوال کے جواب میں کہا کہ کتاب 'اکسیر العبادات' کے مؤلف شیخ دربندی سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عاشوراء کے دن کے دورانیہ کو روک دیا تھا تا کہ اس میں یہ واقعات اور قتل رونما ہوسکیں اور اگر علامہ دربندی کی بات درست نہیں ہے تو مقتل کی کتابوں میں مذکورہ مقتولین کی اتنی بڑی تعداد کی کیا حیثیت ہے کیا یہ سب مؤلف کا ذاتی اجتہاد ہے۔؟ ہمیں اس سوال کا جواب عطا فرمائیں خدا آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

جواب: میرے بیٹے یہ بات یاد رکھیں کہ جو روایات واقعہ کربلا کے حوادث کو

ذکر کرتی ہیں ان میں حق و باطل مخلوط ہے ۔ اس طرح اس بات کا جاننا بھی آپ کے لیے ضروری ہے کہ جو طاقتِ بشری اور جنگ کی صلاحیت اور قدرت آج کل کے ہمارے نوجوانوں میں ہے یہ طاقت اور جنگی صلاحیت اُس کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے کہ جو اُس زمانے کے افراد میں ہوا کرتی تھی۔گزشتہ زمانے میں بہت سے ایسے افراد تھے کہ جو تنہا ہزاروں لوگوں کا مقابلہ کرتے تھے اور شجاعت، طاقت، چستی اور جنگی مہارت کے ذریعے بہت ہی کم وقت میں دشمن کی بہت بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے مثلا جنگ صفین خصوصاً لیلۃ الحریر میں ہزاروں لوگ فقط ایک رات میں مارے گئے ۔بنی ہاشم اور خاص طور پر اہل بیتؑ کے افراد اپنی شجاعت اور جنگی صلاحیتوں میں پورے عرب وعجم میں معروف تھے اور کوئی بھی ان کا سامنا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔لیکن اگر آپ سانحہ کربلا کے واقعات اور حوادث کے بارے میں اس قسم کے شکوک وشبہات کا دروازہ کھولتے ہیں تو یہ شکوک و شبہات تو غزوات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی وارد ہوتے ہیں۔اور اس بات کو بھی ذہن نشین کرلیں کہ ہمارے تمام فقہاء چاہے وہ اس وقت موجود ہیں یا اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ سب کی سب روایات کے صحیح ہونے کا حکم نہیں لگاتے بلکہ ان میں سے بعض کے صحیح اور بعض کے ضعیف ہونے

کا حکم لگاتے ہیں اور ہم خطباء کو نصیحت کرتے ہیں کہ:

(1) وہ ان روایات کو پڑھنے سے اجتناب کریں کہ جن سے صاحبان عقل کے نزدیک کربلا کی اہمیت کم ہوتی ہے۔

(2) اسی طرح سے ان روایات کو بھی پڑھنے سے اجتناب کریں کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت اور قدسیت کے منافی ہیں۔

(3) جس روایت کی سند درست نہ ہو اس کے صحیح ہونے کا یقین نہیں رکھنا چاہیے اور اگر کسی روایت کی سند معتبر نہ ہو یا خطیب روایات کی سند میں جانچ پڑتال کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس روایت کو کتاب کا حوالہ دے کر پڑھے تا کہ وہ جھوٹ سے محفوظ ہو سکے۔

(۴) ممکن ہے اتنے زیادہ لوگوں کے قتل ہونے کی وجہ فوج میں ہلچل مچنا اور ایک دوسرے کو انصار حسینؑ اور اہل بیتؑ کی طرف سے حملہ کے وقت پیچھے دھکیلنا اور اپنی جان بچانے کے لیے بھاگنا ہو اور بہت سی روایات بھی اس طرف اشارہ کرتی ہیں اسی طرح جب امام حسین علیہ السلام جنگ کرنے کے لیے میدان میں آئے اور دشمن پر حملہ کیا تو پوری فوج میں ہلچل اور کھلبلی مچ گئی ہر شخص جان بچانے کے لیے گھبراہٹ کے عالم میں بھاگنے لگا۔اور یہ بعید نہیں کہ اتنے زیادہ

افراد کے قتل اور مارے جانے کی وجہ یہ بھی ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی بڑے اجتماع میں کسی وجہ سے ہلچل مچتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے بھاگتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں سینکڑوں بلکہ بعض دفعہ ہزاروں لوگ مارے جاتے ہیں جبکہ یہ سب لوگ خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ تو پس اگر ایسی صورت حال میں ہر ایک تلواروں، نیزوں، تیروں اور خنجروں سے لیس ہو تو مرنے والوں کی تعداد خود بخود زیادہ سے زیادہ ہوتی جائے گی۔

(۵) ہمارے شعراء کرام نے جب اس واقعہ کو شعروں کی شکل دی تو انھوں نے اپنے تخیلات کو روایات کے ساتھ مخلوط کر دیا کہ جس کی وجہ سے ہم ہر اس چیز کو حتمی صورت میں قبول نہیں کر سکتے کہ جو شعروں کی جزئیات میں موجود ہے۔
میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں بیان کروں گا کہ آئمہ علیہم السلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس عظیم اور مقدس حسینی انقلاب کے شعلوں کو تا قیامت دلوں میں روشن اور مشتعل رکھیں لہٰذا ہم ہر اس روایت کو سنتے اور پڑھتے ہیں کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کی قدر و منزلت ان کے مقاصد اور ان کے مقدس اور عظیم انقلاب و قیام کی اہمیت کم نہ ہو۔ اسی طرح ہم امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ کرنے کے لیے مرثیہ اور نوحے کے اشعار کو دل میں غم و الم اور عافیت و ہمدردی پیدا کرنے کی خاطر سنتے اور پڑھتے ہیں تا کہ اس عظیم سانحہ

اور انقلاب کے مشتعل شعلوں کو ہر آنے والی نسل تک پہنچا سکیں پس اس سانحہ کی یاد مومنین کے دلوں کو زندہ رکھنے اور غم وغصہ اور ہمدردی کے جذبات سے لبریز رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اور یہی چیز دین کی بقا کی ضمانت ہے اور اسی طرح ہم اس کے ذریعے دشمنان دین کے جرائم سے بھی پردہ اٹھاتے اور انھیں خوف کی دلدل میں دھکیلتے ہوئے اور ظلم وستم اور فساد کی بنیادوں پر بنائے ہوئے محلات کو ہلاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان اسلام قیام حسینی اور سانحہ کربلا کو دلوں میں زندہ اور باقی دیکھ کر گھبراتے ہیں وگرنہ تو کسی مومن کا اپنے گھر یا سڑک پر امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر گریہ کرنا اور رونا کسی ظالم کا کیا بگاڑ سکتا ہے یا کسی مومن کا اپنے سینے پر ماتم کرنا کسی ظالم کو کیا تکلیف دے سکتا ہے یہ ماتم مومن اپنے سینے پر کرتا ہے نہ کہ ظالم کے منہ پر۔پس یہ جان لیجئے کہ امام حسین علیہ السلام ہدایت کے روشن چراغ اور نجات کی کشتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ وسیع اور نجات دہندہ کوئی اور کشتی نہیں بنائی ہے۔

شبِ عاشور اور روزِ عاشور کے اعمال

سوال: شیعہ سنی کتابوں میں مروی احادیث کی روشنی میں عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے مہربانی فرما کر تفصیل سے جواب دیں تا کہ مخالفین کے اعتراضات کو رد کیا جا سکے۔

جواب: میرے بیٹے اگر آپ وہ حکم چاہتے ہیں کہ جس پر آپ عمل کریں تو ایسی صورت میں فتویٰ صرف شیعہ علماء سے مروی احادیث اور روایات کی روشنی میں اخذ کیا جائے گا اور یہ روایات مختلف طرح کی ہیں پس اصولی قواعد وضوابط کی روشنی میں ان کے توڑ جوڑ کے بعد جو نتیجہ نکلتا ہے وہ میری رائے کے مطابق یہ ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے ہاں البتہ اگر عاشورہ کے دن مومن طلوع فجر سے لیکر عصر تک کھانا پینا ترک کر دے اور عصر کے وقت کسی معمولی اور سادہ چیز کو تناول کرے اور اہل مصیبت کی طرح اچھے اور بہترین کھانوں سے اجتناب کرے تو ایسا کرنے پر اسے اجر و ثواب ملتا ہے (جسے فاقہ بھی کہتے ہیں) اور اس سلسلہ میں روایات ''وسائل شیعہ'' کی جلد 7 میں ہیں اور بعض روایات محمد بن قولویہ کی کتاب ''کامل الزیارات'' میں ہیں پس آپ ان دونوں کتابوں کی طرف رجوع کریں۔اور اگر مخالفین کے ساتھ مجادلہ اور مناظرہ کا طریقہ جاننا چاہتے ہیں تو میرے بیٹے ان کے پاس ایسی روایات ہیں کہ جن کو

بنوامیہ اور ان کے پیروکاروں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت دیتے ہوئے گھڑا ہے اور وہ ان روایات کے ذریعے عاشورہ کا پورا دن روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں پس آپ ان کی کتابوں کا مرابعہ کریں لیکن میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کتابوں کو پڑھنے سے پہلے علم اصول، فقہ، لغت، علم حدیث، درایہ، نحو، صرف، منطق، بلاغہ، اور علم رجال پر عبور حاصل کریں تا کہ آپ ان کی کتابوں کی حقیقت اور دھوکہ کو اچھی طرح جان سکیں۔

سوال: اگر انسان عاشورہ کے دن کام کرنے پر مجبور ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ایسی حالت میں کام کے لیے جانا جائز ہے۔ عاشوارہ کے دن مارکیٹوں اور دکانوں کو سید الشہداء علیہ السلام کے مصائب پر حزن و ملال اور غم والم کے اظہار کے لیے بند کیا جاتا ہے۔عاشورہ کے دن کسبِ مال کرنا شدید مکروہ ہے لیکن اگر انسان انتہائی مضطر اور مجبور ہو تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔

سوال: عاشورہ کے رات اور دن میں تجارتی مراکز اور دوسرے پبلک پلیس مثلاً پارک وغیرہ کے کھولنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عاشورہ کے دن میں فقط کسب مال کرنا مکروہ ہے۔

سوال: بعض ملازمین عاشورہ کے دن یا کسی اور دن ماتم وعزاداری میں

شامل ہونے کے لیے چھٹی کرتے ہیں اور بعض دفعہ ان کا سوائے عزاداری میں شامل ہونے کے کوئی اور عذر نہیں ہوتا لیکن وہ کسی ڈاکٹر یا ہسپتال میں جاتے ہیں اور وہاں سے بیماری کا میڈیکل سرٹیفکیٹ لے آتے ہیں کہ جس میں انھیں ایک یا اس سے زیادہ دن کی چھٹی کا لکھا ہوتا ہے اور وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں تا کہ ان کی تنخواہ نہ کاٹی جائے جبکہ حقیقت میں وہ مریض نہیں ہوتے بلکہ فقط عزاداری میں شرکت کے لیے ایسا کرتے ہیں پس اس بارے میں جو کچھ ڈاکٹر نے لکھا ہے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے اور ڈاکٹر کا یہ فعل بھی جائز نہیں ہے اگر مومنین اپنی تنخواہ کٹوا کر اس دن کی چھٹی حاصل کریں تو یہ ان کے لیے بہت افضل، اشرف اور ان کے دین کے لیے بہتر ہے اور اس کا ایسا کرنا امام علیہ السلام کی رضا کا بھی موجب ہے۔

زیارت

سوال: معصومین علیہم السلام کی دن اور رات میں مخصوص زیارت کا وقت کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے اور حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی کون کون سی زیارات کو سال کے دوران آنے والے دن اور رات کی مخصوص مناسبات میں پڑھنا چاہیے؟

جواب: احتیاط کی بنا پر دن کی زیارت کا وقت طلوع شمس سے لے کر غروب شمس تک ہے اور رات کی زیارت کا وقت غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک ہے اور جہاں تک ان مخصوص زیارات کا تعلق ہے تو وہ شیخ عباس قمی رضوان اللہ علیہ کی کتاب "مفاتیح الجنان" میں موجود ہیں آپ اس کا مطالعہ کریں۔

سوال: روایات میں ہے کہ اگر قریب سے زیارت ممکن نہ ہو تو دور سے ہی زیارت پڑھ لی جائے پس اس دوری اور دور ہونے کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

جواب: اگر کسی کے لیے معصومین علیہم السلام میں سے کسی معصوم کی قریب سے زیارت کرنا ممکن نہ ہو یا قریب سے زیارت کرنا اس کے لئے دشوار ہو تو دور سے بھی ان کی زیارت پڑھ کر اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے اور دوری کے مسافت کے اعتبار سے خاص حد نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی معصومین علیہم السلام کے سامنے یا ان کی قبر و ضریح کے پاس اور ان کے گنبد تلے نہیں ہے اور ضریح کا

بوسہ لینا اور اسے مس کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو وہ دور اور بعید کہلائے گا۔

سوال: کیا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا پھر امام علیہ السلام کی زیارت گناہوں کی معافی مانگنے کا وسیلہ ہے؟

جواب: امام اور امامت کی معرفت کے ساتھ کی گئی زیارت یقینی طور پر تمام گناہوں کی معافی کا سبب ہے بشرطیکہ اس کا مکمل ارادہ یہ ہو کہ وہ زیارت کے بعد آئندہ کوئی گناہ نہیں کرے گا۔

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ آئمہ علیہم السلام میں سے ایک کی زندگی میں عباسی خلافت کے دوران امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا ممنوع تھا اور اس دور کے شیعوں نے اپنے بچوں اور اولاد کی قربانی کے بدلے میں کربلا کی زیارت کی؟ اگر یہ بات درست ہے تو مصدر کا نام اور یہ بتائیں کہ امام حسین علیہ السلام کا ان قربانیوں کے پیش کرنے پر کیا ردعمل تھا؟

جواب: آئمہ علیہم السلام نے کبھی بھی کسی بھی قسم کے حالات میں کسی کو بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے منع نہیں کیا بلکہ ہمارے پاس بہت سی ایسی روایات بھی ہیں کہ جو خوف کے باوجود بھی زیارت کرنے پر زور دیتی ہیں۔ ان روایات میں سے ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''خوف کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک نہ کرو پس جو شخص

بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک کرے گا وہ حسرت وافسوس کا شکار ہوگا (اور کہے گا میں بھی قتل ہو جاتا اور) کاش میری بھی قبر امام حسین علیہ السلام کے پاس ہوتی........ اور جن حوادث اور مشاکل کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ متوکل عباسی کے دور حکومت میں رونما ہوئے اس نے امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کے گرد پہرہ بٹھا دیا اور لوگوں کو ہر ممکن طریقہ حتی کہ قتل کے ذریعے بھی زیارت سے روکنے کے لیے فوج تعینات کردی۔

سوال: جیسا کہ ہمارے ہاں معروف ہے کہ تقیہ کا اعتقاد ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں وارد ہوا ہے کہ تقیہ ایک تہائی دین ہے اور اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے وارد ہے کہ تقیہ میرے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے لیکن ہم اس کے برخلاف حضرت امام ہادی علیہ السلام کے زمانہ میں جب متوکل عباسی نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر جانے سے لوگوں کو روکا اور جو بھی زیارت کے لیے جاتا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے لیکن تمام مشکلات کے باوجود ہم دیکھتے کہ امام ہادی علیہ السلام کربلا کی زیارت پر جانے کو جائز قرار دیتے تھے چاہے ہاتھ ہی کیوں نہ کٹ جائیں اور ہاتھوں کا کٹنا ایک واضح اور بڑا ضرر ہے پس ہم کس طرح ضرر کی وجہ سے تقیہ پر عمل کرنے اور ضرر کے باوجود امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں

زیارت کرنے کی اجازت کے درمیان مواز نہ کر سکتے ہیں؟

جواب: ضروری ہے کہ حاکم شرعی اور اس کی دلیل کو تمام اصولی اور فقہی قواعد وضوابط کی روشنی میں دیکھا جائے اور میرے بیٹے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ تمام احکام تقیہ سے ترک نہیں کیے جا سکتے مثلا جہاد اور دفاع کو تقیہ کی خاطر ترک کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ جہاد میں مال و جان کے چلے جانے کا خوف بلکہ یقین ہوتا ہے لہٰذا تمام احکام جو ضرر و نقصان پر مشتمل ہوتے ہیں ان کو ترک نہیں کیا جا سکتا زیارت سید الشہداء اور امام علیہ السلام کا عظیم انقلاب ظلم کے مقابلے، خوف سے ٹکراؤ اور دھمکیوں سے نہ گھبرانے کی بنیاد پر قائم ہوا یہی وجہ ہے کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرے گا چاہے وہ کسی کے خوف کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو وہ قیامت کے دن شدید حسرت وافسوس میں مبتلا ہوگا اور تمنا کرے گا کہ میری قبر بھی امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس ہوتی تو یہ میرے لیے شرف ہوتا۔

امام بارگاہ اور مساجد میں محفلوں اور جشن کا انعقاد

سوال: ہمارے پاس ایک امام بارگاہ ہے جس میں اہل بیت علیہم السلام سے مربوط خوشیوں کے مواقع پر جشن اور محفل کا انعقاد ہوتا ہے اور بعض مومنین قصیدے سنتے ہوئے اس کی طرز کے ساتھ تالیاں بھی بجاتے ہیں جبکہ قصیدہ پڑھنے والے بعض ذاکرین اور دوسرے افراد تالیاں بجانے کو اپنے اجتہاد یا اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق حرام سمجھتے ہیں اور بعض افراد تالیاں بجانے کو عمومی طور پر تو حرام نہیں سمجھتے لیکن امام بارگاہ اور اہل بیت علیہم السلام سے متعلق محفل میں تالیاں بجانے کو فعل حرام کہتے ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے اس مقام کی توہین کا پہلو نکلتا ہے اور ان میں سے بعض افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی ایسے مجتہد کی تقلید کرتے ہیں کہ جو ایسے مقام سے فوراً نکلنے کا حکم دیتا ہے جہاں تالیاں بج رہی ہوں پس ان وجوہات کی بنا پر امام بارگاہ کی انتظامیہ نے آپ کے فتویٰ کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرنے کے لیے قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

(1) کیا امام بارگاہ کی انتظامیہ کے لیے جائز ہے کہ وہ تالیاں بجانے

والوں کو ان افراد کا لحاظ و رعایت کرتے ہوئے منع کریں کہ جو افراد تالیاں بجانے کو امام بارگاہ وغیرہ کی بے حرمتی سمجھتے ہوئے حرام قرار دیتے ہیں۔

(2) کیا ہمارے منع کرنے پر باقی مومنین کے لیے ہماری بات پر عمل کرنا واجب ہے؟

(3) ہم کس طرح سے اہل بیت علیہم السلام کی خوشیوں کی مناسبت کو منائیں کہ اہل بیت علیہم السلام اس طریقہ سے راضی ہوں؟

جواب: واجب ہے کہ ان امور کو افہام و تفہیم صبر و تحمل، تأمل و تدبر اور ایک دوسرے کے جذبات حقوق اور آراء کا لحاظ رکھتے ہوئے حل کیا جائے۔ اگر تالیاں بجانے والا شخص ایسے مجتہد کا مقلد ہے کہ جو تالیاں بجانے کو جائز سمجھتا ہے تو کسی دوسرے ایسے شخص کا اسے منع کرنا جائز نہیں ہے کہ جو تالیوں کو حرام قرار دینے والے مجتہد کی تقلید کرتا ہے۔ پس علاقہ کے سمجھدار، با اثر اور بزرگ افراد کو چاہیے کہ وہ اس مسئلہ کو دانائی اور اچھی حکمتِ عملی سے حل کریں۔ اسی طرح جو شخص اپنے اجتہاد یا تقلید کی روشنی میں تالیوں کو جائز سمجھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے افراد کو تالیاں بجانے یا تالیوں والی محفل میں بیٹھنے اور حاضر ہونے پر مجبور کرے۔ ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنے، فتنے کا قلعہ قمعہ زنی کرنے اور مومنین کے دلوں کو حقد سے پاک رکھنے کے لیے میں نصیحت

کرتا ہوں کہ جو شخص تالیوں کے جائز ہونے کا قائل ہے۔وہ ان محافل میں اپنے ان دوسرے بھائیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے تالیاں نہ بجائے کہ جن کا مجتہد اس فعل کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔

تالیاں بجانا اگر چہ حرام نہیں ہے لیکن یہ کوئی قابل تعریف اور سنجیدہ عمل بھی نہیں ہے اور سنجیدہ لوگ اس کوان عادات میں سے سمجھتے ہیں کہ جو ہم نے مغرب سے احترام اور خوشی کا اظہار کرنے کے لیے لی ہیں ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم خوشی کی دینی مناسبات پر اپنی خوشی کا اظہار نعرہ تکبیر،نعرہ رسالت،نعرہ حیدری، صلوات اور قرآن اور تلاوت کی محافل کی طرح اونچی آواز میں ''اللہ''''علی ؑ''''حیدر ؑ''وغیرہ کہہ کر کریں۔

سوال: ہم آپ سے مختلف شقوں پر مشتمل ایک مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ اس کا جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) ہمارے پاس احساء (سعودی عرب) میں ایک جگہ ہے کہ جہاں پر اہل بیت علیہم السلام سے مربوط مختلف موقعوں پر خوشی کی محافل اور جشن وغیرہ کا انعقاد ہوتا ہے لیکن ان محافل کا انعقاد کرنے والوں کا مومنین کے ساتھ رویہ نہایت شدید اور غلط ہے یہ لوگ مومنین کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ وہ دینی طالب علم اور مجتہدین کے نمائندے جوان کے طریقہ کار کو اچھا نہیں سمجھتے ان کے

بارے میں بھی الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں اور لوگوں میں ان کی غیبت کرکے ان سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ پس ان افراد اور ان کی جانب سے منعقدکردہ محفل یا مجلس عزا ء کے بارے میں مومنین کی کیا ذمہ داری ہے جو صورت حال ہم نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس کی روشنی میں کیا ہمارا ان کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور کیا پھر امر بالمعروف بے فائدہ ہونے کی صورت میں وہاں پر حاضر ہونا چاہیے؟

(2) جب وہاں پر یا پھر کسی بھی اور جگہ پر اگر معصومین علیہم السلام کے متعلق کسی خوشی کی مناسبت سے کوئی میلاد یا محفل بر پا ہو اور وہاں پر موجود افراد قصیدے کے ساتھ ساتھ تالیاں بھی بجا رہے ہوں جو کہ اس مکان کے اعتبار سے غیر مناسب ہے تو کیا مومنین کی ذمہ داری امر بالمعروف ہے یا پھر وہاں پر حاضر نہ ہونا ہے؟

(3) اگر کسی جگہ اہل بیت علیہم السلام کی عزاداری ہو رہی ہو اور وہاں کے لوگ ماتم یا زنجیر زنی کے دوران طبل اور بگل کا استعمال کر رہے ہوں جبکہ طبل وغیرہ کا استعمال ہمارے علاقے احساء میں رائج نہیں ہے تو ایسی صورت میں مومنین کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

جواب: واجب ہے کہ اچھے اخلاق اور دانائی کے ذریعے امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر کر کے اصلاح کی کوشش کی جائے ارشاد باری ہے کہ:

" ادع الی سبیل ربك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین۔" (سورہ النحل آیت ۱۲۵)

ترجمہ: (اے رسول) تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی اچھی نصیحت کے ذریعہ سے بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو بھی تو ایسے طریقہ سے جو (لوگوں کے نزدیک) سب سے اچھا ہو اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک گئے ان کو تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں سے بھی خوب واقف ہے۔

جہاں تک وہاں نہ جانے اور مجالس و محافل میں حضور ترک کرنے کی بات ہے تو میں اس کو بالکل بھی بہتر نہیں سمجھتا کیونکہ یہ چیز تفرقہ، گروپ بازی اور عدم اتحاد و اتفاق کا باعث ہے۔

(2) تالیاں بجانا اگر چہ ایک جائز عمل ہے لیکن کوئی قابل تعریف اور سنجیدہ فعل نہیں سمجھا جاتا ہے پس افضل یہ ہے کہ ان کو اس بارے میں نصیحت کی جائے اور جہاں تک ان امام بارگاہوں وغیرہ میں حاضر نہ ہونے کا سوال ہے تو میں اس چیز کو بالکل بھی اچھا اور بہتر نہیں سمجھتا جیسا کہ میں پہلے اس بات کو ذکر کر چکا ہوں۔

(3) گزشتہ جواب کی طرف رجوع کریں۔

سوال: جب سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد اہل بیت علیہم السلام کی خوشی اور غم سے متعلق مناسبات اور شعائر منانے لگی ہے ہم دیکھتے ہیں لوگ بہت سے ایسے کام سرانجام دیتے ہیں جو مناسب نہیں ہیں اس وقت جشن اور محافل میں ہونے والے بعض تصرفات کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جو بعض دفعہ شریعت کے بھی مخالف ہوتے ہیں اور یہ سب فقط اس لیے ہے کہ لوگوں تک شرعی احکام کو صحیح طور پر پہنچایا نہیں گیا اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کی خاطر جو کچھ بھی کیا جائے جائز ہے۔ پس ان تمام چیزوں کی بنا پر میں آپ سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔

(1) مناسبات کو منانے کا وہ کون سا صحیح طریقہ ہے کہ جس پر عمل کرنا تمام مومنین پر واجب ہے چاہے وہ علماء ہوں یا خطباء یا عام لوگ؟

(2) ان محافل میں مندرجہ ذیل بعض افعال وتصرفات دکھائی دیتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(الف) ان قصیدوں کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جو اکثر لہو ولعب کے اسلوب اور گانوں کی طرزوں پر ہوتے ہیں؟ اور اسی طرح ان کیسٹوں اور سی ڈیز

کے خریدنے کا کیا حکم ہے کہ جن میں یہ قصیدے ریکارڈ ہوتے ہیں اور کیا آئمہ علیہم السلام کے بارے میں غزل لکھنا یا پڑھنا جائز ہے؟

(ب) معصومین علیہم السلام کی ولادت کے موقع پر منعقد ہونے والی محافل میں تالیاں بجانے کا کیا حکم ہے اور یہ بات واضح ہے کہ قصیدہ پڑھنے کے دوران مختلف طریقوں سے تالیاں بجائی جاتی ہیں کبھی تیز اور کبھی دھیمی جو کہ لہو و لعب اور غنا کی مانند ہے؟

(ج) آئمہ علیہم السلام کے حرم اور ضریح کے قریب اور مساجد میں اہل بیت علیہم السلام کی خوشیوں کی مناسبات پر تالیاں بجانے کا کیا حکم ہے اور اسی طرح خواتین کا مختلف آوازیں نکالنا کہ جس کو مرد سن رہے ہوں کیا حکم رکھتا ہے؟

(د) جشن اور محفل میں رقص کا کیا حکم ہے چاہے یہ رقص لوک ناچ ہو یا آج کل کے جدید ناچ کہ جو اہلِ لہو اور فسق کرتے ہیں؟

(ڈ) جشن وغیرہ کی محافل میں موسیقی کے آلات خاص طور پر طبل کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

(3) کیا مذکورہ بالا امور پر بدعت کا عنوان صادق آتا ہے جبکہ یہ سب امور دین اور اہل بیت علیہم السلام کے نام پر سرانجام پاتے ہیں؟

جواب: (1) واجب ہے کہ تقوی کو اختیار کیا جائے اور حرام افعال سے اجتناب کیا جائے اور بہتر و افضل یہ ہے کہ ان افعال سے بھی پرہیز کیا جائے جو غیر سنجیدہ اور غیر مہذب شمار ہوتے ہیں مثلا تالیاں بجانا وغیرہ اور اسی طرح واجب ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل اور مصائب پڑھتے وقت غنا اور گانوں کی طرزوں سے پرہیز کیا جائے۔

(2) (الف) غنا حرام ہے اگر قرآن مجید کو بھی غنا اور گانے کی طرز کے ساتھ پڑھا جائے تو وہ بھی حرام شمار ہوگا۔شرعی طور پر طرز سے ہر چیز کا پڑھنا جائز و مباح ہے بشرطیکہ وہ فسق و فجور، فحش اور غیر مباح چیزوں سے خالی ہو اور اگر مثال کے طور پر پڑھنے والی عورت ہے تو اس کو سننے والی بھی فقط عورتیں ہی ہوں اور کسی نامحرم مرد کے کانوں میں اس کی آواز نہ پہنچے۔

اور جہاں تک اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں غزلیں لکھنے کا سوال ہے تو مجھے معلوم نہیں ہے آپ کی اس سے کیا مراد ہے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ قصیدے لکھنے والے خاندانِ رسالت کی مدح ثنائی کرتے وقت محبت و مودت، عشق اور ہمدردی پر مشتمل کلمات اور معانی کو استعمال کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی اس کو بری اور بے ہودہ غزل کہا جائے گا اور بعض روایات میں معصومین علیہم السلام کے سامنے اس طرح کے کلمات و معانی پر مشتمل

قصائد کا پڑھنا موجود ہے۔

(ب) پہلے جواب کی طرف رجوع کریں۔

(ج) میں تھوڑی دیر پہلے پوچھے گئے متعدد سوالات کے جوابات میں کہہ چکا ہوں کہ تالیاں بجانا ایک غیر سنجیدہ فعل ہے اور اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے اور اگر صاحبانِ عقل کے نزدیک ضریح کے قریب تالیاں بجانا بے حرمتی شمار ہوتا ہو تو وہاں یہ جائز نہیں ہے۔

اور جہاں تک خواتین کی مختلف آوازیں نکالنے کا تعلق ہے تو خواتین کے لیے بغیر کسی شرعی ضرورت کے نامحرم مردوں کے درمیان آواز بلند کرنا جائز نہیں ہے اور اہل بیت علیہم السلام کی خوشیوں کا جشن نہ کوئی شرعی جواز ہے اور نہ ہی ایسا کرنے کا شرعی سبب۔ ہاں البتہ جو خواتین عمر رسیدہ ہو چکی ہوں ان کے لیے اس طرح سے اپنی آواز بلند کرنا جائز ہے کہ جو بے پردگی، بے حیائی اور نامحرموں کے لیے غیر شرعی خواہشات کے ہیجان کا موجب نہ ہو۔

(د) جس رقص میں ناچنے والا اپنے اعضاء کو ابھارتا اور ظاہر کرتا ہے اور ایسی حرکات کرتا ہے کہ جو غیر شرعی ہیجان کا سبب بنتی ہیں اور اہلِ فسق اس کو انجام دیتے ہیں تو وہ رقص حرام ہے۔

ہاں البتہ بیوی کا فقط اپنے شوہر کے سامنے یا شوہر کا بیوی کے سامنے یا دونوں کا اکٹھا رقص کرنا کہ جہاں ان کو کوئی اور نہ دیکھے جائز ہے۔

لوگ ناچ کہ جس کو عراق یا عراق کے علاوہ دوسرے مما لک میں بعض قبائل اور لوگ پرانی رسومات وغیرہ کا حصہ سمجھتے ہیں اس کا حکم بھی جدید رقص کی طرح حرام کا ہے۔ ہاں البتہ عراق اور دوسرے عرب مما لک میں احترام تکریم یا اپنے غم وغصہ کے اظہار کے لیے لوگ اچھلتے اور دوسرے کام کرتے ہیں کہ جس کو عراق میں ''ہوسہ'' کہا جاتا ہے جائز ہے جیسا کہ اس کی غرض وغایت جائز ہے۔

(ڈ) اگر کوئی شخص مذکورہ اعمال مثلا تالیاں بجانا یا عورتوں کا جشن میں شور و غل کرنا اس قصد اور نیت سے ہو کہ شریعت یا معصومین علیہم السلام ہم سے اس کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ بدعت شمار ہوں گے لیکن اگر کوئی تالیاں وغیرہ فقط اس لیے بجاتا ہے کہ یہ ایک جائز اور مباح عمل ہے اور خوشی اور فرحت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو ایسی صورت میں یہ بدعت شمار نہیں ہوگی۔

سوال: آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت پر منعقد ہونے والے جشن میں تالیاں بجانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جشن میں تالیاں بجانا حرام نہیں ہے لیکن غیر سنجیدہ فعل ہے۔

طبل، بگل اور آلات موسیقی کا عزاداری کے دوران استعمال

سوال: عزاداری کے جلوس میں طبل، جھانجھ اور بگل کو استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عرفِ عام اور لوگوں کی نظر میں ان کا استعمال کرنا واقعہ کربلا کی تعظیم اور لوگوں کے جذبات اور افکار کو کربلا کے اصل مقصد کی طرف متوجہ کرنا شمار ہوتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ہر قوم، ہر قبیلے، ہر علاقے اور ہر شخص کے کچھ اظہارِ خیال کے طریقے ہوتے ہیں کہ جن کو وہ سرانجام دیتے ہیں اور یہ بھی اپنے اظہارِ خیال کے طریقوں اور اعمال میں سے ایک ہے۔

سوال: عزاداری کے دوران زنجیر زنی کرنے اور طبل، بگل اور دوسرے آلات کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسا کرنا کسی بڑے ضرر کا موجب نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ ان علاقوں میں اس سے اجتناب کیا جائے کہ جہاں کے لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے ان کا مشاہدہ کر کے امام حسین علیہ السلام کے مشن

اور منشور اور اسلام وتشیع سے دور ہو جائیں۔

سوال: میں آپ سے دینی اغراض کی خاطر مختلف موسیقی کے آلات کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں:

(1) کیا پیانو Piano کا استعمال جائز ہے؟

(2) ہماری معلومات کے مطابق کچھ موسیقی کے آلات حلا ل کاموں اور اغراض کے لیے مختص ہوتے ہیں اور کچھ فقط حرام اغراض وغنا وغیرہ کے لیے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن کو دونوں اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یا کیا جاسکتا ہے میرا سوال یہ ہے کہ وہ آلات جو دونوں میں مشترک ہیں یعنی حلا ل وحرام دونوں میں استعمال کیے جا سکتے ہیں ان کو استعمال کرنے کا کیا حکم ہے اور وہ معیار ومیزان کیا ہے کہ جس کو ہم مدنظر رکھیں؟

(3) وہ آلات کہ جو لہو ولعب اور فسق وفجور کی محافل میں استعمال ہوتے ہیں آیا ان کو دینی اغراض کے لیے استعمال کرنا جائز ہے؟

(4) اسلامی ترانوں، مرثیہ اور قصیدوں کو پڑھنے کے دوران موسیقی کے سازوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس سلسلہ میں کس حد تک اس کا استعمال مباح ہے؟

(5) موسیقی کے وہ آلات جن کا استعمال جائز ہے کیا ان سے ایسی موسیقی

اور ایسی طرز بنائی جا سکتی ہے جو حرام کردہ موسیقی کے آلات سے صادر ہوتی ہے؟

جواب: موسیقی کے سازوں کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً کوئی ساز ٹی وی یا ریڈیو کی رمز یا علامت ہوتا ہے کہ جو فقط اس کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

کوئی موسیقی فوجی ترانوں اور سازوں پر مشتمل ہوتی ہے کہ جس کو عام طور پر فوجیوں اور مجاہدین میں جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ فلم میں کسی سین ومنظر کے ساتھ ساتھ موسیقی کے ساز بھی ہوتے ہیں کہ جو اکثر اس فلم کے سین کے مطابق ہوتے ہیں اور دیکھنے والے میں ایک خاص کیفیت پیدا کرتے ہیں حزین اور غمگین موسیقی بھی ہوتی ہے کہ جس کو کبھی کبھی بعض امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اسی طرح اعصاب کو پُرسکون کردینے والی موسیقی بھی ہوتی ہے کہ جس کو ڈاکٹر غصے کے علاج کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا موسیقی کی تمام اقسام جائز ہیں۔

جہاں تک اس موسیقی یا سازوں کا تعلق ہے کہ جو گانوں کی طرز پر ہوتے ہیں اور اکثر گانوں کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں اس سے اجتناب کرنا واجب ہے اور وہ موسیقی کے ساز جو رقص کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں اگر وہ رقص جائز ہو مثلاً بیوی کا شوہر کے سامنے یا شوہر کا بیوی کے سامنے بشرطیکہ ان کو دیکھنے والا

کوئی نہ ہوتو ایسی صورت میں ساز و موسیقی بھی جائز ہوگی اور اگر رقص حرام ہوتو اس کے ساتھ استعمال ہونے والی موسیقی بھی حرام ہوگی۔

وہ آلات جو مباح اور حرام دونوں طرح کی موسیقی میں برابر استعمال ہوتے ہیں تو ان کی خرید وفروخت تجارت اور استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر ان کا استعمال، مباح اغراض کے لیے نہ ہونے کے برابر ہوتو اس کا استعمال، خرید وفروخت اور تجارت حرام ہے اور ان کا تلف کرنا واجب ہے۔

خاک شفا

سوال: کیا خاک شفا کو چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ کسی بیماری کے علاج اور اس سے شفا یابی کے لیے کھایا جا سکتا ہے اور کیا بیماری کے علاوہ کربلا کی مٹی کو فقط امام حسین علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے کھایا جا سکتا ہے؟ نیز کیا خاک شفا پورے کربلا کی مٹی ہے یا پھر کربلا میں کسی خاص جگہ کی مٹی خاک شفا ہے؟

جواب: احتیاط کی بنا پر فقط ایک چھوٹے چنے کے دانے سے کم مقدار میں خاک شفا کو فقط بیماری کے علاج کی غرض سے کھایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ نہیں اور کربلا کی ساری مٹی خاک شفا نہیں ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سارے کربلا کی مٹی مقدس اور قابل احترام ہے لیکن جس مٹی کا خاک شفا کے طور پر بیماری سے نجات کے لیے کھانا جائز ہے اس کی چند شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ پہلے تو شرعی طور پر یہ ثابت ہونا چاہیے کہ یہ امام حسین علیہ السلام کی قبر یا جس حد تک اس کے قریب سے لینا ممکن ہو وہاں سے لی گئی ہو اور اسی طرح ان دعاؤں کا پڑھنا بھی معتبر ہے کہ جو معصومین علیہم السلام سے اس بارے میں مروی ہیں۔

سوال: کیا خاک شفا (امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی) کو کسی بیماری کے علاج کے لیے چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ مقدار میں دوا کے طور پر کھلایا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں علاج کی غرض سے چنے کے دانے سے کم مقدار میں خاک شفا کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا خاک شفا امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی ہے یا باقی معصومین علیہم السلام کی قبروں کی مٹی کو بھی خاک شفا قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: معتبر روایات کی روشنی میں فقط امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک یا اس کے قریب ترین مقام کی مٹی خاک شفا ہے۔

بعض روایات

سوال: ''**حسینؑ منی و انا من حسینؑ**''کے مفہوم کے بارے میں بیان فرما دیں؟

جواب: کبھی کبھی کسی انسان کی شخصیت میں ایسے فضائل اور کمالات ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ تمام لوگوں سے منفرد ،ممیّز ،اور ممتاز نظر آتا ہے ۔اسی طرح بعض اوقات کوئی شخص اپنے برے اعمال ، قباحتوں اور فساد کے میدان میں انتہائی گھٹیا اور مشہور ترین صورت اختیار کر لیتا ہے ۔

پس پہلا شخص اپنے فضائل ومناقب میں اس طرح شہرت حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے جسمانی اور تکوینی مشخصات بھی اس کے فضائل میں ضم ہو جاتے ہیں جب کبھی بھی اس کا نام لیا جاتا ہے تو متکلم اور سامع دونوں کے ذہن میں اس کے فضائل اور صفات حسنہ گردش کرنے لگتی ہیں ۔

اسی طرح دوسرا شخص کہ جو اپنی قباحتوں اور برائیوں میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ اس کی ذات ان تمام مفاسد،انحرافات اور برائیوں کا عنوان بن جاتی ہے اور یہ شخص شیطان اور اس کے ہم مثل یزید بن معاویہ، حجاج بن یوسف اور بنو امیہ اور بنو عباس کے سرکشوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور جب بھی اس کا

کہیں ذکر ہوتا ہے تو اس کی یہ برائیاں اور قبیح صفات سامع اور متکلم کے ذہن میں آجاتی ہیں۔

اگر آپ فضائل و مناقب سے مالا مال پہلے شخص کے مصداق کو تلاش کرنا چاہیں تو آپ کو اس کائنات میں اس کا سب سے بڑا مصداق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں نظر آئے گا پس جب کبھی ان کی مقدس شخصیت کا نام آتا ہے، جب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جاتا ہے تو خدا کے ساتھ مختص صفات کے علاوہ فضل و کمال کی تمام صفات اور گزشتہ تمام انبیاء کی جدوجہد ومحنت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ضم ہوتی ہوئی نظر آتی ہے لہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد: علم، اخلاق، رفعت و بلندی، ظلم و فساد کے خلاف محاذ، کلمہ توحید کے علاوہ ہر چیز کی فنا............

اور بالآخر نتیجہ میں ہم اس لمبی فہرست کے محتاج نہیں بلکہ ہم ان تمام فضائل ومناقب اور کمال کو ایک لفظ میں پیش کر سکتے ہیں اور وہ ہے ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

لیکن جب مسلمانوں کے امور اور خلافت امین اور دیانتدار ہاتھوں سے نکل گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عظمت، مقام ومنزلت اور فضائل و کمالات کا یہ عالی مرتبہ بھی لوگوں کے ذہنوں سے محو اور ان کی نظروں میں تنزلی کا

شکار ہونے لگا پس ایسے وقت میں امام حسین علیہ السلام اپنے نانا کے فضائل و کمالات کی تجسیدی صورت میں ابھر کر دنیا کے سامنے آئے اور تمام تر قربانیاں دے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی ذہنوں میں محو ہوتی ہوئی تصویر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں اور ان کی شریعت کی بقاء امام حسین علیہ السلام کے مرہون منت ہے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کا وجودِ نسبی اس حوالے سے رسول خدا سے ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا وجود اور بقاء امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔ پس اس طرح سے دونوں ایک دوسرے سے ہیں۔

سوال: سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس فرمان سے کیا مراد ہے؟ **"خط الموت علی ولد آدم مخط القلادة علی جید الفتاة، وما اولهنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف"**

یعنی: موت کی لکیر بنی آدم کو اس طرح سے گھیرے ہوئے ہے جس طرح کسی لڑکی کی گردن کو گلوبند گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور میں اپنے آباؤ اجداد کے لیے اس طرح سے مشتاق ہوں کہ جیسے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے لیے

مشتاق تھے۔

جواب: شاید امام حسین علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ موت بنی آدم کے گرد احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کے لیے زینت ہے کہ جس طرح گلوبند یا ہار وغیرہ کسی لڑکی کے گلے میں زینت ہوتا ہے۔موت انسان کو اُس دنیا کے لیے تیار ہونے کی طرف رغبت دلاتی ہے کہ جس کا سامنا انسان موت کے بعد کرتا ہے کہ جس طرح جب کوئی دوشیزہ ہار یا گلوبند سے خود کو مزین کرتی ہے تو اس کا ذہن اُسے اُس زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جو شادی کے بعد اس نے گزارنی ہے لہٰذا وہ اپنے آپ کو شادی کے بعد والی زندگی، خاندان کی تاسیس اور اس کی دیکھ بھال کے لیے تیار کرتی ہے۔

سوال: ہمارے مولا وآقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ" میں کربلا کے ایسے واقعات کو جانتا ہوں کہ جن کے سننے سے مجھے تمہاری موت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمہیں وہ واقعات سناتا"

کیا امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی شہادت کے علاوہ بھی کچھ ایسے اسرار و واقعات تھے کہ جنہیں ہم نہیں جانتے ؟

جواب: سانحہ کربلا کی جو تفاصیل ہم تک پہنچی ہیں وہ ان واقعات اور تفاصیل کے مقابلے میں بہت ہی کم ہیں کہ جن کا علم معصومین علیہم السلام کے پاس

ہے۔ہم تک واقعہ کربلا کی تفصیلات نہ پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ بنی امیہ نے وہ زبانیں، منہ،اور راستے بند کردیئے کہ جن سے ہم تک واقعہ کربلا کے واقعات کی تفصیل پہنچ سکتی تھی۔

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ ہم شہداء کربلا کا ذکر سنتے ہی یہ کہتے ہیں **یا لیتنا کنا معکم یعنی: کاش کہ ہم آپ کے ساتھ ہوتے**۔ حالانکہ کہنا یوں چاہیے **یا لیتنا کنا معھم یعنی: کاش کہ ہم ان کے ساتھ ہوتے**۔ کیا ان دونوں جملوں میں سے دوسری تعبیر صحیح ہے؟

جواب: موقعہ محل کے اعتبار سے دونوں تعبیریں صحیح ہیں پس اگر آپ کسی معصوم علیہ السلام یا شہداء کربلا کو مخاطب کرکے کہنا چاہیں تو **یا لیتنا کنا معکم** کہنا صحیح ہوگا اور اگر آپ انھیں مخاطب کرکے نہیں کہہ رہے تو **یا لیتنا کنا معھم** کہنا صحیح ہوگا۔

سوال: سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب فرحۃ الغری میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: ”**ان حثالة من الناس یعیرون زوار قبور کم کما تعیر الزانیة بزناھا انھم شرار امتی لا انالھم اللہ شفاعتی یوم القیامة**“

یعنی: لوگوں میں سے گھٹیا افراد تمہاری قبور کی زیارت کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا اس طرح نشانہ بنائیں گے جس طرح کسی زانی عورت کو اس کے زنا پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے بیشک میری امت میں سے یہی لوگ شریر ترین افراد ہیں خدا قیامت کے دن ان کو میری شفاعت نصیب نہیں کرے گا۔

میرے پاس اس روایت کے بارے میں چند سوالات ہیں:

(1) مضمون کلام اور سند کے اعتبار سے اس روایت کی کیا حیثیت ہے؟

(2) بعض افراد نے اس روایت کے راویوں میں سے ایک کو ضعیف قرار دیا ہے؟

(3) کیا اس معنی و مفہوم پر مشتمل کوئی دوسری روایت بھی موجود ہے؟

(4) اس سلسلہ میں کچھ فائدہ مند روایات کو بیان فرما دیں۔

جواب:

(1) یہ روایت ان روایات میں سے ہے جو ہماری معتبر کتب میں ذکر ہوئی ہیں اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ شیعہ امامیہ کے بزرگ، مقدس اور معتبر ترین علماء میں شمار ہوتے ہیں۔اس روایت کے مضمون کی تصدیق اس وقت موجود ناصبیوں اور دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے افعال سے ہوتی ہے کہ جن کا

ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

(2) روایت کے مضمون کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے کہ یہ روایت ہمارے مشاہدے کے مطابق ہے جس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔

(3) جی ہاں اس معنی و مفہوم پر مشتمل دوسری روایات بھی موجود ہیں اور اسی طرح بہت سی ایسی روایات بھی ہیں کہ جو آئمہ علیہم السلام اور خصوصا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی بہت تاکید کرتی ہیں۔

(4) محمد بن قولویہ کی کتاب کامل الزیارات کا مطالعہ کریں کہ جس میں اس طرح کی روایات موجود ہیں اور اسی طرح وہ روایات بھی موجود ہیں کہ جن میں مقدس مقامات اور مراقد مقدسہ کی زیارت کے بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے۔

سوال: زیارت ناحیہ میں مذکور اس عبارت کا کیا معنیٰ ہے " **فبرزن من الخدور ناشرات الشعور علی الخدود لاطمات وجوه سافرات و بالعويل داعيات**"، **یعنی: پس وہ خیموں سے اس طرح نکلیں کہ ان کے بال ان کے رخساروں پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ بے پردہ چہرے پر ماتم کر رہیں تھیں اور اونچی آواز میں نالہ و فغاں کرتے ہوئے پکار رہیں تھیں۔**

جواب: اس عبارت کا لفظی معنی واضح ہے باقی رہا حجاب و پردہ کے بارے میں اشکال تو یہ عبارت جس واقعہ اور سانحہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے تو وہ خیموں میں آگ لگنے کے بعد کا ہے

سوال: زیارت وارثہ میں مذکور ہے کہ **"السلام علیکم وعلی اجسامکم وعلی اجسادکم"** **یعنی: آپ پر اور آپ کے اجساد اور اجسام پر سلام ہو۔** جسم اور جسد میں کیا فرق ہے؟

جواب: جسم لغت میں اُسے کہا جاتا ہے کہ جس کو لمبائی، چوڑائی اور اونچائی میں تقسیم کیا جا سکے اور چاہے اس کے کتنے ہی ٹکڑے اور حصے ہو جائیں ان ٹکروں کو جسم کہا جائے۔

عربی لغت لکھنے والوں کے مطابق مثلاً خلیل فراھیدی کے مطابق جسد جسم سے خاص ہے جسد کا اطلاق فقط مکمل انسانی جسم پر ہوتا ہے اور مکمل انسانی جسم کے علاوہ کسی بھی چیز کو جسد نہیں کہا جا سکتا اسی طرح بعض دفعہ جسد اسے کہتے ہیں کہ جس کا کوئی رنگ ہو اور جسم اسے کہتے ہیں کہ جس کا کوئی رنگ نہ ہو مثلاً ہوا اور پانی وغیرہ۔

(مذکورہ بالا لغوی معانی کے مطابق زیارت میں مذکور اجسام سے مراد وہ شہداء ہیں کہ جن کے لاشے ٹکرے ٹکرے ہو کر بکھر گئے اور یہاں اجسام سے مراد

لاشے کے بکھرے ہوئے ٹکڑے ہیں اور اجساد سے مراد وہ شہداء کے لاشے ہیں جوٹکڑوں میں تقسیم ہونے سے بچ گئے تھے۔ مترجم)

سوال: اس آخری دور میں دیکھا گیا ہے کہ عشرہ محرم کے دوران جس رات جناب قاسمؑ کی شہادت پڑھی جاتی ہے بعض لوگ جناب قاسمؑ کی شادی کی یاد مناتے ہیں اور مہندی بھی ٹرے وغیرہ میں لاتے ہیں جس میں موم بتیاں وغیرہ جل رہی ہوتی ہیں حالانکہ جناب قاسمؑ کی شادی کی روایات ضعیف اور معتبر نہیں ہیں تو کیا آپ عشرہ محرم کے دوران اس کے قیام کی تاکید و ترغیب دیتے ہیں؟ جبکہ بعض لوگ اس کو امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر عزاداری اور پرسہ کا ایک طریقہ شمار کرتے ہیں۔

جواب: اگر یہ عمل ایسے علاقہ میں ہو کہ جہاں کے عقل مند افراد اسے قبیح نہ شمار کریں اور نہ ہی اس عمل میں شریعت کے منافی ومخالف کوئی چیز ہو تو اس سے منع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور جہاں تک اس کی ہماری طرف سے ترغیب کا تعلق ہے ہماری طرف سے اس کی ترغیب صادر نہیں ہوئی۔

سوال: جنابِ قاسمؑ کی شادی کی یاد منانے مثلاً پلیٹوں اور ڈشوں میں مہندی لانے ان میں موم بتیاں جلانے مٹھائی تقسیم کرنے اور موم بتیوں کی آمد پر بلب وغیرہ کو بجھا دینے اور ذاکر کے جناب قاسمؑ کی شادی سے متعلق اشعار پڑھنے کے

بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں اور کیا جناب قاسمؑ کی شادی والی روایت آپ کے نزدیک سند کے اعتبار سے معتبر ہے؟

جواب: مجھے یہ روایت کسی معتبر سند کے ساتھ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی

سوال: عشرہ محرم کے دوران ہر روز کسی خاص شخصیت کے مصائب پڑھے جاتے ہیں مثلا سات محرم کو جناب عباسؑ کے مصائب کو پڑھا جاتا ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پہلی محرم سے دس محرم تک اس تقسیم اور ہر روز کسی خاص شخصیت کے مصائب پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بعض خطباء نے چند روایات کی روشنی میں مصائب کو ان دس راتوں میں تقسیم کیا ہے یہ بات واضح ہے کہ ایک ہی دن میں تمام مصائب اور شہادتوں کا بیان ممکن نہیں ہے اور اگر کوئی بیان بھی کرے تو نہایت مختصر انداز میں بیان کر پائے گا جیسے شہید شیخ عبد الزہراء الکعبی دس محرم کو پوراواقعہ کربلا مختصر انداز میں پڑھتے تھے لیکن اگر مصائب کو دس دنوں میں تقسیم کرکے پڑھا جائے اور ہر روز کسی خاص شخصیت کے مصائب کو بیان کیا جائے تو یہ گریہ کرنے ،پُرسہ دینے اور انسان پر مصائب کے اثرات مرتب کرنے کے حوالے سے زیادہ مؤثر اور بہتر ہے۔

سوال: مشہور یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک کربلا میں دفن ہوا لیکن مصر میں موجود امام علیہ السلام کے سر مبارک کی ضریح کے بارے میں آپ

کیا کہتے ہیں؟

جواب: سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کہاں دفن ہوا لیکن علماء اور محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو شام سے کربلا لایا گیا تھا۔اسی طرح کتابوں میں ایسی روایات بھی موجود ہیں کہ جو اس کی نفی کرتی ہیں سید عبد الرزاق مقرّم نے اپنی کتاب ''مقتل الحسین''میں ان روایات کو جمع کیا ہے جو سانحہ کربلا کے بارے میں معتبر کتابوں میں موجود ہیں پس سید عبد الرزاق مقرّم نے باوثوق ذرائع سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو ان کے جسم کے ساتھ کربلامیں دفن کیا گیا ہے۔

سوال: خطباء منبر پر پڑھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے کٹے ہوئے سر مبارک نے یزید ملعون کی دربار میں اس آیت کی تلاوت فرمائی تھی۔

''ام حسبتم ان اصحاب الکھف و الرقیم کانوا من آیاتنا عجبا''ترجمہ: کیاتم یہ خیال کرتے ہو اصحاب کہف ورقیم ہماری عجیب ترین نشانیوں میں سے تھے۔

اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ نیز امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کا کلام کرنا کسی معجزہ کے طور پر تھا یا کسی اور عنوان سے؟

جواب: آواز کے تمام عناصر سے خالی ومفقود سر مبارک کا کلام کرنا یا تو کرامت کے طور پر تھا یا دشمن کو اپنے انجام سے خوف دلانے کے لیے تھا یا پھر اتمام حجت کے لیے تھا۔روایت کے مطابق سر مبارک نے اس آیت کی تلاوت یزید ملعون کے دربار میں نہیں بلکہ ایک اور مقام پر کی تھی البتہ امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے یزید کے دربار میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا تھا جب یزید ملعون نے اس سفیر کو قتل کرنے کا حکم دیا کہ جس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تھا اسی طرح روایات میں ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد ملعون کے دربار میں سر مبارک کو لایا گیا تو وہاں بھی سر مبارک نے کلام فرمایا اور روایت کے مطابق اور بھی مختلف مقامات پر سید الشہداء علیہ السلام کے کٹے ہوئے سر مبارک نے کلام فرمایا لیکن تمام روایات کو تاریخی روایات کے ضمن میں درج کیا جاتا ہے اور کتاب کا حوالہ دے کر پڑھا جاتا ہے۔

سوال: کیا آپ کربلا کے قیدیوں کے قافلے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا کردار ذکر کریں گے؟

جواب: سانحہ کربلا کے وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سن رضاعت میں تھے لہٰذا تاریخ میں سوائے ان مذکورہ مصائب کے کچھ درج نہیں کہ جن مصائب میں ان کی والدہ اور والد گرفتار ہوئے۔

سوال: کیا حضرت عباس علیہ السلام کا شمار معصومین علیہم السلام میں ہوتا ہے یا وہ خدا کے صالح بندے تھے؟اور کیا ہم حضرت عباسؑ کو امام کہہ سکتے ہیں ؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بارہ اماموں کی طرح معصوم نہیں ہیں اور اگر ہم انہیں معصوم و امام نہیں کہہ سکتے تو ایسا کیوں ہے ؟ حالانکہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی بہن فاطمہؑ بنت امام موسی کاظم علیہ السلام معصومہؑ ہیں اور حضرت عباسؑ معصوم کیوں نہیں ہیں کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام کے بھائی ہیں اور اسی طرح جناب قاسم علیہ السلام اور جناب علی اکبر علیہ السلام معصوم ہیں یا نہیں؟

جواب: جس عصمت کا نبی اور امام میں ہونا ضروری ہے ایسی عصمت کا کسی اور شخص کے لیے ثابت کرنا وحی یا حکم خدا کے بغیر ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ ایک باطنی امر ہے اور کسی شخص کے نبوت و امامت پر قائم ہونے کی دلیل ہی علماءِ شیعہ کے نزدیک اس کی عصمت کی دلیل ہے کیونکہ شیعہ مذہب کے نزدیک نبی اور امام میں عصمت کا ہونا ضروری ہے اور ایسی عصمت کہ جو نبوت اور امامت کے لئے شرط ہوتی ہے وہ رسول خدا ﷺ اور بارہ اماموں کے علاوہ فقط حضرت فاطمہ زہراءسلام اللہ علیہا کے لیے آیت تطہیر سے ثابت ہے پس ارشاد قدرت ہے:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و

یطھرکم تطھیرا"

اس کے علاوہ عصمت کا ایک اور بھی معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ بات ثابت ہو کہ اس نے کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا اور وہ معرفت اور تزکیہ نفس میں اس بلند درجہ پر فائز ہو کہ جہاں تمام حرام امور کی حقیقی قباحت نظر آنے لگتی ہے اور وہ حرام امور کو اس طرح قبیح سمجھتا ہے اور ان سے اجتناب کرتا ہے جس طرح خدا چاہتا ہے۔پس اس کے علم وعرفان، عقل اور ادراک کے تقاضے کے مطابق اس سے کسی گناہ کا صادر ہونا ناممکن ہوجاتا ہے۔اور جن مقدس ہستیوں کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے ان پر عصمت کا یہ والا معنیٰ صادق آتا ہے کہ جس کو ہم عصمتِ صغریٰ کہہ سکتے ہیں مثلاً حضرت عباس علیہ السلام کی زیارت میں معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں **"السلام علیك ایها العبد الصالح المطیع لله ولرسوله .... والحقك الله بدرجة آبائك"** یعنی:۔**سلام ہو آپ پر اے اللہ کے مطیع اور صالح بندے اور اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آباو اجداد کے درجہ کے ساتھ ملحق فرمائے گا۔"**

پس امام علیہ السلام اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت عباسؑ اللہ اور رسول خداؐ کے اطاعت گزار اور صالح و نیک بندے تھے اور اللہ تعالیٰ انھیں

ان کے آباو اجداد کے درجات میں اس کے ساتھ ملحق فرمائے گا۔ پس یہ گواہی حضرت عباسؑ سے کسی بھی گناہ کے صادر نہ ہونے کی گواہی ہے۔

اسی طرح حضرت علی اکبر علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ وہ لوگوں میں سے اپنی سیرت واخلاق اور شکل وصورت میں سب سے زیادہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے یعنی وہ بھی اپنے چچا حضرت عباس علیہ السلام کی طرح بلند مراتب پر فائز تھے اور اسی طرح خاندان رسالت کے دوسرے بہت سے طاہرین بھی ان مراتب پر فائز ہیں کہ جن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی قم میں دفن ہونے والی بہن بھی شامل ہیں۔

اور جہاں تک امامت کا تعلق ہے تو یہ ایک الہی منصب ہے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اس منصب سے نوازتا ہے اور نص کے مطابق یہ منصب فقط بارہ ہستیوں کے پاس ہے اور بارہ اماموں کے علاوہ کوئی امامت کے منصب پر فائز نہیں ہے۔

سوال: میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عباس علیہ السلام کی تعظیم و احترام حضرت امام حسین علیہ السلام کی مانند ہوتا ہے جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد اور اہل بیتؑ میں سے سانحہ کربلا میں شہید ہونے والے اس مرتبہ پر فائز نہیں ہیں۔ میں آپ سے اس بارے میں تشریح کا خواہشمند ہوں اور ساتھ ہی

میں معذرت خواہ بھی ہوں کہ میرا سوال کرنے کا اسلوب شیعہ اسلوب نہیں ہے کیونکہ میں جدید شیعہ ہوں اور تحقیق وسوال کے مرحلے میں ہوں ؟۔

جواب: حضرت عباسؑ کی عظمت اور فضیلت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ان کے ساتھ برتاؤ اور طرز عمل سے واضح ہوتی ہے مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کو اس معرکہ کے لیے علمدار تعیین فرمایا اور تمام عزیز و اقارب میں سے فقط حضرت عباسؑ کو اس منصب کے لیے اختیار کرنا ان کی عظمت کو ظاہر و واضح کرتا ہے ۔اگر چہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ دوسرے شہداء فضل وکمال کے عظیم مراتب پر فائز تھے لیکن حضرت عباس علیہ السلام سوائے حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام شہداء سے افضل ہیں اور ضروری ہے کہ شہداء کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے علاوہ باقی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دی جائے پس سید الشہداء - تمام کے امام اور سب سے افضل ہیں لیکن باقی شہداء کے بارے میں ایک دوسرے پر فضیلت کا حکم لگانا ہر ایک میں موجود فضل و کمال کی تمام خصوصیات کو دیکھنے اور ملحوظ خاطر رکھنے پر موقوف ہے جبکہ ہمارے پاس موجود روایات ہماری غرض کو پورا نہیں کرتیں یہ روایات فقط بعض اصحاب کے بعض فضائل کو بیان کرتی ہیں ۔

سوال: امام حسین علیہ السلام کے بیٹوں کے بارے میں تو ہم جانتے ہیں کہ

وہ کربلا میں ان کے ساتھ شہید ہوئے اور تاریخ ومقتل کے کتابوں میں ان کا ذکر بھی موجود ہے لیکن حضرت عباس علیہ السلام کے بیٹوں کے بارے میں کتابوں میں کچھ خاص مذکور نہیں ہے پس کیا وہ حضرت عباسؑ کے ساتھ میدان کربلا میں تھے یا پھر مدینہ میں؟

جواب: کتاب "**نور العین فی مشهد الحسین**" میں مذکور ہے کہ حضرت عباسؑ کا ایک بیٹا کہ جس کا نام قاسم تھا وہ اپنے بابا کی شہادت کے بعد اپنے چچا امام حسین علیہ السلام کی نصرت و تائید میں شہید ہوا اور اسی جانب اس زیارت میں اشارہ موجود ہے کہ جو زیارت رسول خداؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے اور اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ کربلا میں شہید ہونے والے حضرت عباسؑ کے بیٹے کا نام محمد تھا اس رائے کو میرے بھائی سید حسین بحر العلوم نے اپنے والد کی کتاب "**مقتل الحسین**" کے حاشیہ (طبع اولی 1398 ھجری صفحہ 415) میں بہتر قرار دیا ہے۔

سوال: ہمارے عقائد میں یہ بات مشہور ہے کہ ضرر سے بچنا اور اس کا دور کرنا واجب ہے لیکن جب ہم سانحہ کربلا کے واقعات کو پڑھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ مقتل کے بارے میں کتابیں لکھنے والے روایات میں نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے جناب علی اصغرؑ کے لیے دشمن سے پانی

مانگا تو اس وقت امام علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بچہ شہید کر دیا جائے گا۔ پس میرا سوال یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ بچہ شہید کر دیا جائے گا اپنا ایسا بچہ کیوں شہادت کے لئے پیش کیا کہ جس پر کوئی شرعی فرض واجب نہیں ہے پس آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔؟

جواب: میرے بیٹے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ شیعہ عقائد کے مطابق امام معصومؑ خدا کی جانب سے کامل و ثابت شدہ حجت ہوتا ہے اس کے کسی بھی فعل کے بارے میں یہ سوال نہیں کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ کام کیوں کیا ؟ کیونکہ امام خدا کے حکم کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیتا اور امام حسین علیہ السلام نے جو کچھ بھی کیا وہ فقط اور فقط خدا کے حکم کی تعمیل میں کیا۔ ابتداء خلقت سے عزرائیل انبیاء، معصومین، صالحین کی روح قبض کر رہا ہے نہ جانے کتنے بچوں کو اس نے موت کی ابدی نیند سلایا، نا جانے کتنی خواتین کو بیوہ اور نا جانے کتنے بچوں کو اس نے بے سہارا و یتیم کر دیا پس اس کے پاس یہ سب کچھ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے خدا کے حکم کی تعمیل میں کرتا ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ ہر صورت میں ان کے شیر خوار شہزادے کو شہید کر دیا جائے گا پس سید الشہداءؑ جناب علی اصغرؑ کو اتمام حجت کے لیے دشمن کی صفوں کے پاس لائے تھے حالانکہ

امام علیہ السلام جانتے تھے کہ سنگ دل دشمن کے پاس بچوں کے لیے بھی رحم نہیں ہے۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس کو دشمن نے تیر سے اس وقت شہید کیا کہ جب امام حسین علیہ السلام ان کے کان میں اذان و اقامت کہہ رہے تھے۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جناب مسلم بن عقیل علیہ السلام کی کوفہ جاتے ہوئے راستہ میں جانے کے بارے میں رائے تبدیل ہو گئی تھی اور وہ دلی طور پر کوفہ جانے کے لیے تیار نہیں تھے کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ کوفہ میں سوائے شہید ہونے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔؟

جواب: بعض روایات میں یہ مذکور ہے لیکن یقینی طور پر یہ ثابت نہیں ہے۔

سوال: میرا سوال ایک شخص کی گفتگو کے بارے میں ہے کہ جس کے ساتھ میری گفتگو ایک فورم پر ہوئی وہ یہ کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل و شہادت کا ذمہ دار یزید نہیں ہے بلکہ وہ اس کے خون سے بری الذمہ ہے اور اس نے اس سلسلہ میں " **مهتدون** " کے نام سے ایک ویب سائٹ پر موجود ایک کتاب " **مصیر شمر الضابی والخزی الذی لحق به** (صفحہ 70) کا حوالہ دیا ہے؟

جواب: خدا کی بیشمار لعنت کے مستحق یزید کے وہ افعال جو کتابوں میں

موجود اور تاریخ میں مشہور ہیں اور اس کی عبید اللہ کے ساتھ ہونے والی خط و کتابت اور اس کی تحریریں اور امام حسین علیہ السلام کے اہل وعیال کے ساتھ اس کا سلوک اس بات کا گواہ و شاہد ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا اصل ذمہ دار یزید ملعون ہی ہے اور اس سلسلہ میں شکوک وشبہات اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی وبغض رکھنے والے ناصبیوں کی طرف سے ہیں۔

سوال: کیا جنابِ ام البنینؑ واقعہ کربلا کے وقت باقیدِ حیات تھیں؟

جواب: اگر چہ مشہور یہ ہے کہ جناب ام البنینؑ واقعہ کربلا کے وقت زندہ تھیں لیکن سید عبد الرزاق مقرّم نے اس بارے میں کسی بھی قسم کی کوئی حتمی رائے دینے سے توقف ظاہر کیا ہے۔

سوال: کیا عاشورہ کے دن خیموں میں پانی موجود تھا؟

جواب: اگر چہ بعض شاذ ونادر اور غیر معتبر روایات میں شبِ عاشور خیموں میں پانی کے وصول کی طرف اشارہ ملتا ہے لیکن اس کے برعکس بے شمار روایات پانی کی عدم موجودگی اور امام حسین علیہ السلام کے پیاسے شہید ہونے کی تصدیق کرتی ہیں۔

سوال: سانحہ کربلا کے راویوں کے جاننے کے لئے کن کتب کی طرف رجوع کریں؟

جواب: تاریخ اور مقتل کی کتابوں کا مطالعہ کریں اس سلسلہ میں آپ سید عبد الرزاق مقرم کی کتاب ''مقتل الحسین''، سید محمد تقی بحر العلوم کی لکھی ہوئی ''مقتل الحسین'' اور خوارزمی کی تحریر کردہ کتاب ''مقتل الحسین'' کا مطالعہ کریں۔

سوال: ارینب بنت اسحاق کے قصے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ قصہ امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں کی من گھڑت ایجاد، اور بنو امیہ کے نقلی اور جعلی روایات بنانے والے کارخانوں کی پیدا وار ہے تا کہ وہ اس قصہ کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کے مقدس قیام کو لوگوں کے سامنے بگاڑ کر پیش کریں اور یہ ظاہر کر سکیں کہ امام علیہ السلام کا قیام ذاتی مقاصد کی خاطر تھا۔ یہ قصہ ہماری بعض شیعہ کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن اس کو امام حسین علیہ السلام کے قیام کے ساتھ مربوط کرنا جائز نہیں ہے۔

یوم عاشورہ سے متعلق بعض واقعات

سوال: بعض خطباء کہتے ہیں کہ امام حسینؑ اور ان کے انصار نے ہزاروں کی تعداد میں دشمنوں کو قتل کیا آیا دشمن کی فوج سے اتنے زیادہ مقتولین کی تعداد صحیح ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تاریخ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ معرکہ کربلا سے متعلق کتابوں میں ملتا ہے کہ جب امام حسینؑ کے کافی انصار پہلے حملے میں شہید ہو گئے تو اس وقت امامؑ اور ان کے اصحاب نے یہ طے کیا کہ مشترکہ طور پر مل کر جہاد کرنے کی بجائے ایک ایک کر کے میدان جنگ میں جایا جائے تا کہ اس معرکہ کو زیادہ سے زیادہ طول دیا جا سکے اور یہی وہ چیز تھی کہ جو امام حسینؑ بھی چاہتے تھے کیونکہ امامؑ دنیا کے سامنے اپنے مقاصد و اہداف کا اعلان کر کے دشمن کو ہدایت و سعادت مندی کی طرف لانا چاہتے تھے اور امامؑ اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئے۔اسی طرح معرکے کو طول دینے کا مقصد دشمن کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو قتل کر کے زمین کو ان سے پاک کرنا تھا کہ جو خواتین، یتیم بچوں اور مقتولین پر بھی رحم کرنا نہ جانتے تھے۔امام حسینؑ کا یہ مقصد و ہدف جنگی، سیاسی اور اجتماعی حوالے سے بہت

اہمیت کا حامل تھا پس اسی مقصد کے تحت ایک ایک یا دو دو کر کے امام حسینؑ کے ساتھی میدان جنگ میں آتے اور دشمنوں کی صفوں کو لاشوں میں تبدیل کرتے چلے جاتے ۔روایات میں ملتا ہے کہ اس انفرادی جنگ کے نتیجہ میں ابن سعد ملعون کی فوج کی بہت بڑی تعداد و اصل جہنم ہوئی ۔روایات میں ہے کہ فقط جناب علی اکبرؑ نے اکیلے دشمن کے دوسو سے زیادہ افراد کو جہنم رسید کیا.پس اس بناء پر اس معرکہ میں دشمن کا ہزاروں کی تعداد میں جہنم واصل ہونا کوئی مبالغہ نہیں ہے لیکن علمی ضوابط کے تحت خبر کی عدم موصولی کی وجہ سے مقتولین کی صحیح تعداد کی تعین کرنا بہت مشکل ہے۔

سوال: مقتل امام حسینؑ کے بارے میں لکھی گئی کون سی کتب معتبر ہیں؟

جواب: آپ اس سلسلہ میں کتاب **بحار الانوار**، سیدعبدالرزاق مقرّم کی تالیف کردہ کتاب **مقتل امام حسین**ؑ اور سید محمد تقی آل بحرالعلوم کی تحریر کردہ کتاب **مقتل امام حسین**ؑ کا مطالعہ کریں۔ان احباب نے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی معتبر کتب میں پایا ہے اس کو اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کر دیا ہے اور اس کے اصل مصدر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

سوال: بہت سے لوگ خصوصاً خطباء حضرات آٹھ محرم کو جناب قاسمؑ کی شادی والی روایت پڑھتے ہیں کہ جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ امام حسینؑ نے

اپنے شہید بھائی کی وصیت کے مطابق جناب قاسمؑ کی شادی اپنی بیٹی سے کربلا میں کی تھی۔

کیا آپ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ امام حسینؑ نے یہ کام سرانجام دیا تھا؟

جواب: یہ روایت اگر چہ بعض کتابوں میں موجود ہے لیکن کسی معتبر ذریعہ سے ثابت نہیں ہے۔

سوال: امام حسینؑ کے انصار نے کس طرح سے کربلا میں جنگ کی ہے کیا امام حسینؑ کے انصار ایک ایک کر کے میدان جنگ میں آئے؟

جواب: سانحہ کربلا کے تمام واقعات اور جزئیات کو علم درایہ اور علم رجال پر جانچنا اور اس کے مطابق تفاصیل بیان کرنا بہت ہی مشکل کام ہے اور اس بات سے اہل علم خوب واقف ہیں۔البتہ روایات میں جو کچھ مذکور ہے اس کے مطابق امام حسینؑ کے اصحاب نے فقط کسی ایک طریقہ سے جنگ نہیں کی بلکہ کبھی تو امامؑ کے انصار ایک مجموعہ کی صورت میں میدان جنگ میں آئے اور کبھی ایک ایک کر کے تنہا دشمن سے نبرد آزما ہوئے۔

سوال: جناب علی اکبرؑ جب جنگ کے لئے میدان میں آئے تو اس وقت وہ تنہا تھے یا ان کے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟

جواب: معتبر کتابوں میں جو کچھ مذکور ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جناب علی اکبرؑ تنہا ہی میدان جنگ میں آئے اور کوئی ایسی معتبر روایت نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ جناب علی اکبرؑ کے ساتھ مل کر کسی اور نے بھی جہاد کیا تھا۔

سوال: امام حسینؑ اور ان کے اصحاب نے مل کر ایک ہی دفعہ مجموعی طور پر حملہ کیوں نہیں کیا؟

جواب: معرکہ کربلا کے واقعات اور جنگ میں غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت و انصار کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ جنگ کو جس حد تک ممکن ہو سکے طول دیا جائے تا کہ دشمن کے زیادہ سے زیادہ افراد کو قتل کیا جا سکے۔

اسی طرح معرکہ کو طول دینے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان اشقیاء کے سامنے اسلام و دین کو پیش کیا جائے اور ان کو ہدایت کی دعوت دی جائے تا کہ ان کے سامنے اتمام حجت ہو جائے اور جو ہدایت چاہتا ہے اسے یزیدیت کی دلدل وگندگی سے نکال کر حسینیت کے باغ ہدایت میں لایا جائے۔ کتابوں میں مذکور ہے کہ امام حسینؑ اس سلسلہ میں بعض افراد کو راہ ہدایت پر لانے میں کامیاب بھی ہوئے دس محرم تک جنگ نہ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ دشمن کو وعظ نصیحت کے

ذریعے راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کی جائے،لہذااس کوشش کے نتیجہ میں دس محرم تک بہت سے افرادمختلف اوقات اور دنوں میں ابن سعد کے لشکر سے نکل کرامام حسینؑ کی فوج میں شامل ہوتے رہے ان افراد میں فقط جناب حرؑ کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جناب حر اہل کوفہ کے رئیسوں میں سے تھےاور ابن زیادلعنہ اللہ علیہ کی فوج کے جرنیل تھے۔

امام حسینؑ نے اس جنگ میں یا اس کے علاوہ دوسرے واقعات میں جو طریقہ اختیار کیا وہ اس وقت کے حالات کے تقاضوں کے عین مطابق تھامیرے بیٹے یہ بات یادرکھیں :کسی بھی معصومؑ نے جوعمل انجام دیا ہے یا جس طریقہ کے مطابق بھی اس عمل کوسر انجام دیا ہے اس کوتسلیم کرنا اور اس کے بارے میں ”کیوں“ کواستعمال نہ کرنا ہم پر واجب ہے کیونکہ معصوم امام کے کسی بھی فعل پر اعتراض کرنا حرام ہے۔

اسیرانِ کربلا

سوال: آل امیہ لعنۃ اللہ علیہم نے اسیران کربلا کو کتنے عرصے کے بعد رہا کیا؟

جواب: بعض روایات میں ہے کہ اسیرانِ کربلا کا قافلہ رہائی کے بعد چہلم والے دن کربلا پہنچا لیکن جن روایات میں آل رسولؐ کی اسیری کے واقعات وحالات درج ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدزادیاں طویل عرصہ تک قید میں رہیں لہذا اس بنا پر بعض علماء یہ کہتے ہیں اسیران کربلا کا قافلہ سانحہ کربلا والے سال چہلم والے دن کربلا میں نہیں آیا تھا بلکہ اسیران کربلا کا یہ قافلہ شہادت کے دوسرے سال رہا ہونے کے بعد چہلم والے دن کربلا پہنچا۔

سوال: ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسیران کربلا کا قافلہ چہلم والے دن کربلا کس طرح پہنچا جبکہ اسیران کربلا کو اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا اور پھر اسیروں کا یہ قافلہ پہلے کوفہ آیا اور اس کے بعد اس قافلے کو شام لایا گیا اور شام میں اسیران کربلا کو قید میں رکھا گیا بلکہ بعض کا کہنا ہے کہ ایک طویل عرصے تک اسیران کربلا شام میں قید رہے۔

پس سانحہ کربلا کے بعد اسیروں کے کوفہ وشام جانے اور پھر چہلم والے دن

واپس کربلا آنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟اور کیا وہ روایت صحیح ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ اسیران کربلا نے چہلم والے دن جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ کو کربلا میں دیکھا؟

جواب: اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علماء کا کہنا ہے کہ قیدیوں کا قافلہ شہادت کے اگلے سال چہلم والے دن کربلا پہنچا جیسا کہ میں نے گزشتہ سوال کے جواب میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ہمارے بعض علماء نے اس روایت کا صحیح اور قابل قبول مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس سلسلہ میں آپ فاضل دربندی کی کتاب ''**اکسیرالعبادات فی اسرار الشهادات** '' کا مطالعہ کریں۔

سوال: کیا اسیران کربلا چہلم والے دن کربلا میں جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے پہلے ملے تھے؟

جواب: جی ہاں یہ بات ہماری معتبر کتب میں وارد ہوئی ہے۔

قیام حسینی کے اہداف واسباب

سوال: معاویہ لعنۃ اللہ علیہ کے زمانے میں امام حسین علیہ السلام نے قیام کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: اس سوال کا جواب امام علیہ السلام کے بعض فرامین اور خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیھما السلام کا معاویہ ملعون کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ تھا کہ جس پر معاویہ کی زندگی میں عمل کرنا ضروری تھا، جس طرح رسول خداؐ نے کفارِ مکہ سے حدیبیہ کے مقام پر جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ امام معصومؑ جو عمل بھی کرتے ہیں وہ حکمِ خدا اور شریعت کے مطابق ہوتا ہے۔

اسی طرح امام علیہ السلام یہ بات یقینی طور پر جانتے تھے کہ انھیں مدینہ اور مکہ میں قتل کردیا جائے گا چاہے وہ خانہ کعبہ کے پردوں میں ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی دوران اہل کوفہ کی دعوت اور ہزاروں خطوط کی وجہ سے ان کی طرف سفر کرنے کی حجت قائم ہوچکی تھی اور یہ وہ چیز تھی کہ جو معاویہ ملعون کے زمانہ میں میسر نہ تھی۔

کتاب تحفۃ العقول میں مذکور ہے کہ امام علیہ السلام نے معاویہ ملعون کو اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ میں خدا کے حضور تمھارے ساتھ جنگ نہ کرنے پہ

معذور ہوں اور شاید اس کی وجہ انصار کی عدم موجودگی تھی۔

سوال: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر امام حسین علیہ السلام نے ڈکٹیٹر شپ کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا تھا تو آج اکثر مسلمان ملکوں پر ظالم وجابر حکمران کیوں مسلط ہیں؟

جواب: جب یہ کہا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ظلم اور طاغوت کی جڑیں کاٹ ڈالیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے شریعتِ اسلام اور دین کے قوانین کو رہتی دنیا تک محو ہونے سے محفوظ کر دیا کہ جو قوانینِ اسلام بنی امیہ اور اس کے نمک خواروں کی وجہ سے لرز رہے تھے یزید ملعون نے اسلام کو مٹانے اور محو کرنے کی مکمل کوشش کی اور ان نجس اشعار کو پڑھنے لگا۔

لعبت هاشم بالملك فلا

خبر جاء ولا وحي نزل

یعنی: بنی ہاشم نے حکومت (کے حصول) کے لیے (نبوت) کا کھیل رچایا تھا پس نہ کوئی خبر آئی ہے اور نہ ہی وحی نازل ہوئی ہے۔

پس امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کے صدقے اسلام آج تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور یہ سب انقلابِ حسینی کی بدولت اور دلوں پر اہل

بیتؑ کی حکومت کی وجہ سے ہے اور یہی وہ بڑی رکاوٹ ہے کہ جو یزید اور اس جیسوں ملعونوں کی اسلام کو محو کر دینے کی خواہش کو پورا ہونے سے روکے ہوئے ہے، پس امام حسینؑ نے اپنی ہر عزیز ترین چیز کو فدا کر کے حق کی نصرت و مدد کی اور اس طرح کی قربانیوں کی مثال سوائے انبیاء اور رسولوں کے کہیں نہیں ملتی پس اپنی قربانیوں کے ذریعے امام حسینؑ آج تک فاتح ہیں اور ہم امام حسینؑ کی قربانیوں کے صدقے قیامت تک دین اسلام اور شریعت سے متمسک رہیں گے۔

سوال: امام حسینؑ عراق کی طرف سفر کرتے وقت جانتے تھے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے یا نہیں ؟اور اگر جانتے تھے تو کیا یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا نہیں ہے؟

جواب: امام حسینؑ نے جو کچھ بھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور شریعت کی تعلیمات کے عین مطابق تھا کیونکہ امام معصومؑ فقط وہی کام سرانجام دیتا ہے کہ جو ان پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے، اگر امام حسینؑ کا شہادت کے بارے جاننے کے باوجود عراق جانا (نعوذباللہ) قابل تعریف نہیں ہے تو ہر مجاہد کا جہاد کے لیے جانا بھی قابل تعریف نہیں ہے کیونکہ ہر مجاہد کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عنقریب جنگ میں مارا جائے گا نا جانے کتنے ایسے صحابی تھے کہ جب وہ جہاد کے

لیے نکلتے تھے تو وہ رسول خداؐ سے اپنی شہادت اور راہ خدا میں موت کی دعا کرواتے تھے۔

سوال: سانحہ کربلا میں ایک جانب ہر الٰہی پیغام، تمام انسانی حقوق کی حمایت، تمام اجتماعی اور معاشرتی اقدار کی سربلندی اور قربانی، ایثار اور فدا کاری کی تصویر موجود تھی جبکہ دوسری طرف رذالت، کمینگی اور انسانی حدود سے خروج کی ہر بدترین صورت تھی۔ پس واقعات کربلا اور اس عظیم انقلاب کی روشنی میں ایک عورت پر کون سے فرائض عائد ہوتے ہیں؟

جواب: مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اس سانحہ کربلا سے درس حاصل کریں کہ کس طرح سے حق سے متمسک رہتے ہوئے شریعت پر عمل درآمد کیا جاتا ہے اور وہ کس طرح سے شریعت اور اس کے احکام کو عملی جامہ پہنانے اور اس کی حفاظت کے لیے اپنے اندر قربانی اور فدا کاری کا جذبہ پیدا کریں۔ پس سانحہ کربلا میں خاتون کی بہادری، جرأت اور استقامت عقیلہ بنی ھاشمؑ اور آل ابی طالبؑ کی شیر دل خاتون جناب زینبؑ اور باقی بافضیلت مومنات کی نماز اور پردہ کی پابندی، امام کی اطاعت اور اپنی اولاد، شوہر اور ہر عزیز ترین چیز کو حق کی نصرت کے لئے قربان کر دینے کی صورت میں نظر آتی ہے اور یہ سب وہ امور ہیں جو کسی بھی خاتون کے لئے صراطِ مستقیم پر عمل پیرا

ہونے کے لیے علامات نشانیاں اور رہنما اصول ہیں پس ہر عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت اور بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کے لئے سرشار ہو اور ہر معاملہ میں شریعت کی پابند رہے اور اپنے پردے وحجاب کا مکمل لحاظ رکھے جو کہ ہر مومنہ کی شخصیت کا بنیادی جزء ہے اسی طرح عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے واجبات اور عبادات کو مکمل پابندی سے ادا کرے اور یہی وہ امور ہیں کہ جن پر عورت عمل کرے تو اسلام کی نظر میں ایک پڑھا لکھا ترقی یافتہ گھر اور معاشرہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

سوال: کیا جناب زینبؑ کا اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ سفر کرنا اور اتنی زیادہ قربانیاں دینا ایک بہن ہونے کی بنا پر تھا؟

جواب: جنابِ زینبؑ کا امام حسینؑ کے ساتھ مل کر اس عظیم انقلاب کو برپا کرنا اس بنا پر نہیں تھا کہ امام حسینؑ ان کے بھائی تھے بلکہ یہ سب قربانیاں خدا کی محبت، اور دین کی محبت کے جذبے اور شریعت کے قیام کی خاطر تھیں۔

سوال: سید ابوالقاسم الخوئی (قدس سرہ) نے فرمایا تھا کہ جناب زینبؑ اسلام کے دفاع اور خدا کی راہ میں جہاد میں امام حسینؑ کی شریک تھیں سید ابوالقاسم خوئی (قدس سرہ) کی اس شراکت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلام اور سید الشھداءؑ کے اوامر اور تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا

ہو کر جناب زینبؑ سید الشہداءؑ کی شریک کہلائیں اسی طرح امام حسینؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے مشنِ اسلام اور دین کی بقا کے لیے جو طریقہ کار وضع کیا اس پر بھی جناب زینبؑ نے مکمل طور پر عمل کیا۔

سوال: جب امام حسینؑ کو روئے زمین پر موجود پاکیزہ ترین خواتین کے قید ہو جانے کا علم تھا تو پھر ان کو اپنے ساتھ لے جانے کا کیا فلسفہ تھا؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ امام معصومؑ کے کسی فعل کے بارے میں اعتراض کرے کہ یہ کام امام نے کیوں کیا؟ امام معصومؑ ہر کام خدا کے حکم کے مطابق سرانجام دیتے ہیں اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس کے احکام، اوامر اور نواہی کا ظاہری اور باطنی طور پر کیا فلسفہ اور سبب ہے؟ ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم امام کے ہر حکم اور ہر فعل پر سر تسلیم خم کریں اور اس کے واسطہ سے خدا کی اطاعت کریں۔

جہاں تک اس کی تحلیلی جانب ہے تو جناب زینبؑ نے اسیری کی حالت میں ابن زیاد ملعون کے دربار میں تمام لوگوں کے سامنے اپنا اور اپنے خاندان کا شرف بیان کیا اور ابنِ زیاد اور اس کے خاندان کی نجاست اور قباحت کو دنیا کے سامنے آشکار کیا دنیا کے سامنے واضح طور پر بتایا یہ کس نجس ماں کا نجس بیٹا ہے۔اسی طرح یزید ملعون کے دربار میں بھی جناب زینبؑ نے بھرے دربار اور مجمع عام کے

سامنے بنو امیہ، یزید، معاویہ اور ان کے دسترخوان کی بچی ہوئی ہڈیوں پر پلنے والوں کے چہرہ سے اسلام کا بناوٹی نقاب نوچ ڈالا اور لوگوں کے سامنے ان کا اصل قبیح چہرہ واضح کردیا پس یہ جناب زینبؑ اور ان کے ساتھ قید ہونے والے پابندِ رسن اسیروں کی محنت اور جدوجہد ہے کہ یزید اور اس کی اتباع کرنے والے آج تک تمام تر ظاہری ومادی وسائل ہونے کے باوجود انقلابِ حسینی کو نہ مٹا سکے اور نہ مٹا سکیں گے اور کسی بھی انقلاب کو برپا کرنے کے بعد اس کو باقی رکھنا سب سے اہم اور مشکل کام ہوتا ہے اور کربلا کے انقلاب کا قیامت تک کے لئے باقی رہنا فقط جناب زینبؑ اور ان کے ساتھ قید ہونے والی مقدس ترین خواتین کا مرہون منت ہے اور شاید امامؑ کے ان کو اپنے ساتھ لانے کی یہی وجہ تھی۔

سوال محرم کے حوالے سے آپ امت مسلمہ کو کیا نصیحت فرمائیں گے کہ امت مسلمہ کس طرح امام حسینؑ کی اتباع کرے اور ان سے درس حاصل کرے؟

جواب: ہم سب پر واجب ہے کہ ہم انقلاب وقیام حسینی اور اس میں موجود تمام معانی ومفاہیم کو سمجھیں اور سب سے پہلے اپنے اندر اور پھر دوسروں میں موجود ظلم، انحراف اور فساد کو ختم کرنے کے لیے قیام حسینی کو مشعل راہ اور نمونہ عمل قرار دیں۔

شعائرِ حسینی کے مخالفین کے بارے میں رائے

سوال :علماء کے لبادے میں ایک شخص منظر عام پر آیا ہے کہ جو ان تمام شعائرِ حسینی کے جائز ہونے کی مخالفت کرتا ہے کہ جن کو ہم انجام دیتے ہیں اس کی وجہ سے ہمارے بہت سے لوگ شبہات کا شکار ہوگئے ہیں لہٰذا اس بارے میں فتوی دے کر ہمیں ہمارے شرعی فریضہ سے آگاہ کریں؟

جواب:یہ ایک گمراہ کن سازش ہے اور اس شخص کی افکار سے حق سے دشمنی اور دشمنان اہل بیتؑ سے مل جانے کی بو آتی ہے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مومنین کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

سوال:جناب مرجع اعلیٰ آیت اللہ العظمٰی مجدد حوزہ علمیہ الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ ہمارا تعلق منبر حسینی کے خطباء اور ماتمی انجمنوں سے ہے اسی سال ہمیں ایک عجیب اور انوکھی بات سے واسطہ پڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام حسینؑ پر رونے اور فقط سینہ پر ہلکا ماتم کرنے کے علاوہ باقی تمام شعائرِ حسینی کا انجام دینا جائز نہیں ہے اور اہم بات یہ ہے ان باتوں کو پھیلانے والے بعض دینی طالب علم ہیں کہ جو یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ رونے کے علاوہ تمام شعائرِ حسینی بدعت ہیں جنابِ عالی ہمیں اس سلسلہ میں فتوی دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب: یہ ایک انتہائی شرمناک اور افسوس کن بات ہے کہ شعائرِ حسینی کے بارے میں بدعت کے فتوے دینے والے وہ لوگ ہیں کہ جن میں نہ تو فتوی دینے کی صلاحیت واہلیت ہے اور نہ ہی ان کا علمِ دین سے کوئی تعلق ہے شاید یہ لوگ شعائرِ حسینی کو روکنے والے بنی امیہ، بنی عباس اور طاغوت زمانہ صدام کا انجام بھول گئے ہیں پس اگر یہ گروہ اپنی ان کمینی حرکات سے باز نہ آیا تو خدا خود ہی امام حسینؑ کے مظلوم خون کے صدقے ان کو تباہ وبرباد کردے گا اور ان سے امام حسینؑ کا انتقام لے گا۔

یہ بات یاد رکھیں کہ میرے فتوی کے مطابق مذکورہ شرائط کے تحت قمعہ، زنجیر زنی اور ان تمام شعائرِ حسینی کا انجام دینا جائز اور باعث ثواب ہے کہ جن میں کوئی ایسا عمل نہ ہو کہ جس کو امام حسینؑ پسند نہ کرتے ہوں۔

دعا ہے کہ اگر یہ لوگ ہدایت کے قابل ہیں تو خدا ان کو ہدایت عطا کرے اور مومنین کو دنیا کے نشیب وفراز سے محفوظ رکھے اور تمام مومنین کو خدا تعالیٰ اپنی وسیع رحمت میں شامل کرے اور سید الشہداءؑ ان کے ناناؐ، باباؑ اور والدہؑ کی شفاعت نصیب کرے۔

اللهم العن اول ظالم ظلم حق محمد وآل محمد وآخر تابع له على ذلك اللهمّ العن العصابة التي

جاهدت الحسین وشایعت وبایعت وتابعت علی قتله اللهمّ العنهم جمیعاً والعن من ینصرهم بأیّ اسلوب فی الحاضر والمستقبل ۔

یعنی: خدایا لعنت کر اس پہلے ظالم پر جس نے محمدؐ وآل محمدؐ پر ظلم کیا اور آخری اتباع کرنے والے ظالم پر ۔خدایا اس گروہ پر لعنت کر جس نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اور پیروی کی بیعت کی اور اتباع کیا ان کے قتل پر خدایا ان سب پر لعنت کر ۔

سوال: آپ ان گروہوں کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ جو مجالس اور ماتمی جلوسوں کے سڑکوں اور عمومی جگہوں پر آنے کی مخالفت کرتے ہیں اور انھیں مخصوص مقامات اور معین کردہ میدانوں وغیرہ میں منعقد کرنے کا مشورہ دیتے ہیں خاص طور پر اس وقت دار الخلافہ میں جب یہ لوگ ماتمی جلوسوں کو سڑکوں پر آنے سے روکنا چاہتے ہیں تو سڑکوں پر مختلف سینمائی فلموں کو ریلیز کرتے ہیں اور سڑکوں پر ٹینٹ لگا کر خوشی کی تقریبات منعقد کرتے ہیں اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہماری حکومت جو اسلامی حکومت کہلاتی ہے ان گمراہ لوگوں کی مدد وتائید کرتی ہے۔

جواب: شعائر حسینی کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی انھیں کسی خاص

جگہ پر مقید اور منحصر کرنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ ماتمی جلوسوں وغیرہ کو مکمل طور پر منظّم کیا جائے تا کہ کوئی پریشان کن صورتِ حال سامنے نہ آئے۔

اور جہاں تک ان گناہوں اور منکرات کا تعلق ہے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اسلام کی نظر میں یہ سب قابل مذمت اور باعث عذاب ہیں چاہے ان کا کرنے والا کوئی بھی ہو مجھے نہیں معلوم جس اسلامی حکومت کی آپ بات کررہے ہیں وہ عراق میں کہاں ہے؟ کیا عدالتوں میں فیصلہ کرنے والے جج اسلامی قوانین کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں کیا کسی مسلّم مجتہد ومرجع کے علاوہ بھی کوئی اسلامی حکومت چلا سکتا ہے؟ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ حکومتی عہدیدار اپنی خاص غرض کے تحت ہمارے پاس آتے جاتے ہیں اور ان کی یہ غرض آپ جیسے عاقل سے مخفی نہیں ہے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ عراق میں اس وقت موجود حکومت دوطرح کے افراد سے بنی ہے کچھ تو ایسے ہیں جو بے چارے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے ہاتھوں کو باندھ دیا گیا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو بالکل عوام کے خیر خواہ نہیں ہیں پس یہ لوگ عراق پر قابض امریکہ کے آلہ کار ہیں یا پھر ان کے پاس بڑی بڑی دہشت گرد مسلح تنظیمیں ہیں پس ان میں سے بعض لوگ اپنے قبیح اور غیر شرعی اعمال کی ذمہ داری جھوٹ اور بہتان کے ذریعہ مراجع عظام اور مجتہدین کرام کے کاندھوں پہ ڈالتے ہیں جب کہ ہم مسلسل حکومت کو عوام کی

خدمت کرنے کی نصیحت کررہے ہیں کہ جس پہ عمل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

سوال: کیا بہت سے ایسے شعائرِ حسینی کو اس دلیل کی بنا پر ترک کردینا واجب ہے کہ ان شعائر کی وجہ سے ہمارا مخالف فرقہ ہم پر دہشت گردی کے حملے کرتا ہے اور ان شعائر کی وجہ سے ہمارے درمیان فرقہ واریت کو فروغ ملتا ہے اور اس طرح ان شعائر کے انجام دینے سے اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی ہوتی ہے؟

جواب: ارشادِ قدرت ہے: **لَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ** سورہ بقرۃ، آیت ۱۲۰۔

یعنی: یہود اور نصاری تم سے کبھی بھی راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کی ملت کی اتباع کرنے لگو۔

اگر کوئی شعائرِ حسینی کو دشمنانِ اہلبیتؑ کو راضی کرنے کے لیے ترک کرنا چاہتا ہے جب کہ ان شعائر میں کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو کہ جو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں پر جسارت وغیرہ شمار ہوتی ہو تو مجھے نہیں معلوم کہ ایسا شخص اپنے آپ کو کس طرح شیعہ تصور کرتا ہے ہاں البتہ اگر ایسے اعمال ہیں جو واجب نہیں ہیں اور دوسرے فرقہ انھیں اپنے بارے میں جسارت تصور کرتے ہیں تو ان اعمال کو دوسروں کے سامنے شیعوں کی مال جان اور ناموس کی حفاظت کی خاطر انجام نہ دیا جائے۔

سوال: قمعہ زنی اور ماتم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جب کہ اس وقت ان شعائر کی مخالفت کرنے والے کہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے مغرب والے ہمیں حقیر اور انسان دشمن تصور کرتے ہیں؟

جواب: میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ قمعہ، زنجیر زنی اور سینہ پر ماتم کرنا ان شروط کے تحت مباح اور باعث ثواب ہے کہ جن کا گزشتہ جوابوں میں ذکر ہو چکا ہے۔

جہاں تک اس مخالفت کا تعلق ہے تو یہ ایک انتہائی عجیب وغریب بات ہے کہ مسلمان اپنی شریعت غیر مسلموں کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے کیا یہ احساس کمتری نہیں ہے گویا یہ لوگ اپنے دین اسلام کے حق ہونے کے بارے میں مطمئن نہیں ہیں گویا کہ یہ لوگ تہذیب وثقافت کا نعرہ لگانے والوں کی طرف سے ایجاد کردہ فری سٹائل کشتی ،بل فائٹنگ اور بوکسینگ جیسے حیوانی کھیل ،ڈراونی فلمیں اور حیوانات کے آپس میں لڑانے جیسے کھیلوں کو بھول گئے ہیں یورپی ملکوں میں اس قسم کے بہت سے کھیل کھیلے جاتے ہیں کہ جن سے ایک دوسرے کو گہرے زخم لگتے ہیں اور ایک دوسرے کی توہین ہوتی ہے اور بہت سے ملکوں میں یہ کھیل قومی کھیل کی بھی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے ان کی بہت سی ایسی گھٹیا عادات اور رسمیں ہیں جن کو یورپ والے اپنی تہذیب ثقافت اور ترقی کا حصہ سمجھتے ہیں۔

شعائر پر اعتراض کرنے والا کیا یہ گمان کرتا ہے کہ مغرب والے ہماری نماز اور اس کے طریقہ کار پر راضی ہیں؟ اسی طرح کیا خانہ کعبہ پتھروں سے بنے ہوئے گھر کے گرد طواف کرنے پہ یورپ والے ہم سے خوش ہیں؟ کیا جناب ابراہیمؑ کی سنت کے مطابق پتھر مارنے کو مغرب والے پسند کرتے ہیں؟ کیا صفاومروہ کے درمیان خواتین اور مردوں کی سعی کرنے پہ اہل غرب راضی ہیں؟

پس شعائر پہ اعتراض کرنے والا اپنے دین سے جہالت کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار ہے یہ شخص ایسے لوگوں سے دین حاصل کرنا چاہتا ہے جن کے پاس دین نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

زیارت عاشورہ

سوال : کیا زیارتِ عاشورہ کی سند معتبر وصحیح ہے؟

جواب : مختلف فنی وعلمی طریقوں کے تحت زیارتِ عاشورہ کی سند کا معتبر اور صحیح ہونا ثابت ہے اور میں ہمیشہ اس زیارت کو پڑھتا اور لوگوں کو ہمیشہ اس کے پڑھنے کی ترغیب ودعوت دیتا ہوں۔

سوال : سند، متن اور مضمون کے اعتبار سے زیارت عاشورہ کی کیا حیثیت ہے اور کیا یہ بات درست ہے کہ "زیارت عاشورہ میں موجود یہ فقرہ **"اللھم العن الاول والثانی ....تا آخر"** زیارت کا حصہ نہیں ہے بلکہ اس کو کسی نے خود ہی وضع کیا ہے اور اسی طرح کچھ اور جملے بھی ہیں جو اصل زیارت میں داخل کئے گئے ہیں اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم اس زیارت کے پرانے نسخوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں یہ جملے نظر نہیں آتے بلکہ یہ جملے بعض افراد نے حاشیہ میں لکھے ہیں اور نہ ہی ابن طاؤس نے شیخ طوسیؒ سے نقل کرتے ہوئے ان جملوں کو زیارت میں لکھا ہے اور اسی طرح بزرگ علمائے قدماء نے بھی ان جملوں کو زیارت میں ذکر نہیں کیا۔

جواب : جن جملوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان جملوں سمیت یہ زیارت

میرے نزدیک سند اور مضمون کے اعتبار سے صحیح ہے۔ میں اس زیارت کو پابندی سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور جن جملوں کی آپ بات کر رہے ہیں ان کو میں نے خود "شیخ طوسیؒ کی کتاب "**مصباح المتھجد**" کے پرانے نسخے میں لکھا ہوا دیکھا ہے اور وہ نسخے کہ جس کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ ان جملوں سے خالی ہے اس کی تاریخ کے مقابلے میں اِس نسخے کی تاریخ بہت پرانی ہے کہ جس میں میں نے خود ان جملوں کو دیکھا اور پڑھا ہے۔ اسی طرح محمد بن قولویہ کہ جن کا زمانہ شیخ طوسیؒ سے بھی بہت پہلے کا ہے ان کی کتاب "کامل الزیارات" میں بھی زیارت عاشورہ کے اندر یہ جملے موجود ہیں۔ محمد بن قولویہ کی وفات "۳۶۸ ہجری" میں ہوئی جب کہ شیخ طوسی نے "۴۶۰ ہجری" میں اس دنیا کو خیر باد کہا اور سید ابن طاؤس کی تاریخ وفات "۶۶۹ ہجری" ہے۔

سوال: کیا زیارت عاشورہ پوری کی پوری "**اللھم خص انت اول ظالم باللعن منی ...... تا آخر**" سند کے اعتبار سے صحیح ہے؟ اور اگر یہ جملے زیارت عاشورہ کا جزء نہیں ہیں تو کیا ان کا پڑھنا حرام ہے؟ کیا یہ جملے اہل بیت علیھم السلام کے اخلاق کے منافی نہیں ہیں؟

جواب: مکمل زیارت عاشورہ کی سند مختلف فنی اور علمی طریقوں سے ثابت ہے۔ میں ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس زیارت کو پڑھتا ہوں اور لوگوں کو بھی

پابندی کے ساتھ اسے پڑھنے کی دعوت وترغیب دیتا ہوں اور اس میں موجود ظالمین پرلعنت سے یہ زیارت مضمون کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہوجائے گی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ظالموں پر لعنت نہیں کی؟ کیا **سورۃ اللھب (تبت یدا.....)** قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے؟ کیا آپ خدا کی مقدس کتاب کے بارے میں بھی وہی خیالات رکھتے ہیں کہ جو آپ نے اہلبیت ؑ کے بارے میں اپنے سوال میں ذکر کیے ہیں کہ اہل بیت کا کسی ظلم پر لعنت کرنا ان کے اخلاق کے منافی ہے؟ کیا رسول خداؐ نے اس ملعون پر لعنت نہیں کی تھی جو آپؐ کا مذاق اڑاتا تھا؟ کیا آپ خود شیطان پر لعنت نہیں بھیجتے؟ خدا کی قسم پوری تاریخ انسانیت میں جس طرح اہل بیت رسولؐ پر ظلم ڈھائے گئے اس طرح سے کسی پر بھی ظلم نہیں ہوئے، پس جو شخص بھی اہل بیت علیھم السلام پر ظلم کرنے والوں کے لئے ذرہ برابر بھی ہمدردی رکھتا ہے وہ قیامت کے دن انہی ظالموں کے ساتھ محشور ہوگا۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ.......

سوال :میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ زیارت عاشورہ میں موجود پیراگراف **"اللھم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع لہ علیٰ ذلك ،اللھم العن العصابة التی جاھدت الحسین ،و شایعت و بایعت و تابعت علی**

قتلہ اللھم العنھم جمیعا “ کو شروع سے لے کر آخر تک سو دفعہ پڑھنے کی بجائے فقط آخری جملے ”**اللھم العنھم جمیعا** “ کو سو دفعہ پڑھنا کافی اور صحیح ہے اور اسی طرح اس پیراگراف ”**السلام علیك یا ابا عبداللہ و علی الارواح التی حلت بفنائك علیك منی سلام اللہ ابدا ما بقیت و بقی اللیل والنھار ولاجعلہ اللہ آخر العھد منی لزیارتکم السلام علی الحسین و علی علی بن الحسین و علی اولاد الحسین و علی اصحاب الحسین** “ کو شروع سے لے کر آخر تک سو دفعہ پڑھنے کی بجائے فقط اس جملے ”**السلام علی الحسین و علی علی بن الحسین و علی اولاد الحسین و علی اصحاب الحسین** “ کو سو دفعہ پڑھ لیا جائے تو کیا یہ کافی ہوگا اور کیا زیارت عاشورہ کو اس طرح سے پڑھنا صحیح ہے؟

جواب: معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ دونوں پیراگراف شروع سے آخر تک پڑھے جائیں اور پہلے پیراگراف کی جگہ فقط ”**اللھم العنھم جمیعا**“ کہنا کافی نہیں ہے اور نہ ہی دوسرے پیراگراف کی جگہ فقط مذکورہ بالا جملے کا پڑھنا کافی ہے۔

سوال: کیا زیارت عاشورہ پڑھتے وقت " **اللھم العن اول ظالم ..... اللھم العنھم جمیعا** " تک پورے پیراگراف کو سو دفعہ پڑھنے کی بجائے فقط ایک دفعہ پڑھا جائے اور پیرا کے آخر میں کہہ دیا جائے سو دفعہ یا ننانوے مرتبہ تو کیا ہمارا ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اسی طرح اس سے اگلے پیرا گراف کو سو دفعہ پڑھنے کی بجائے فقط ایک مرتبہ پڑھنا اور آخر میں سو مرتبہ یا ننانوے مرتبہ کہہ دینا جائز ہے؟

جواب: ایسا کرنا پوری زیارتِ عاشورہ کی ادائیگی شمار نہیں ہو گا۔

سوال: زیارتِ عاشورہ میں مذکور "اہل بیتؑ پر ظلم کرنے والوں پہ لعنت پر مشتمل پیرا گراف" اور اس سے اگلا "امام حسین علیہ السلام پر درود و سلام پر مشتمل پیرا گراف" کو سو دفعہ پڑھنے کی بجائے اس سے کم عدد میں پڑھنا آیا بدعت اور ایسا فعل شمار ہوگا کہ جس سے روایات میں منع کیا گیا ہے؟

جواب: اگر چہ ایک ایسی روایت موجود ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ جس کے پاس سو دفعہ پڑھنے کا وقت نہ ہو وہ اس سے کم مرتبہ پڑھ سکتا ہے اس روایت میں ایسا کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن یہ روایت سند وغیرہ کے اعتبار سے معتبر نہیں ہے لہٰذا میرے نزدیک ایسا کرنے کا جواز معصومین ؑ کی جانب سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اگر آپ سو مرتبہ نہیں پڑھتے اور اپنے اس عمل کو معصوم کی

طرف نسبت نہیں دیتے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی یہ نہ کہیں کہ معصوم علیہ السلام نے سو سے کم مرتبہ پڑھنے کی اجازت دی ہے لیکن سو سے کم مرتبہ ان دونوں پیراگراف کو پڑھنا مکمل زیارت کا پڑھنا شمار نہیں ہوگا۔

سوال :زیارتِ عاشورہ میں موجود لعنت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور رسول خداؐ کی حدیث (کہ جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ میں لعنت کرنے کے لئے مبعوث نہیں ہوا) کی موجودگی میں آپ کس طرح سے زیارت عاشورہ میں موجود لعنت کو پڑھتے ہیں؟

جواب :پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث اللہ کی مقدس کتاب کے برخلاف ہے کہ جو رسول خداؐ کی زبانی ہم تک پہنچی۔ پس کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ظالموں پر لعنت نہیں کی؟ کیا ظالموں پر لعنت کرنے والوں کی مدح وتعریف نہیں کی؟ کیا آیتِ مباہلہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ رسول خداؐ نے اللہ کے حکم کے مطابق جھوٹوں پر لعنت کرنے کا وعدہ کیا تھا ؟ کیا قرآن مجید کی بہت سی آیات لعنت پر مشتمل نہیں ہیں؟ کیا گزشتہ انبیاء علیھم السلام اپنی قوم کے کافروں اور مردودوں پر لعنت نہیں کیا کرتے تھے؟ پس قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہوتا ہے :

”لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان

داؤد و عیسیٰ ابن مریم ذلك بما عصوا و کانوا یعتدون"(سورہ مائدہ۔آیت ۷۸)

ترجمہ:بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے ان پر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبانی لعنت کی گئی یہ (لعنت ان پر پڑی تو صرف اس وجہ سے کہ ایک تو ان لوگوں نے نافرمانی کی اور پھر ہر معاملہ میں حد سے بڑھ جاتے تھے۔

کیا کتاب الکافی میں رسول خداؐ کے بارے میں معتبر خبر سے ثابت نہیں ہے کہ آپؐ نے اہل بدعت و فساد پر لعنت کی ہے؟

میں آپ کو ان افراد سے خبردار کرتا ہوں کہ جو اپنے مذہب اور دین اسلام کے بنیادی عقائد اور اصولوں کو اتحاد بین المسلمین کے کھوکھلے نعروں کی خاطر تبدیل کرنا چاہتے ہیں اگر ان لوگوں کے ہاتھ حکومت و تسلط آجائے تو یہ لوگ تمام مقدسات کے منکر ہو جائیں گے،خدا تمام مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

سوال: آج کل زیارت عاشورہ کی سند اور اس میں موجود لعنت کے بارے میں بہت سے شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کی سند تو صحیح ہے لیکن اس میں موجود لعنت من گھڑت اور صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا پڑھنا بھی حرام ہے۔پس اس بارے میں

جناب کی کیا رائے ہے؟ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب: یہ پوری زیارت لعنت اور درود و سلام سمیت سند اور مضمون کے اعتبار سے معتبر ہے۔

سوال: جناب عالی آپ بعض لوگوں کی اس رائے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ زیارتِ عاشورہ میں موجود لعنت زیارت کا حصہ نہیں ہے بلکہ یہ راویوں اور اسے لکھنے والوں کی طرف سے جعل سازی اور اضافہ ہے؟

جواب: اس رائے سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں زیارتِ عاشورہ موجود اور معروف طریقہ کے مطابق ہے اور لعنت پر مشتمل تمام عبارات اور کلمات سمیت ہماری معتبر کتب میں موجود اور مروی ہے۔ ایسے امور میں ان لوگوں کی دخل اندازیوں سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت اور جہالت ہوسکتی ہے کہ جن لوگوں کا ان امور سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں حالانکہ یہ امور اہل اختصاص اور ان کے سپیشلسٹ افراد کے ساتھ خاص ہیں۔

سوال: زیارت عاشورہ میں موجود اس عبارت **"ولعن الله امة دفعتكم عن مقامكم و ازالتكم عن مراتبكم التى رتبكم الله فيها"** کے بارے میں میرے دو سوال ہیں؟

(۱) اس عبارت میں موجود لفظ "**مقام**" اور "**مراتب**" سے کیا مراد ہے؟

(۲) کس طرح سے اہل بیت ؑ کو ان کے مقام سے ہٹایا اور ان کے مراتب کو چھینا گیا؟

جواب: (۱) بات بالکل واضح ہے مثلاً امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد امامِ وقت تھے اور خلافت وحکومت کا حق بھی انہی کا تھا لیکن یزید اور اسی طرح معاویہ نے اپنے دور حکومت میں یہ حق انہیں نہ دیا بلکہ خلافت کے تخت پر چڑھ بیٹھا اور اہل بیت رسولؐ سے ان کا حق چھین لیا اور اسی طرح باقی بادشاہوں نے بھی ہر امام برحق اور امام منصوص من اللہ کے ہوتے ہوئے حکومت پر قبضہ کئے رکھا اور تمام آئمہ ؑ کو اس سے محروم رکھا۔

(۲) پہلے جواب کی طرف رجوع کریں۔

سوال: بعض افراد مسجدوں یا امام بارگاہوں میں زیارتِ عاشورہ پڑھنے کے دوران مرثیہ، نوحہ یا امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو ذکر کرتے ہیں یا پھر اہل بیت ؑ کے دشمنوں پر لعنت بھیجتے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ زیارت عاشورہ کا حصہ نہیں ہیں تو کیا ہمارے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب :اگر اہل بیت علیہم السلام کے مصائب پر حزن و ملال اور رقتِ قلب کے حصول کی خاطر ایسا کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح مصائب وغیرہ کے ذکر کو زیارت عاشورہ کا جزء شمار نہ کیا جائے۔

زیارت کے لئے پیدل جانا

سوال: ہر زیارت کے موقع پر نجف اور کربلا پیدل جانا شرعی حوالے سے کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب: ایسا کرنا مستحب ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر وثواب بھی ہے کیونکہ اس سلسلہ میں بہت سی روایات وارد ہوئیں ہیں ۔

سوال: عراق میں بسنے والے شیعوں کی یہ عادت ہے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جاتے ہیں اور ایک عظیم روحانی ماحول میں کئی دن تک مسلسل سینکڑوں کلومیٹر کی مسافت پیدل طے کر کے کربلا پہنچتے ہیں:

(۱) فقہی نقطہ نظر سے اس عمل کا کیا حکم ہے؟

(۲) جس شخص کے لئے پیدل چلنا ممکن ہے آیا اس کا زیارت کے لئے پیدل جانا افضل ہے یا سوار ہو کر؟

(۳) آپ ان افراد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو کربلا تک پورے راستے میں پیدل آنے والے زائرین کی ہر طرح سے خدمت کرتے ہیں اور انتہائی زیادہ پیسہ اس سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں؟

(۴) ہم کس طرح سے ان لوگوں کے اعتراضات کا جواب دے سکتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے اس عمل کی وجہ سے ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمیں ترقی کے برعکس زمانہ قدیم کی طرف پلٹنے والے اور مجنون کہتے ہیں؟

(۵) اس سلسلہ میں آپ ہمیں کیا نصیحت فرمائیں گے؟ خداوند متعال آپ کو طول عمر عطا فرمائے اور ہمارے لئے شرف اور علمی ذخیرہ قرار دے۔

جواب: (۱) یہ عمل مستحب مؤکد ہے اور اس سلسلہ میں ہماری معتبر کتب اور معصومین علیہم السلام سے مروی روایات میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ مومنین کے اس عمل کو قبول کرے اور اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ان کے تمسک کو مزید مضبوط کرے اور امام حسین علیہ السلام کے مشن اور ان کے مقاصد کے دفاع کے لئے ہمیشہ جان نثاری کے جذبات سے لبریز رکھے۔

(۲) جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جا سکتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی ایسے عمل میں خلل بھی پیدا نہ ہوتا ہو کہ جو شرعی طور پر اس سے اہم ہے تو ایسی صورت میں اس کے لئے پیدل جانا زیادہ افضل ہے۔

(۳) یہ ایک انتہائی نیک عمل ہے اور دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ انھیں اس

کی جزاءدے گا۔

(۴) ہم ان کو اس بارے میں وارد شدہ روایات میں غوروفکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس عمل کی وجہ سے حاصل ہونے والے دینی اور روحانی فوائد کی طرف متوجہ کرتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائے۔

(۵) ضروری ہے کہ اس عمل کو جاری و ساری رکھا جائے اور ہر طرح سے دوسروں کو اس کی ترغیب دی جائے۔

اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ واجبات کو پابندی سے ادا کیا جائے اور حرام افعال سے اجتناب کیا جائے خاص طور پر جب آپ کربلا کی جانب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے اس مقدس سفر میں ہوں تو واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کی طرف خاص توجہ دیں پورے راستہ میں اہل بیت علیھم السلام کے شیعوں کے لئے اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں اور محمد و آل محمد علیھم السلام پر درودوسلام بھیجیں اور امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو یاد کریں اور مرثیے اور نوحے پڑھتے ہوئے سفر کو جاری رکھیں اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ با جماعت نماز کی پابندی کریں اور اگر با جماعت نماز نہ ہوتو فرادیٰ نماز کو پابندی کے ساتھ اول وقت میں ادا کریں۔

یہ بات یاد رکھیں یہ ایسا عمل ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو بہت پسند ہے اس عمل کی وجہ سے مومنین خوش ہوتے ہیں جب کہ کافرین ،منافقین ،اور مومنین کا لبادہ اوڑھے ہوئے ایمان سے خالی لوگوں پر یہ عمل نہایت گراں گزرتا ہے۔

سوال :حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لیے طویل مسافتوں کے پیدل طے کرنے کا کیا حکم ہے جب کہ آج کے دور میں نقل وحمل کے ذرائع وافر مقدار میں موجود ہیں؟

جواب : جس طرح سے کسی سواری کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آنا مستحب ہے اسی طرح زیارت کی خاطر پیدل چل کر آنا بھی مستحب ہے لیکن پیدل زیارت کرنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔

سوال : کیا کوئی ایسی چیز ہے کہ جو خواتین کی اتنی بڑی تعداد کو زیارت کے لئے پیدل نکلنے پر مجبور کرتی ہے میں اپنی عقل کی روشنی میں یہ دیکھتا ہوں خواتین کا زیارت کے لئے گاڑیوں میں جانا پیدل جانے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہاں بہت سی مشکلات ہیں کہ جو ذہن کو دوسری جوانب مشغول کر دیتی ہیں جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ اس راستہ میں انسان ذکر خدا اور امام حسین علیہ السلام تک پہنچنے کی فکر میں مشغول رہے میں آپ سے خواتین کے گھر کہ جس کو اللہ نے ان کے لئے مسجد قرار دیا ہے سے نکلنے کے بارے میں تفصیل کا طلبگار ہوں اور کیا کوئی ایسی

چیز ہے کہ جس سے خواتین کو زیارت کے لئے پیدل جانے سے روکا جا سکے؟

جواب: میرے بیٹے یہ بات یاد رکھیں کہ مقامات مقدسہ اور خاص طور پر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جانا ایک ایسا عمل ہے کہ جس کا مطالبہ شریعت مرد اور خواتین دونوں سے ہی کرتی ہے اور اس عمل کو شریعت مقدس انتہائی نیک اعمال میں شمار کرتی ہے۔ اور جہاں تک خواتین کے زیارت کے لئے گھروں سے باہر آنے کی بات ہے تو چاہے وہ کسی گاڑی پر زیارت کے لئے جائیں یا پیدل زیارت کا شرف حاصل کریں ان کے لئے واجب ہے کہ شرعی پردے اور شریعت کی نافذ کردہ حدود و احکام کی پابندی کریں لہٰذا ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو گھر کے اندر، گھر سے باہر، گاڑی میں، پیدل چلتے ہوئے الغرض ہر مقام پر دینی احکام کا پابند بنائے اور ان کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرے۔

کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ گاڑیوں میں دینی احکام کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے کتنے مفاسد رونما ہوتے ہیں؟ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ خاتون کا گھر میں ہی رہنا افضل ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ گھر ہی عورت کی مسجد ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کا گھر سے باہر آنا حرام ہے، اگر عورت دین کی بتائی ہوئی حدود کے اندر رہتے ہوئے گھر سے باہر آتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھے

معلوم نہیں کہ شرعی حدود و پردے میں رہتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جانے والی مومنہ خواتین کے بارے میں آپ اس قدر فکر مند کیوں ہیں اور بازاروں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں جانے والی خواتین کے بارے میں آپ کو کوئی فکر نہیں ہے۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ جو فیملیاں اپنی بچیوں کو سکول، کالج، یونیورسٹیوں میں بھیجتی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آپ کا سوال اور اس میں ذکر شدہ دلیلیں لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے روکنے کی غرض سے نہ ہوں تا کہ آپ کا سوال حضرت علی علیہ السلام کے اس فرمان کا مصداق نہ بنے کہ جس میں مولا فرماتے ہیں ''**کلمة حق یراد بها باطل**'' **یعنی: ایسی حق بات کہ جس کا مقصد باطل ہو۔**

برصغیر سے آئے ہوئے سوالات

سوال: برصغیر کے بعض علاقوں میں مومنین عشرہ محرم کے پہلے نو دنوں میں امام بارگاہوں میں اعتکاف کی صورت میں بیٹھتے ہیں اور اس پر احکام اعتکاف نافذ کرتے ہوئے ان دنوں میں باہر نکلنا مبطلِ اعتکاف سمجھتے ہیں اور گھروں میں آنا جانا بھی اپنے لیے حرام سمجھتے ہیں اور یہ عمل (نو راتاں) کے نام سے معروف ہے اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا اس پر احکامِ اعتکاف لاگو ہوتے ہیں؟

جواب: اعتکاف صرف شرعی طور پر جامع مسجد میں روزے کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی کچھ شرائط ہیں کہ جن کو ہم نے توضیح المسائل میں بیان کیا ہے شریعت میں سوال میں ذکر شدہ عمل کو اعتکاف کی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔

سوال: برصغیر پاک و ہند میں شبیہ ذوالجناح کے جلوس نکالے جاتے ہیں کہ جس میں گھوڑے کو ذوالجناح کی شبیہ بنایا جاتا ہے اور اسے سونا چاندی اور دیگر قیمتی کپڑوں سے مزین کیا جاتا ہے اس حوالہ سے چند سوالات ہیں:

(۱) اس شبیہ کو اس طرح مزین کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ جبکہ اصل گھوڑا کہ جو کربلا میں تھا اس کی اس طرح سے حالت نہیں تھی کیا شبیہ اور اصل کے درمیان موافقت اور مشابہت شرط نہیں ہے؟

(2) آیا اس طرح کی زینت کرنے سے غم و مصیبتِ سید الشہدائؑ تازہ ہوتی ہے ؟

(3) بعض لوگ اس ذوالجناح کے نیچے سے گزرتے ہیں خصوصاً خواتین اپنے بچوں کو اس کے نیچے سے گزارتی ہیں اس عقیدے کے ساتھ کہ ذوالجناح کے نیچے سے گزرنے سے مریض کو شفا ملتی ہے۔اس عمل کی کیا حقیقت ہے؟ اور اس کا مصیبتِ امام حسین علیہ السلام سے کیا ربط ہے؟

(4) بعض لوگ اپنے آپ کو اس شبیہ ذوالجناح کے ساتھ قید کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے قید ہونے اور شبیہ ذوالجناح کا آپس میں کیا تعلق ہے اگر قید امام سجاد علیہ السلام کو تازہ کرنا مقصود ہے تو شبیہ ذوالجناح امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی ہوتی ہے اس عمل کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: (1) شبیہ اور اصل کے درمیان موافقت اور شباہت شرط نہیں ہے مذکورہ بالا عمل صرف شبیہ بنانے والوں کی امام حسین علیہ السلام سے محبت اور ان کے نام پر قربانی دینے کی استعداد کی عکاسی کرتا ہے۔

(2) اس شبیہ کو مزین کر کے مومنین امام حسین علیہ السلام کے نام پر فداکاری ، اور محبت و عشق کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس لحاظ سے ایسا کام کرنا

شرعی حوالے سے باعث ثواب ہے۔

(3) اگر یہ کام اس نیت سے نہ کیا جائے کہ اس کا شریعت میں حکم آیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ہم اس عمل سے امام حسین علیہ السلام کی عظمت کا اقرار اور ان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی محبت کو خدا کے حضور میں وسیلہ بنا کر بچے کو ذوالجناح کے نیچے سے گزارتے ہیں اور خدا سے اس کے روشن مستقبل اور بیماریوں سے شفا کی امید رکھتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(4) بعض روایات میں ہے کہ: جب ذوالجناح سید الشہداءؑ کی شہادت کے بعد خیموں میں آیا تو چھوٹے چھوٹے بچے خیموں سے نکل کر ذوالجناح سے لپٹ گئے پس مذکورہ بالا عمل اگر اس واقعہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے بچوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اور ان پر ٹوٹنے والے مصائب کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہو تو یہ عمل باعث ثواب ہے۔

سوال: برصغیر میں شبیہ علم حضرت عباس علیہ السلام کے جلوس نکالے جاتے ہیں اس بارے میں چند سوالات ہیں:

(1) علم حضرت عباسؑ کی تاریخی حوالے سے کیا حقیقت ہے آیا یہ وہی علم

تھا کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہوا کرتا تھا اور غزوات میں مولا کائنات حضرت علی علیہ السلام اور دیگر مجاہدین اسلام کو تھمایا جاتا تھا؟

(2) آیا یہ علم حضرت عباسؑ کے بعد دیگر آئمہ علیہم السلام، تک منتقل ہوا یا نہیں؟

(3) اس علم عباسؑ کا رنگ اور شکل کیا تھی؟ جبکہ آج کل مختلف مقامات پر مختلف رنگ وشکل سے علم برآمد کیے جاتے ہیں؟

جواب: **(1)** کربلا میں ہونے والی جنگ میں بقیہ غزوات کی طرح جنگی دستور کے مطابق طرفین یعنی امام حسین علیہ السلام اور ملعون عمر بن سعد دونوں کے لشکروں میں اپنے اپنے علم تھے جیسا کہ روایت میں ملتا ہے۔امام حسین علیہ السلام نے اپنی فوج کا علمدار حضرت عباس علیہ السلام کو بنایا تھا لہٰذا اس علمدار (حضرت عباسؑ) کی عظمت کو یاد کرنا اس یاد کو ہمیشہ زندہ رکھنا واقعہ کربلا اور اس میں ہونے والے احداث کو زندہ رکھنا ہے اور یہ عمل باعث ثواب ہے۔اگر چہ ہو سکتا ہے کہ علم کی جو شکل ہمارے جلوسوں میں بنائی جاتی ہے اُس علم سے مختلف ہو جس کے بلند کرنے والے حضرت عباسؑ تھے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔آئمہ علیہم السلام سے مروی روایات میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ کربلا

کے واقعات کو زندہ رکھا جائے لہٰذا جب تک اس واقعہ کو زندہ رکھنے کے طریقوں میں کوئی شرعی مخالفت نہ ہو اس کا انجام دینا باعث ثواب ہے ۔ آئمہ علیھم السلام نے اس واقعہ کو فطری عاطفیت کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔علم اور شبیہِ گہوارۂ علی اصغرؑ سے اس ارتباط اور وابستگی کی بہت تاکید ہوتی ہے ۔

(2) یقیناً اگر امیر المومنین علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے لشکروں کی علمبرداری فرمائی اور اسی طرح دوسری بہت سی عظیم شخصیات نے بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھیجی گئی فوجوں کی قیادت میں علم اٹھائے ہیں البتہ صحیح روایات سے یہ ثابت کرنا بہت مشکل ہے کہ جو علم حضرت عباسؑ کے ہاتھ میں تھا اسی لکڑی اور کپڑے پر مشتمل تھا جو رسول اسلامؐ کے علمبرداروں کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا اور بابرکت شخصیات اس کو بلند کیا کرتی تھیں

(3) معتبر روایات میں اس مبارک علم کی تفصیلی خصوصیات موجود نہیں ہیں لہٰذا یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس پاک ومقدس علم کی لمبائی اور چوڑائی کتنی تھی اس کا رنگ کیسا تھا آیا اس کے اوپر کوئی تحریر موجود تھی یا نہیں ۔

سوال: جن علاقوں میں ڈھول وغیرہ کو آلات غنا میں شمار کیا جاتا ہے وہاں ان کے ذریعے ماتم کرنا شرعی نقطہ نگاہ سے کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر ڈھول بجانے کی طرز اور اس سے پیدا ہونے والی آواز میں گانے اور غنا کی حقیقت پائی جاتی ہو تو اس طرح ڈھول بجانا اور اسے سننا حرام ہے۔

اور غنا کی حقیقت کے دو اہم عنصر ہیں۔

(۱) اس آواز میں گانوں کی طرز کا اتار چڑھاؤ ہو۔

(۲) اس آواز میں مست کر دینے کی خاصیت ہو خواہ اس سے کوئی وقتی طور پر مست ہو یا نہ ہو۔لہٰذا اگر ڈھول بجنے سے پیدا ہونے والی آواز میں یہ دونوں خاصیتیں موجود ہوں تو اس کو غنا اور گانا سمجھا جائے گا اور اس صورت میں ڈھول بجانا اور اس کی آواز پر کان دھرنا حرام ہے۔لیکن اگر اس میں یہ دونوں خاصیتیں نہ پائی جائیں تو اس کے بجانے اور اس پر ماتم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: ہمارے ہاں مہندی حضرت قاسم علیہ السلام بنائی جاتی ہے اور اس کے جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: جنابِ قاسمؑ کی شہادت اور نوعمری میں ان کی کربلا میں جان فشانی اور بہادری کی یاد کو زندہ رکھنا کربلا کے احداث و واقعات اور اس کے مشن کو زندہ رکھنا ہے۔البتہ معتبر کتابوں اور صحیح روایات میں یہ نہیں ملتا کہ جناب قاسمؑ کی شادی کربلا میں ہوئی تھی اگر چہ بعض ایسی غیر معتبر کتب میں یہ بات مذکور ہے کہ

جو کتب علماءِ اعلام کی نظر میں قابل اعتماد نہیں ہیں۔ہاں البتہ اگر کوئی جناب قاسمؑ کی شادی کو امام حسین علیہ السلام کی طرف نسبت نہ دے تو اس طرح کے جلوس نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: ذوالجناح کی شبیہ کے مر جانے کے بعد اسے غسل وکفن اور دفن کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اگر یہ کام اس نیت سے کیا جائے کہ خدا کی طرف سے اور شریعت میں اس کا حکم وارد ہوا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ اور بدعت ہے لیکن اگر یہ کام فقط شبیہ ذوالجناح کے عرف عام میں احترام اور اس سے متعلق لوگوں کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا زوجہ حرؑ کے شام غریباں میں پانی اور کھانا لانے کی روایت کی سند صحیح ہے؟اور کیا کوئی خاتون یا کوئی بچی اس کی منظر کشی کر سکتی ہے؟

جواب: یہ روایت بعض غیر معتبر کتابوں میں موجود ہے اور اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔اور جہاں تک منظر کشی کرنے کا سوال ہے تو اگر کوئی خاتون اپنے پردے کی حفاظت میں ایسا کرے یعنی مومنات اور چھوٹے بچوں میں پانی یا دودھ یا شربت وغیرہ تقسیم کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔البتہ اس کام کو اس نیت سے نہ کیا جائے کہ اس کا شریعت میں حکم وارد ہوا ہے۔

سوال : اگر عورتیں مجالس میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کریں کہ جس سے ان کی آواز مردوں تک پہنچتی ہو تو اس کا شرعی حوالے سے کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی آواز کو نامحرم مردوں تک نہ پہنچائے۔

سوال: عورتوں کے مجمع میں کسی مرد کا مجلس پڑھنا شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟

جواب : اگر مجلس پڑھنے والی کوئی عورت نہ ہو تو ایسی مجلس برپا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس مجلس میں موجود عورتوں کے لئے شرعی پردے کی پابندی کرنا واجب ہے۔

سوال : خواتین کے مجمع میں مردوں کا شبیہ تابوت وغیرہ لانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اگر پردے کی پابندی محفوظ رہے اور کوئی شریعت کی خلاف ورزی بھی لازم نہ آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال : کیا محرم اور صفر کے مہینے میں شادی یا کسی خوشی کی تقریب کا انعقاد کرنا جائز ہے؟

جواب : مجھے ایسے سوالوں سے تعجب ہوتا ہے، ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے عزیز کی وفات کے ایام میں خوشی کی محفلیں برپا کرے لہٰذا اگر ایسا کرنے سے جغرافیائی لحاظ سے عوام کے نزدیک یہ عمل امام حسینؑ کی مظلومیت کے پرچار

سے ٹکرائے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

سوال: امام حسینؑ نے روزِ عاشور جنگ کے لئے پہلے اپنے انصار کو بھیجا پھر اس کے بعد اپنے اہل بیت کو میدان جنگ کی طرف روانہ کیا، اس کا کیا فلسفہ ہے؟

جواب: ایسا سوال کرنا شیعہ کے عقیدے کے منافی ہے کیونکہ امام معصومؑ کے قول و فعل کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا واجب ہے ہمیں حق حاصل نہیں کہ ہم معصوم امامؑ کے کسی قول یا فعل کے بارے میں کہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ بعض روایات میں ملتا ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے انصار کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے انہیں پہلے میدانِ جنگ میں بھیجا۔

سوال: کیا جنابِ علی اصغرؑ امام حسینؑ کے ساتھ دفن ہیں یا گنج شہداء میں؟

جواب: کسی معتبر روایت میں جنابِ علی اصغرؑ کے جائے دفن کی تعیین نہیں ملتی البتہ ہمارے بعض اساتذہ کا عقیدہ تھا کہ جناب علی اصغرؑ کا ننھا لاشہ امام حسینؑ کے شکستہ سینے پر رکھا گیا تھا۔

سوال: کیا مجالس کی کیسٹیں اور سی ڈی کی کاپی کرنا جائز ہے جبکہ ان پر مالک یعنی دوکاندار کی طرف سے لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ان کی کاپی جائز نہیں ہے اگر کوئی کاپی کرے تو اس کی خرید و فروخت کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ایسی سی ڈیز اور کیسٹوں کی کاپی کرنا جائز نہیں ہے لیکن ان کا خریدنا جائز ہے۔

سوال: اگر امام بارگاہ کے لئے کوئی زمین گواہوں کی موجودگی میں وقف کر دی جائے لیکن اسے وقف نامہ کی صورت میں تحریر نہ کیا جائے تو آیا واقف کے ورثاء کے لئے اس زمین کو اپنی ملکیت قرار دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زبانی وقف کا صیغہ پڑھنے سے چیز وقف ہو جاتی ہے چاہے اسے تحریری صورت نہ بھی دی جائے۔

سوال: مجالس عزا میں بڑے بڑے خطباء کو بلانا اور لنگرِ حسینی کا اہتمام کرنا کیا ریا کاری اور شہرت کی نیت سے جائز ہے؟

جواب: ہر عمل خیر کو ریا کاری سے کرنے والا ثواب سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ عبادت میں ریا کاری حرام ہے اگر چہ ہم ریا کاری کرنے والوں کو مجالس اور عزاداری کرنے سے شرعاً نہیں روک سکتے البتہ انہیں ریا کاری سے روکتے ہیں کیونکہ ریا کاری بہت بڑا گناہ اور منافقین کی نشانی ہے۔

سوال: کیا مجالسِ عزا میں غیر مسلموں کو دعوت دی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں بالکل دی جا سکتی ہے تا کہ وہ اسلام کے روشن اور انسانیت نواز چہرے سے آگاہ ہوں، ایسا کرنے سے یا تو وہ اسلام کی آغوش میں آ جائیں

گے ،یا پھرکم ازکم ان پر حجت تمام ہو جائے گی۔

سوال: اگر قصیدہ گانے کی طرز پر ہواور اس میں غنا سے مرتب ہونے والے اثرات نہ پائے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: گانے کی طرز پر کچھ پڑھنا اور اس کا سننا فعل حرام ہے خواہ وہ قرآن کی تلاوت ہو یا معصومینؑ کے فضائل و مصائب یا کوئی اور چیز ہو۔

سوال: معصومینؑ خصوصاً جناب زہراء سلام اللہ علیھا کا مجالس میں تشریف لانا کسی روایت میں ملتا ہے؟

جواب: بعض روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال: مقبول مجلس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: اس کی بہت سی شرائط ہیں ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱: مجالسِ عزا کا انعقاد معصومینؑ کی عظمت کو لوگوں کے سامنے اجاگر کرنے اور ان کی مظلومیت کو ظاہر کرنے اور اہل بیتؑ کے دشمنوں کو رسوا کرنے اور ان کے منحوس و بدنما چہروں کو لوگوں کے سامنے واضح کرنے کے لیے کیا جائے۔

۲: یہ عمل ریا کاری سے پاک ہو۔

۳: ان مجالس کو مادی، سیاسی، اور شخصی مقاصد کے لیے وسیلہ نہ بنایا جائے۔

۴: مجالس میں صحیح روایات کو بیان کیا جائے اور اگر کسی روایت کے صحیح ہونے کا علم نہ ہوتو اس روایت کو اس کے مصدر اور کتاب کے حوالے کے ساتھ بیان کیا جائے۔

۵: ان روایات کو ہرگز بیان نہ کیا جائے جن سے اہل بیتؑ اطہار یا کسی جلیل القدر مومن کی اہانت ہوتی ہو۔

سوال: کیاروایات میں جناب فاطمہ صغریٰؑ کا مدینہ میں رہنامذکور ہے؟

جواب: بعض غیر معتبر روایات میں اس کا تذکرہ ملتا ہےلہٰذا اس واقعہ کومجلس میں پڑھنے والا اگر روایت کومصدراور کتاب کی طرف نسبت دیتے ہوئے پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کیامنبر پہ ایسے مسائل کا چھیڑنا جائز ہے جن سے فتنہ برپا ہوتا ہو؟ اور اگر کچھ ایسے حقائق ہوں کہ جن کے بیان نہ کرنے سے نوجوان نسل حقیقت سے ناآشنارہ جائے گی تو ایسی صورت میں خطیب کا کیا فریضہ ہے؟

جواب: خطیب کا فریضہ ہے کہ ان روایات اور امور کو بیان کرنے سے گریز کرے جن سے فتنہ انگیزی ہوتی ہو۔ نوجوان نسل کوحقائق سے آگاہ کرنے کے لیے ان کو دینی تعلیم دی جائے جس کے لیے مجالس سے الگ انتظام کیا جائے۔

سوال: کیا مجالس میں یاعلیؑ مدد کہنایانعرہ حیدری لگانا جائز ہے؟

جواب: روایات میں امیر المومنینؑ اور دیگر معصومینؑ سے خدا کے حضور دعاؤں کی قبولیت کے لیے مدد مانگنا ثابت ہے۔اسی طرح حضرت علیؑ کے نامِ مبارک کو یاد کرنا عبادت ہے لہٰذا اگر قصدِ قربت سے ایسا کیا جائے تو باعث ثواب ہے۔

سوال: ایسے رسم و رواج کہ جو شریعت اور تاریخ میں ثابت نہیں ہیں لیکن علاقائی طور پر ان رسم ورواج کو اہل بیتؑ سے محبت،ہمدردی اور ان کی عزاداری کے طور پر انجام دیا جاتا ہے آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ہر قوم وملت اور ہر علاقے کے کچھ مخصوص رسم ورواج ہوا کرتے ہیں کہ جن کے تحت کسی خاص اسلوب کے ذریعے غمی یا خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے یا کسی کے احترام میں انجام دیا جاتا ہے،پس جب تک ان میں شریعت کے منافی کوئی چیز نہ ہو تو ان کو جاری رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: غلط عقائد یا غلط باتیں کرنے والے خطیب کی اصلاح کس انداز میں کی جائے اور کیا نہ روکنے کی صورت میں سامعین گناہ گار شمار ہوں گے؟

جواب: کسی خطیب کی ہدایت کے لیے اسے تنہائی میں نصیحت کی جائے اور اسے ذلت کے احساس میں نہ ڈالا جائے اور مسلسل ہدایت کرنے سے بھی اگر خطیب سوال میں مذکورہ شدہ حرکت سے باز نہ آئے تو اس کی مجالس سے دوری اختیار کی جائے۔

سوال :آج کل مجالس میں غالی اور مقصر کا لفظ بہت استعمال ہوتا ہے ان دونوں سے کیا مراد ہے؟

جواب:غالی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں اس کی صلاحیت اور حق سے زیادہ اسے ایسے اوصاف سے موسوم کرے کہ جن کی اجازت شریعت میں نہیں ہے اور مقصر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص جہالت یا ہٹ دھرمی کی بنا پر کسی کی بابرکت صفات کی اس سے نفی کرے۔

سوال:حضرت عباسؑ اور جناب حرؑ کو شہداءِ کربلا سے الگ دفن کرنے کا کیا فلسفہ ہے؟

جواب:جناب عباسؑ کے الگ دفن ہونے کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن شاید صحیح یہ ہے کہ زخموں کی کثرت کی وجہ سے جناب عباسؑ کا لاشہ اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا تھا جس کے سبب لاش کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

جناب حرؑ کے بارے مشہور یہ ہے کہ ان کے رشتہ داروں یا ان کی والدہ نے لاشہ کو تاراجی اور پامال ہونے سے بچانے کے لیے دور کر دیا تھا۔

سوال:شبیہِ **ذوالجناح** کے اوپر موجود کپڑوں کے ساتھ جو پیسے باندھے جاتے ہیں یا وہ پیسے جو **ذوالجناح** کے لیے دیے جاتے ہیں ان کا شرعی مصرف کیا ہے؟

جواب: ان کو امام حسین علیہ السلام کی مجالس اور امام حسین علیہ السلام کے مشن کے لیے صرف کیا جائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین